إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ

تفسير القرآن العظيم

www.KitaboSunnat.com

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ -28

نگہت ہاشمی

النور
ALNOOR-PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ

تفسیر القرآن العظیم

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

قَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ - 28

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ: 28)

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مئی 2020ء

طبع دوم : نومبر 2021

طبع سوم : نومبر 2023

تعداد : 1100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 59-C2 ، فیروز پور لنک روڈ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ: 906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری: 5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآناً عجباً» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ وللہ الحمد!

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآناً عجباً» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ــــ دوسروں کو سکھائیں ـــــ خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: فائزہ خان (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُهَا 22 | 58- سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ - 105 | رُكُوْعَاتُهَا 3

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس کے تین رکوع اور 22 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے یہ 58 ویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 105 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سوال: ان آیات کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میرے اور سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں اللہ عزوجل نے سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ کہتی ہیں کہ میں ان کی بیوی تھی اور وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ ان کا مزاج خراب ہو گیا تھا اور وہ صدمہ سے دوچار تھے۔ ایک دن وہ میرے پاس آئے، میں نے انہیں کسی بات پر (سخت) جواب دے دیا، تو وہ غضب ناک ہو گئے اور کہا، تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے اور پھر وہ باہر چلے گئے۔ کچھ دیر تو وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھے رہے، پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے صحبت کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا، ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے! تم مجھ سے صحبت نہیں کر سکتے، کیونکہ تم نے وہ بات کہہ دی جو تم نے کہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہمارے معاملہ میں فیصلہ فرما دیں۔ پھر وہ مجھ پر جھپٹا۔ میں اس سے (اپنے آپ کو) بچاتی رہی اور اس طرح اس پر غالب رہی جس طرح کوئی عورت بوڑھے مرد پر غالب آتی ہے۔ میں نے اسے اپنے اوپر سے ہٹا دیا۔ پھر میں اپنی ایک پڑوسن کے پاس گئی۔ میں نے اس کے کپڑے عاریتاً لیے اور باہر نکلی، یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ اب میں آپ کے سامنے بیٹھ گئی اور میں نے آپ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ میں آپ سے اس کی بد خلقی کی شکایت کرتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: ''اے خولہ! تمھارے چچا زاد بہت بوڑھے ہیں، لہٰذا ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔'' مگر اللہ کی قسم! میں وہاں سے نہ ٹلی، یہاں تک کہ میرے معاملہ میں قرآن نازل ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز نے ڈھانپ لیا جو (نزول وحی کے موقع پر) آپ کو ڈھانپ لیا کرتی تھی اور جب وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے خولہ! تمھارے اور تمھارے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شوہر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور آپ ﷺ نے میرے سامنے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ﴾ (المجادلہ:1) "یقیناً اللہ تعالیٰ نے سُن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے جھگڑا کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔" ﴿اِلٰی قَوْلِهٖ: وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (المجادلہ:1-4) پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "انہیں حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں۔" میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کے پاس کوئی غلام نہیں ہے کہ جسے وہ آزاد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو وہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھیں۔" میں نے کہا، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ بہت بوڑھے ہیں اور روزے بھی نہیں رکھ سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجور کھلائیں۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! (اتنی کھجور بھی) اس کے پاس نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم ایک ٹوکرا کھجور سے ان کی مدد کریں گے۔" میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی اے ٹوکرا (کھجور) سے ان کی مدد کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ٹھیک کہا اور اچھا کیا، اب تم جاؤ اور ان کی طرف سے (یہ کھجور) صدقہ کردو اور اپنے چچازاد سے اچھا سلوک کرتی رہو۔" الغرض میں نے ایسا ہی کیا۔ (مسند احمد:27386، ابوداؤد:2214)

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سُن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی تھی

یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے" (1)

سوال: ﴿قَدْ ... بَصِیْرٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ نے سُن لی" سیدنا مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ عزوجل کا قول ہے۔

(2) ﴿قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا﴾ "اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑا کر رہی تھی" یعنی جو محمد ﷺ سے جھگڑا کر رہی ہے۔

(3) ﴿وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ "اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی تھی" اور اپنے شوہر کے اور اپنے بڑھاپے میں شکوہ کر رہی ہے۔ اس وقت جب کہ اس کا رحم سوکھ چکا۔ (جامع البیان:6/28)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) وہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرا مال کھالیا اور میرا شباب ختم ہوگیا۔ اب جب کہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکی اور میری اولاد کا سلسلہ ختم ہوگیا تو اس نے مجھ سے ظہار کرلیا۔ اے اللہ میں تجھ سے شکوہ کرتی ہوں۔ (الاساس فی التفسیر: 5781/10)

(5)﴿وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کے سوال جواب سن لیے ہیں۔

(6)﴿إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال سننے والا ہے۔ اس نے ایک بے قرار کا شکوہ سن لیا ہے۔

(7)﴿بَصِيرٌ﴾ ''سب کچھ دیکھنے والا ہے'' اس کے حال کو دیکھ رہا ہے۔

(8) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور وہ اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھیں۔ ان کی آواز مجھے نہیں سنائی دے رہی تھی مگر اللہ عزوجل نے (سن لی اور تب) یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سُن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔'' (بخاری: 7386)

(9) بے شک اللہ تعالیٰ تمام اوقات میں مخلوق کی مختلف حاجتوں کے باوجود تمام آوازوں کو سننے والا ہے۔ ﴿بَصِيرٌ﴾ جو اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر رینگتی ہوئی سیاہ چیونٹی کو بھی دیکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کامل سمع و بصر کی خبر ہے، نیز تمام چھوٹے بڑے امور پر اس کے سمع و بصر کے احاطہ کی خبر ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی شکایت اور مصیبت کا ازالہ کرے گا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر اس عورت اور دیگر عورتوں کے بارے میں حکم بیان فرمایا۔ (تفسیر سعدی: 2717/3)

﴿اَلَّذِينَ يُظٰهِرُونَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ

''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ اُن کی مائیں نہیں ہیں بلکہ اُن کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا

اِلَّا الّٰٓئِىْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

ہے اور بلاشبہ وہ لوگ یقیناً ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ یقیناً بے حد معاف کرنے والا،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾

نہایت بخشنے والا ہے"(2)

سوال 1: ظہار کی وضاحت ﴿اَلَّذِيْنَ ... غَفُوْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ﴾ "تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ اُن کی مائیں نہیں ہیں" یعنی بیوی ماں نہیں ہوتی پھر ایسی بات کیوں کہتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (2) تمہارے کہنے سے بیوی ماں نہیں بن جائے گی۔ (3) ﴿ظِهَار﴾ "ظهر" سے لیا گیا ہے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا تو کہتا ﴿اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ﴾ یعنی تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو، جاہلیت میں ظہار کی وجہ سے طلاق پڑ جاتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آسانی کی وجہ سے اس کا کفارہ مقرر کر دیا۔ (السراج المنیر: 2017/2)

(4) ﴿اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ﴾ "بلکہ اُن کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا ہے" یعنی تمہاری ماں تو وہی ہے جس سے تم پیدا ہوئے۔

(5) ﴿وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ "اور بلاشبہ وہ لوگ یقیناً ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں" رب العزت نے ظہار کے معاملے کو نہایت برا عمل قرار دیا ہے۔ یعنی وہ ایک سخت بری اور جھوٹی بات کہہ رہے ہیں۔

(6) ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ "اور بے شک اللہ تعالیٰ یقیناً بے حد معاف کرنے والا، نہایت بخشنے والا ہے" یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی جو مخالفت کی ہے اس کے بعد توبہ کر کے اس کی تلافی کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے "عفو" اور "غفور" ہونے کا شعور کیسے دلایا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ظہار کے قول کے جھوٹ ہونے پر عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے سمجھایا ہے کہ بیویاں مائیں نہیں بن جاتیں مائیں تو وہی ہیں جن کے پیٹ سے وہ پیدا ہوئے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے "عفو" ہونے کا شعور ملتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے کفارے کو اس جھوٹی بات کی معافی کا ذریعہ بنا دیا جس سے اللہ تعالیٰ کے غفور ہونے کا، اس کے گناہوں کو ڈھانپ دینے کا اور بخش دینے کا شعور ملتا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

"اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں جو انہوں نے کہا تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾

ایک غلام آزاد کرنا ہے، یہ وہ کفارہ جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے‘‘(3)

سوال: ظہار کے کفارہ کی وضاحت ﴿وَالَّذِیْنَ ... خَبِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا﴾ ’’اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں جو انہوں نے کہا تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل ایک غلام آزاد کرنا ہے‘‘ رجوع کرنے کے معنی میں اہل علم اختلاف کرتے ہیں، چنانچہ بعض کہتے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس عورت کے ساتھ ظہار کیا ہے اس کے ساتھ جماع کا عزم کیا جائے، مجرد عزم ہی سے ظہار کرنے والے پر مذکورہ کفارہ واجب ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفارے کے بارے میں ذکر فرمایا کہ یہ کفارہ (اس بیوی کو) چھونے سے قبل ہے اور یہ مجرد عزم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی حقیقی جماع کے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ ’’پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں جو انہوں نے کہا:‘‘ اور جو بات انہوں نے کہی وہ جماع (کو حرام کرنا) ہے۔ اور دونوں اقوال میں سے ہر ایک کے مطابق جب بھی رجوع کیا جائے گا تو بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا کفارہ ہوگا۔ (تفسیر سعدی:2718,2717/3)

(2) ﴿فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ﴾ ’’ایک غلام آزاد کرنا ہے‘‘ لیکن وہ مومن ہو جیسا کہ دوسری آیت میں کہا گیا ہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ غلام یا لونڈی ان عیوب سے سلامت ہو جو کام کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2718,2717/3)

(3) ﴿مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا﴾ ’’ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل‘‘ شوہر پر لازم ہے کہ جب تک کہ وہ غلام آزاد کر کے کفارہ ادا نہ کرے اپنی اس بیوی سے جماع نہ کرے جس سے اس نے ظہار کیا ہے۔ (تفسیر سعدی:2718,2717/3)

(4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے قبل ہی اس سے مباشرت کر لی، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! ایسا کیوں کیا؟‘‘ اس نے کہا کہ چاندی کی روشنی میں، میں نے اس کی پازیب کو دیکھ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تک وہ کفارہ ادا نہ کر دو جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اس کے قریب نہ جاؤ۔‘‘ (ترمذی:1199، ابوداؤد:2221)

(5) ﴿ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ﴾ ’’یہ وہ کفارہ جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے‘‘ یعنی ان باتوں سے تمہیں نصیحت کی جا رہی ہے، تمہارے دل کو پگھلایا جا رہا ہے یعنی ڈرایا جا رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ ''اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے'' اللہ تعالیٰ تمہارے حالات اور تمہاری مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی جزا دے گا۔

(7) اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے تعلق کے لیے ظہار کے بعد کفارہ کی شرط عائد کر کے اپنے خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے کہ تمہارے چھپے ہوئے معاملات انسانوں سے چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ یوں اپنی خبر کے شعور سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ظاہری اور پوشیدہ معاملات کی اصلاح کی ہے۔

﴿فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ

''پھر جو شخص نہ پائے اُسے دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے ہیں اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جو کوئی اس کی

فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ

استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ تعالیٰ کی

وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

حدود ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے'' (4)

سوال: غلام آزاد نہ کر پانے کی صورت میں ظہار کے کفارہ کی دیگر صورتوں کی وضاحت ﴿فَمَنْ لَّمْ ... اَلِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ﴾ ''پھر جو شخص نہ پائے'' یعنی جو غلام نہ پائے یعنی اس کے پاس نہ تو غلام آزاد کرنے کی قیمت ہو اور نہ ہی غلام ہو جس کو وہ آزاد کر سکے۔

(2)﴿فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا﴾ ''دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے ہیں اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں'' تو مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2718/2)

(3) لگاتار روزے رکھنے سے مراد ہے کہ اگر بغیر شرعی عذر کے روزہ چھوڑ دیا تو نئے سرے سے پورے دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔ شرعی عذر سے مراد بیماری یا سفر ہے۔

(4)﴿فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا﴾ ''پھر جو کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانا کھلانا ہے'' یعنی جو دو مہینے کے روزے رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(5) تو وہ اپنے شہر میں مروج خوراک میں سے انہیں کھانا کھلائے جو ان کے لئے کافی ہو جیسا کہ یہ بہت سے مفسرین کا قول ہے یا وہ ایک مسکین کو ایک مد گیہوں یا گیہوں کے علاوہ کسی دیگر جنس سے، جو صدقہ فطر میں کفایت کرتی ہو، نصف صاع عطا کرے جیسا کہ مفسرین کے ایک دوسرے گروہ کی رائے ہے۔ (تفسیر سعدی: 2718/3) (6) سب کو ساتھ کھانا کھلانا ضروری نہیں قسطوں میں بھی کھلایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تک 60 مسکینوں کو کھانا نہیں کھلا دیا جاتا، بیوی سے تعلق جائز نہیں۔

(7) ﴿ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ''یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ'' رب العزت نے فرمایا ہے کہ یہ احکام اس لئے مقرر کیے ہیں تا کہ تمہارا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان مکمل ہو جائے۔

(8) ایمان اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا نام ہی ایمان ہے۔ یہی مومن سے مطلوب بھی ہے اسی سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

(9) ﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ ''اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں'' یعنی اس کے وہ محارم ہیں۔

(10) (i) یعنی ظہار سے طلاق واقع نہیں ہوتی (ii) اور ظہار ایک گناہ کا کام ہے۔ (iii) اس گناہ کا ازالہ کفارہ ادا کرنے سے ہو سکتا ہے۔ (11) اللہ تعالیٰ کی حدود واجب کرتی ہیں کہ ان سے تجاوز نہ کیا جائے، اور نہ ان سے پیچھے رہا جائے۔

(12) ﴿وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے'' یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ

''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، ذلیل کیے جائیں گے جیسے اُن سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے

اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

گئے اور بلاشبہ ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں اور کافروں کے لیے رُسوا کن عذاب ہے'' (5)

سوال 1: دشمنان دین کے برے انجام کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ... قَبْلِهِمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت میں دشمنان دین اور دینی احکامات میں جھگڑنے والوں کے برے انجام کا بیان ہے۔ رب العزت نے فرمایا: (2) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں" حاد سے مراد ایسی دشمنی اور مخالفت ہے جس سے انسان غضبناک ہو کر مقابلہ اور انتقام پر تل آئے۔مخالفت کی ابتدائی شکل تو یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا حکم تسلیم نہ کرے۔دوسرا اقدام یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کا مذاق اڑانا شروع کر دے۔اور تیسرا اقدام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون یا سزا یا تعزیر کے بجائے کوئی دوسری سزا یا تعزیر مقرر کر لے، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز کر دے، یا اس کی مخالفت میں آ کر شرعی احکام کو مصلحت پر مبنی ہونے کے بجائے اسے معاشرے کے لئے نقصان دہ یا غیر مہذب ثابت کرنے کی کوشش کرے۔یہ سب صورتیں حاد کے ضمن میں آتی ہیں۔(تیسیر القرآن:4/392)

(3) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مخالفت اور نافرمانی ان کے ساتھ دشمنی کے زمرے میں آتی ہے، خاص طور پر امور قبیحہ میں، مثلاً: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کر کے دشمنی کرنا اور اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا وغیرہ۔ (تفسیر سعدی:3/2720)

(4)﴿كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾"ذلیل کیے جائیں گے جیسے اُن سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے گئے" كَبَتَ کے معنی کسی کو غصہ کی حالت میں ذلیل و رسوا کرنا ہے اور دھکے مار کر باہر نکال دینا اور ہلاک کرنا سب معنوں میں آتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ جو قومیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت پر اتر آئی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا تھا۔اور اگر اب تم وہی کام کرو گے تو اب تمہارا بھی ویسا ہی انجام ہوگا۔دنیا میں تو ذلیل و رسوا ہو گے اور آخرت میں جو عذاب دیا جائے گا وہ بھی ذلیل و رسوا کرنے والا ہوگا۔(تیسیر القرآن:4/392)

(5) پوری پوری جزا کے طور پر ان کو ذلیل و رسوا کیا گیا جیسا کہ ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے خلاف ان کے پاس کوئی حجت نہیں کیونکہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت بالغہ قائم ہو چکی ہے۔(تفسیر سعدی:3/2720)

سوال 2:﴿وَقَدْ...مُّهِيْنٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ﴾"اور بلاشبہ ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ نے واضح دلائل عطا فرمائے جس میں حلال و حرام، فرائض اور احکامات ہیں جو حقیقت کو واضح فرماتے ہیں۔جو ان کی پیروی کرتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے۔

(2)﴿وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾"اور کافروں کے لیے رُسوا کن عذاب ہے" یعنی ان آیات اور دلائل کا انکار کرنے والوں کے لئے ایسا عذاب ہے جو انہیں ذلیل و رسوا کرے گا۔

(3)﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ﴾ ''اور جس دن کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا، تم اپنی نیکیاں اپنی دنیا کی زندگی میں لے چکے اور ان سے فائدہ اُٹھا چکے، چنانچہ آج تمہیں توہین کے عذاب سے بدلہ دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم ناحق زمین میں تکبر کیا کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔'' (الاحقاف:20)

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ

''جس دن اللہ تعالیٰ اُن سب کو اُٹھائے گا تو اُنہیں بتادے گا جو جو اُنہوں نے عمل کیے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے محفوظ کر رکھا ہے اور وہ

ع 1

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

اُسے بھول گئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے'' (6)

سوال: قیامت کے دن ایک ایک عمل سے آگاہ کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿يَوْمَ ... شَهِيْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا﴾ ''جس دن اللہ تعالیٰ اُن سب کو اُٹھائے گا'' یعنی جس دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا اور سب لوگ حشر کے میدان میں جمع کیے جائیں گے۔

(2) ﴿فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا﴾ ''تو اُنہیں بتادے گا جو جو اُنہوں نے عمل کیے'' یعنی انہوں نے جو اچھے برے عمل کیے ایک ایک عمل سے آگاہ کرے گا، کیونکہ اللہ علیم و خبیر کو ان کے سارے اعمال کا علم ہے۔ ﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ ''اس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو اس نے پیچھے چھوڑا ہے۔'' (القیامہ:13)

(3) ﴿اَحْصٰىهُ اللّٰهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے اُسے محفوظ کر رکھا ہے'' اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے۔

(4) ﴿وَنَسُوْهُ﴾ ''اور وہ اُسے بھول گئے'' انسان دنیا میں بے شمار ایسے گناہ کرتا ہے جو اسے یاد نہیں رہتے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہر انسان کا مکمل ریکارڈ تیار کر رہے ہیں جس میں چھوٹی بڑی ہر بات کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سارے اندراجات کو لوحِ محفوظ میں درج کر رکھا ہے۔

(5) ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ تمام کھلے اور چھپے حالات کو جانتا ہے۔ اس کو تمام ظاہری باتوں کی بھی خبر ہے اور تمام چھپی ہوئی چیزوں کو بھی وہ دیکھتا ہے، اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور یہ جی اٹھنا حساب کتاب کے لیے ہوگا۔ تمہیں اپنے اعمال یاد نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایک عمل محفوظ کر رکھا ہے وہ ان مخالفتوں کو یونہی نہیں جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے گا، حساب لے گا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ یقیناً جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تین میں کوئی سرگوشی

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ

نہیں ہوتی مگر وہ اُن کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ میں مگر وہ اُن کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اُس سے کم میں اور نہ زیادہ میں

وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ

مگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں کہیں بھی وہ ہوتے ہیں، پھر قیامت کے دن وہ اُن کو بتا دے گا جو اُنہوں نے عمل کیے۔

الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' (7)

سوال: اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ...عَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ یقیناً جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے'' اللہ رب العزت نے اپنے لامحدود علم کی خبر دی ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا علم آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ''کیا وہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے راز اور ان کی سرگوشی تک کو جانتا ہے؟ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب غیبوں کو بہت خوب جاننے والا ہے۔'' (التوبہ:78)

(3) ﴿اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ﴾ ''کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً ہم اُن کے راز اور اُن کی سرگوشیاں نہیں سنتے؟ کیوں نہیں! اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس ہی لکھتے رہتے ہیں۔'' (الزخرف:80) (4) اللہ تعالیٰ ہر ایک کی بات سنتا ہے جہاں کہیں ہوں انہیں دیکھتا ہے۔ رات ہو یا دن، مجلس ہو یا گھر ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا علم حاوی ہے۔

(5) ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ﴾ ''تین میں کوئی سرگوشی نہیں ہوتی'' یعنی نجویٰ کرنے والوں میں سے کوئی تین ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ ”مگر وہ اُن کا چوتھا ہوتا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم اور اپنی قدرت کے ساتھ ان کا چوتھا ہوتا ہے۔

(7)﴿وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ﴾ ”اور نہ پانچ میں مگر وہ اُن کا چھٹا ہوتا ہے“ یعنی ہر پانچویں کے ساتھ چھٹا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ان سے آگاہ رہتا ہے جو ان کے راز سنتا ہے، پھر اس کے فرشتے بھی ان کے اعمال لکھتے ہیں۔

(8)﴿وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ﴾ ”اور نہ اُس سے کم میں اور نہ زیادہ میں“ یعنی ان کی تعداد کم ہو یا زیادہ وہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور اپنی قدرت سے ان کے ساتھ ہوتا ہے، خواہ وہ زمین کے نیچے ہوں یا اوپر آسمانوں میں ہوں۔

(9)﴿اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾ ”مگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں کہیں بھی وہ ہوتے ہیں“ معیت سے مراد معیت علمی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو عرش پر ہے مگر اس کا علم ہر جگہ پر ہے۔ بلاشبہ یہی بات ہے، اس پر ہر ایک مومن کا ایمان ہے، پھر جس طرح اس کا علم ہر جگہ ہے، اسی طرح اس کا سننا دیکھنا بھی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے خبردار ہے ان کا اس سے کوئی کام بھی چھپا ہوا نہیں۔ (السراج المنير: 2018/2)

(10)اس سے مراد ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں خواہ وہ جنگلوں میں ہوں یا صحراؤں میں، آبادیوں میں ہوں یا بے آباد پہاڑوں اور غاروں میں، خلوت میں ہوں یا جلوت میں۔ کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔

(11)﴿ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ ”پھر قیامت کے دن وہ اُن کو بتا دے گا جو اُنہوں نے عمل کیے“ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے گا اور قیامت کے دن ان تمام اعمال کا بدلہ دے گا جو وہ کرتے تھے۔

(12)﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ”اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اور ساری مخلوقات کا پورا علم رکھتا ہے۔

(13)سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو ”لا الہ الا اللہ“ اور ”اللہ اکبر“ کہتے تو ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے (تم جس کو پکار رہے ہو) وہ تو تمھارے ساتھ ہی ہے، وہ سننے والا اور نزدیک ہے۔“ (بخاری: 2992)

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

”کیا آپ نے انہیں دیکھا نہیں جنہیں سرگوشی کرنے سے روکا گیا تھا؟ وہ پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے انہیں روکا گیا ہے اور آپس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ

میں وہ گناہ کی اور ظلم کی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں آپ کو ایسے (کلمے) کے

يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ

ساتھ سلام کرتے ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں کیا اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں

حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿

عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں؟ اُن کے لیے جہنم کافی ہے، وہ اُس میں داخل ہوں گے، پس وہ بہت برا ٹھکانہ ہے" (8)

سوال 1: یہودیوں اور منافقوں کی خفیہ سرگوشیوں کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ ... الرَّسُوْلِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى﴾ "کیا آپ نے اُنہیں دیکھا نہیں جنہیں سرگوشی کرنے سے روکا گیا تھا؟" رب العزت نے فرمایا: کیا آپ ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشیوں سے روک دیا گیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور ان میں صلح صفائی ہو گئی تھی۔

(2) ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ "وہ پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے اُنہیں روکا گیا ہے" منافق اپنے مفادات کی خاطر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ان کی ہمدردیاں کافروں کے ساتھ تھیں۔ جب ان کے پاس سے کوئی صحابی گزرتا تو وہ آپس میں سرگوشی کرتے تاکہ ان کو یہ خدشہ لاحق ہو کہ کہیں وہ قتل یا مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش تو نہیں کر رہے۔ رسول ﷺ نے سرگوشی کرنے سے منع کیا تو انہوں نے بات نہیں مانی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

(3) ﴿وَيَتَنٰجَوْنَ﴾ "وہ سرگوشیاں کرتے ہیں" یعنی وہ ایسی سرگوشیاں کرتے تھے جس میں نیکی یا تقویٰ کی بات نہ ہوتی تھی۔

(4) ﴿بِالْاِثْمِ﴾ "گناہ کی" یعنی منافق گناہ کی بات کرتے ہیں جیسے غیبت وغیرہ۔ اس کے مقابلے میں "البر" نیکی اور اطاعت کے ہر کام کے لئے جامع نام ہے۔ مومن جب سرگوشی کرتے ہیں تو وہ نیکی اور اطاعت کے کام کے لئے کرتے ہیں۔

(5) ﴿وَالْعُدْوَانِ﴾ "اور ظلم کی" یعنی مومنوں پر ظلم کے لئے سرگوشی کرتے ہیں، یعنی وہ دوسروں پر ظلم کے لئے سرگوشی کرتے ہیں اور مومن اس کے مقابلے میں تقویٰ کے لئے سرگوشی کرتے ہیں۔ تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرنا اور اس کے عذاب کے خوف سے گناہوں سے بچنا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کے قرب کے کاموں اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لئے سرگوشی کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) ﴿وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ﴾ ''اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی'' منافق ایک دوسرے کو رسول کی نافرمانی پر اکساتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ گناہ، ظلم اور رسول ﷺ کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کرتے ہیں۔

سوال 2: منافقین اور یہود کے طرزِ عمل کی وضاحت ﴿وَإِذَا جَآءُوْكَ ... فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ ''اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں آپ کو ایسے (کلمے) کے ساتھ سلام کرتے ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں کیا'' منافق اور یہودی سلام کے الفاظ کو بدل کر سلام کرتے تھے۔ اسی لئے رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ نبی ﷺ کو سلام کرنے میں سوءِ ادب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

(2) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ﴿اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ!﴾ ''اے ابوالقاسم! تمھیں موت آئے'' آپ ﷺ نے جواب دیا ﴿وَعَلَيْكُمْ﴾ ''بلکہ تمھیں ہی (موت) آئے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا ﴿بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ﴾ ''بلکہ تمھیں ہی موت آئے اور ذلت (تمھارا مقدر بنے)۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تو اپنی زبان سے نازیبا الفاظ ادا نہ کر۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، کیا آپ نے نہیں سنا جو انھوں نے کہا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے ان کی (غلط) بات کو انہی پر لوٹا نہیں دیا؟ میں نے انہیں جواب دیا تھا: ﴿وَعَلَيْكُمْ﴾ (کہ ذلت والی موت تمھارا ہی مقدر بنے)۔'' (مسلم: 5656)

(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، اس نے آپ ﷺ سے کہا: ﴿اَلسَّامُ عَلَيْكَ﴾ ''تمہیں موت آئے'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَعَلَيْكَ﴾ ''اور تمہیں بھی'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: ''تم جانتے ہو کہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ وہ کہہ رہا تھا، ﴿اَلسَّامُ عَلَيْكَ﴾ ''تمہیں موت آئے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! (ہاں) جب اہل کتاب تمہیں سلام کیا کریں تو تم انہیں (صرف) ﴿وَعَلَيْكُمْ﴾ کہہ دیا کرو۔'' (بخاری: 6926)

(4) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ﴾ ''اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں'' وہ اپنے دل میں ایک بات چھپاتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(5) ﴿لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ﴾ ''کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں؟'' وہ کہتے ہیں اگر وہ واقعی اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا تو ہم پر تباہی آجاتی مگر جب ہمارا کچھ نہیں بگڑا تو کیسے مان لیں کہ یہ سچا رسول ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6) یہودی آپس میں یا اپنے دلوں میں یہ بات کہتے تھے کہ اگر یہ سچا نبی ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں پکڑتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے من جانب اللہ نہ ہونے کی دلیل کے طور پر یہ بات لے کر آتے تھے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کے جواب میں فرمایا: ﴿حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ﴾ ''اُن کے لیے جہنم کافی ہے'' ان کے لیے جہنم کا عذاب کافی ہے۔ جہنم میں اس کی گرمی کی وجہ سے وہ جلیں گے۔

(8) ﴿فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''پس وہ بہت برا ٹھکانہ ہے'' جہنم کا کھانا زقوم اس کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور پیپ لہو ہے۔ جہنم والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

(9) اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور حکمت کے تحت دنیا میں فوراً گرفت نہیں کرتے لیکن آخرت میں نہیں چھوڑتے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو اور نیکی اور

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾

تقویٰ کی سرگوشی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا'' (9)

سوال 1: سرگوشی کے آداب کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... تُحْشَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو آداب سکھاتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے لوگو جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے۔

(2) ﴿اِذَا تَنَاجَيْتُمْ﴾ ''جب تم آپس میں سرگوشی کرو'' یعنی جب تم کسی معاملے میں سرگوشی کرو۔

(3) ﴿فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ''تو گناہ کی اور زیادتی کی سرگوشی نہ کرو'' یعنی سرگوشیاں غیبتوں اور گناہوں کی باتوں پر مبنی نہیں ہونی چاہئیں۔

(4) ﴿وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ﴾ ''اور رسول کی نافرمانی کی'' اور یہودیوں اور منافقوں کی طرح رسول ﷺ کی نافرمانی کی باتیں نہ کریں۔

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں کانا پھوسی (سرگوشی) نہ کیا کرو۔ اس سے لوگوں کو رنج ہوگا البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو مضائقہ نہیں۔'' (صحیح بخاری: 6290)

(6) مومنوں کو اپنے اخلاق درست کرنے کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے کہ گناہ ظلم زیادتی اور سازشوں سے خود کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بچائیں اور حکم دیا۔

(7)﴿وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ ''اور نیکی اور تقویٰ کی سرگوشی کرو'' یعنی اطاعت اور ترک معصیت کے امور میں سرگوشی ہو سکتی ہے۔ ''البر'' سے مراد نیکی کے کام ہیں اور تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرنا اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رکنا ہے۔

(8)﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

سوال 2: سرگوشی کے بارے میں اسلام کے کیا احکامات ہیں؟

جواب: (1) سرگوشی جسے کھسر پھسر بھی کہتے ہیں، اس کی تین صورتیں ہیں۔(i) ایک وہ سرگوشی ہے جو بدنیتی پر مبنی ہوتی ہے، برا ارادہ کسی کے خلاف سازش اس کے اہداف ہیں ایسی سرگوشی شیطان کی اکساہٹ کی وجہ سے ہوتی ہے۔(ii) دوسرا یہ کہ سرگوشی نیکی کے بارے میں ہو، مثال کے طور پر لوگوں کے درمیان صلح کروانا، ایسی سرگوشی بعض اوقات واجب ہو جاتی ہے۔(iii) تیسرا ایسی سرگوشی جس کا تعلق صرف دو افراد سے ہو ان کے علاوہ کسی اور سے نہ ہو، جیسے نبی ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کی تھی، جس سے وہ ایک بار رونے لگیں اور دوسری بار ہنس دیں۔ (بخاری، کتاب الاستیذان) ایسی سرگوشی جائز ہے۔

(2) سرگوشی کے کچھ آداب ہیں: (i) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کہیں تم صرف تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، اس سے اس کو رنج ہو گا البتہ اگر اور بھی آدمی موجود ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔'' (بخاری: کتاب الاستیذان) یعنی اگر تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو لوگ سرگوشی نہ کریں ہاں اگر تیسرے سے اجازت لے لیں تو سرگوشی کر سکتے ہیں اس سے بدگمانی کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔(ii) اگر تین سے زیادہ لوگ ہوں تو سرگوشی کر سکتے ہیں، لیکن یہاں بھی خیال رہے کہ ایک کو چھوڑ کر تین آپس میں سرگوشی نہ کریں، اسی طرح 5 لوگ ہوں تو 4 لوگ ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔(iii) اگر زیادہ لوگ ہوں اور دو لوگ سرگوشی کرنا چاہیں تو کوئی شخص مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی خاص شخص کی طرف نہ دیکھے، نہ اشارہ کرے کیونکہ اس کے دل میں بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔(iv) بدگمانی پیدا کرنے والی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب حرام ہیں۔(v) مسلمانوں کے اجتماعی معاملات پر کی جانے والی سرگوشیاں جائز نہیں ہیں مثلاً دین کے لئے کیے جانے والے کاموں کے بارے میں یہ کہنا کہ بیل منڈھے چڑھتے نظر نہیں آتی اور بلی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چچھوڑوں کے خواب وغیرہ۔(vi) منافقوں کی سرگوشیوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا

''سرگوشی کرنا یقیناً شیطان کی طرف سے ہے تا کہ ان لوگوں کو وہ غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

بغیر اُنہیں ہرگز کچھ بھی نقصان پہنچانے والا نہیں پس لازم ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں'' (10)

سوال 1: ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى... الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ﴾ ''سرگوشی کرنا یقیناً شیطان کی طرف سے ہے'' یعنی سرگوشیاں شیطان کی تزئین کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ (تفسیر قرطبی)

(2) مومنوں کے دشمن ان کے بارے میں سازش، دھوکے اور بری خواہشات کی جو سرگوشیاں کرتے ہیں، یہ شیطان کی طرف سے ہیں جس کی چال بہت کمزور اور مکر غیر مفید ہے ﴿لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''تا کہ ان لوگوں کو وہ غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے'' اور مکر و فریب سے اس کا مقصود بھی یہی ہے۔ ﴿وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اُنہیں ہرگز کچھ بھی نقصان پہنچانے والا نہیں'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ کفایت اور دشمن کے خلاف فتح و نصرت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2723,2722/3)

(3) (i) اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ گناہ، زیادتی اور رسول ﷺ کی نافرمانی پر مبنی سرگوشیاں شیطانی کام ہے۔ (ii) شیطان ہی سرگوشیوں پر آمادہ کرتا ہے۔ (iii) شیطان مومنوں کو غم میں مبتلا کرنے کے لیے سرگوشیوں پر آمادہ کرتا ہے۔

(4) اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ کافروں اور منافقوں کی سرگوشیاں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں، ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ رکھا ہو تو معاملہ مختلف ہو سکتا ہے۔

(5) مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا چاہیے، دشمنوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے کافی ہے۔

(6) ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ''پس لازم ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں'' ہر دور ہر زمانے میں مومنوں کو قادر مطلق پر ہی توکل کرنا چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غم سے بچانے کے لیے یہ واضح کیا ہے۔ (i) سرگوشیاں اور شیطانی تدابیر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ (ii) دشمنوں کی حرکتوں سے پریشان نہ ہوں۔ (iii) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیارات ہیں۔تمہارے دشمنوں کے ہاتھ میں اختیارات نہیں ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے غم کو اللہ پر توکل تک کیسے پہنچادیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اور دشمنوں کے بے اختیار ہونے سے غم دور کر کے بھروسے تک پہنچادیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کا شعور دلا کر غم کو توکل تک پہنچادیا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے

اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ

کشادگی پیدا کرے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو، اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

لائے اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُن سے پوری طرح باخبر ہے" (11)

سوال 1: مجلس کے آداب کی وضاحت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ... فَانشُزُوا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو!" اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے لئے ندا ہے کہ اے لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے۔

(2) ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا﴾ "جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو" کہ جب آپ لوگ مجلس میں بیٹھیں تو ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے کشادگی پیدا کر دیں یہ آداب مجلس کا حصہ ہے اور یہ ان آداب میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائے ہیں۔

(3) مجلس سے مراد ہر وہ Gathering ہے جہاں مسلمان اجر خیر اور علم کے حصول کے لیے جمع ہوں۔ خواہ یہ مجلس وعظ ہو یا جمعہ کی مجلس ہو۔ (تفسیر قرطبی)

(4) جب بھی کسی مجلس میں لوگ اکٹھے بیٹھے ہوں اور جگہ بھر جائے تو آنے والوں کے لئے کشادگی پیدا کر دیں، یہ عمل کشادگی پیدا کرنے والوں کو نقصان نہیں دیتا، اسی کی یقین دہانی اور اجر کی بشارت رب العزت نے دی ہے۔

(5) یعنی مجلس کا دائرہ تنگ کرو کہ بعد میں آنے والا کھڑا ہو یا کسی کو اٹھا کر بیٹھے، دونوں باتیں ہی ناشائستہ اور ناپسندیدہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ ’’اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کرے گا‘‘یعنی تم نے اپنے بھائی کے لئے وسعت پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت پیدا کرے گا۔

(7)تمہاری قبروں میں،تمہارے دلوں میں،دنیا اور آخرت میں۔(تفسیر قرطبی:218/9)

(8)امام رازی رحمہ اللہ نے کہا:ہر اس چیز میں اللہ تعالیٰ وسعت دے گا جہاں انسان چاہتا ہے مکان میں،رزق میں،سینے میں،قبر میں،جنت میں۔(تفسیر رازی:269/29)

(9)جزا عمل کی جنس سے ملے گی جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:’’جس نے کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کی،تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا۔اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔‘‘(ترمذی:2945)(ابن ماجہ:225)(ابن کثیر)

(10)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’کوئی آدمی(مجلس میں بیٹھے ہوئے)کسی شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے،بلکہ تم پھیل جاؤ اور(دوسروں کو)جگہ دو۔‘‘(مسلم:5683،بخاری:6270)

(11)سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:’’تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے بلکہ یوں کہے کہ پھیل جاؤ۔‘‘(مسلم،کتاب السلام)

(12)﴿وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا﴾ ’’اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ‘‘یعنی جب کسی ضرورت کے لئے،کسی کو مجلس سے اٹھنے کے لئے کہا جائے یا مجلس برخواست کرنے کو کہا جائے مثلاً نماز یا کسی خیر کے کام کے لئے۔

(13)﴿فَانشُزُوا﴾ ’’تو اُٹھ جایا کرو‘‘ تو فوراً اٹھ جایا کرو یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ اس طرح کے معاملات کا لحاظ رکھیں۔(14)مسلمانوں کو یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔اس طرح ان لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی جو نبی ﷺ سے اکیلے میں بات کرنا چاہتے تھے۔

سوال 2:مسلمانوں کو مجلس کے آداب سکھائے گئے ہیں،ان کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)مجلس میں پہنچ کر اہل مجلس کو سلام کیا جائے۔

(2)جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے،دوسروں کو تنگ نہیں کرنا چاہیے،نہ اس بات میں اپنی ہتک محسوس کرنی چاہیے۔

(3)اہل مجلس جب دیکھیں کہ جگہ تنگ ہو رہی ہے اور نئے آنے والوں کو جگہ نہیں مل رہی تو انہیں مجلس کا حلقہ وسیع کر لینا چاہیے۔یا اگر جمعہ وغیرہ کا اجتماع ہو تو سکڑ کر اور سمٹ کر بیٹھ جانا چاہئے تاکہ آنے والوں کے لیے جگہ بن جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو کر بیٹھے یا جیسے خطبہ جمعہ میں اکثر لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ امام کے قریب ہو کر بیٹھیں۔ تو ایسی صورت میں کسی کے لیے، خواہ وہ عزت اور مرتبہ میں بڑا ہو، یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔

(5) حفظ مراتب کا بھی ایک مقام ہے، اگر کوئی چھوٹا کسی بڑے کو آتے دیکھ کر ازراہِ تواضع اور آنے والے کا احترام کرتے ہوئے اپنی جگہ اس کے لیے چھوڑ کر خود پیچھے ہٹ جائے تو یہ چیز چھوٹے کی عزت اور درجات کی بلندی کا سبب بن جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں اکثر ایسا ہوتا تھا۔

(6) اگر کوئی شخص مثلاً خطبہ جمعہ میں وضو ٹوٹ جانے یا کسی اور وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھ جاتا ہے اور وضو کر کے واپس آتا ہے تو کوئی دوسرا اس کی جگہ پر قبضہ نہ جما لے بلکہ پہلا شخص ہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔

(7) اگر امیر مجلس، مجلس کو برخاست کرنے اور چلے جانے کا حکم دے یا کسی ایک شخص کو کسی مصلحت کی بنا پر چلے جانے کو کہے تو اسے اس حکم میں نہ عار محسوس کرنی چاہیے اور نہ اسے اس کی تعمیل میں اپنی توہین یا ہتک محسوس کرنا چاہیے۔

(8) اگر کھانا کھانے کی مجلس ہو تو کھانے سے فراغت کے بعد باتوں میں مشغول ہو کر میزبان کو پریشان اور تنگ نہ کرنا چاہیے بلکہ فراغت کے بعد جلد اجازت لے کر رخصت ہو جانا چاہیے۔ (تیسیر القرآن: 397/8)

سوال 3: علم اور اہل علم کی فضیلت کی وضاحت ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ ... خَبِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ ”اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا“ رب العزت نے فرمایا ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ مجلسوں میں ہم سے جگہ دلوائی گئی، اور ہمیں اٹھا دیا گیا اس سے ہماری توہین ہوئی نہیں نہیں، اس سے تمہاری عزت میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکی رائیگاں نہیں جانے دے گا، بلکہ اس کا دنیا اور آخرت میں اجر عطا فرمائے گا، کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کے لئے مسکینی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توقیر بڑھا دیتا ہے۔ اور اس کی نیک شہرت کر دیتا ہے۔ دنیا میں اس کا نام پھیلا دیتا ہے۔ دنیا والے عزت و محبت سے اس کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ (السراج المنیر: 2021/2)

(2) یہاں اس سے مراد اہل ایمان اور اہل علم کے درجات کی بلندی ہے۔ علم درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔

(3) سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبدالحارث نے مقام ”عسفان“ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے ملاقات کی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ وادی مکہ میں اپنا قائم مقام کس کو بنا کر آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں ابن ابزیٰ کو قائم مقام بنا کر آیا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، ابن ابزیٰ کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا قائم مقام بنا آئے ہو؟ انھوں نے عرض کی، امیر المومنین! اس لیے کہ وہ کتاب اللہ کا قاری ہے، میراث کا عالم ہے اور قاضی ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اس کتاب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو سربلندی عطا فرما دیتا ہے اور کچھ کو اس سے (اعراض کرنے کی وجہ سے) پست کر دیتا ہے۔'' (مسند احمد: 234/1)

(4) نبی ﷺ نے فرمایا: ''عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تم میں سے کم ترین شخص پر۔'' مزید فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں سمندر کے اندر لوگوں کو علم سکھانے والوں کے لیے رحمت کی دعا کرتی رہتی ہیں۔'' (ترمذی: 2685)

(5) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے درجے ان کے ایمان اور علم کے مطابق بلند کرتا ہے۔

(6) ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ ''اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُن سے پوری طرح باخبر ہے'' پس وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی جزا دے گا، اگر اچھا عمل ہوگا تو اچھی جزا ہوگی اور اگر برا عمل ہوگا تو بری جزا ہوگی۔ اس آیت کریمہ میں علم کی فضیلت کا اثبات ہے، نیز یہ کہ علم کی زینت اور اس کا ثمرہ، اس کے آداب کو اختیار کرنا اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2724/3)

(7) اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کا علم رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کون بلند درجات کا حق دار ہے اور کون نہیں؟

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے اپنے خبیر ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے مجلسی معاملات کے حوالے سے بیٹھنے اور اٹھ جانے سے اپنے خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے ایمان اور علم والوں کے درجات کی بلندی سے اپنے خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے کہ تمہارے تمام اعمال کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم رسول سے کوئی سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو، یہ تمہارے حق میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

زیادہ بہتر اور بہت پاکیزہ ہے پھر اگر نہ پاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے''(12)

سوال: رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ کے حکم کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ...رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم رسول سے کوئی سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو' اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لئے یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیں۔

(2) مسلمان نبی ﷺ سے بہت زیادہ سوالات کرتے تھے جو بعض اوقات آپ ﷺ کے لئے گراں ہو جاتے۔ رب العزت نے آپ ﷺ کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو بہت سے لوگ غیر ضروری سوالات کرنے سے رک گئے۔

(3)﴿ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ﴾''یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر اور بہت پاکیزہ ہے'' رب العزت نے سرگوشی سے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا یہ عمل اہل ایمان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہے یعنی ایسا کرنے سے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور بھلائی میں اضافہ ہوگا اور ہر قسم کی گندگی سے طہارت نصیب ہوگی۔ (4) رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام ترک کر کے ہی بے فائدہ سرگوشی ممکن ہوتی تھی۔ یہ ایسی گندگی ہے جس سے صدقہ کرنے سے طہارت مل سکتی ہے۔

(5) جب سرگوشی سے پہلے صدقے کا حکم دیا گیا تو یہ علم اور خیر و بھلائی کی جانچ پرکھ کے لئے کسوٹی بن گئی۔ جس کا مقصد محض رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرنا ہو وہ نبی ﷺ کی تکلیف کا احساس نہیں کر سکتا۔ سرگوشی سے پہلے صدقے کے حکم نے ایسے لوگوں کو کثرت کلام سے روک دیا۔

(6)﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾''پھر اگر نہ پاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' جس کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اسے تنگی میں مبتلا نہیں کیا اس کو معاف کر دیا کیونکہ وہ رحیم اور شفیق ہے۔ ایسے شخص کے لئے صدقے کے بغیر سرگوشی کو مباح ٹھہرایا ہے۔

﴿ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

''کیا تم ڈر گئے ہو کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرو سو جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں معاف کر دیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط وَاللّٰهُ

توتم نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴿

اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔" (13)

ع 2 7 2

سوال: رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کے حکم کی تنسیخ کی وضاحت ﴿ءَاَشْفَقْتُمْ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ﴾ "کیا تم ڈر گئے ہو کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرو" یعنی کیا تم فقر وفاقہ سے ڈر گئے کہ ہر بار سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنا ہوگا۔

(2) یعنی کیا تمہیں لگا کہ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے۔

(3) سیدنا علی بن ابوطلحہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾ "اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو" (المجادلہ:12) کے بارے میں روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس قدر کثرت سے سوالات پوچھنا شروع کر دیے کہ آپ کی طبیعت پر گراں گزرنے لگے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے آسانی کا ارادہ فرمایا اور جب یہ صدقے کا حکم دے دیا تو بہت سے مسلمانوں نے صبر کیا اور وہ سوالات پوچھنے سے رک گئے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرما دی: ﴿ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ "کیا تم ڈر گئے ہو کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرو سو جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں معاف کر دیا ہے تو تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو۔" (تفسیر طبری:28/28)

(4) ﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا﴾ "سو جب تم نے ایسا نہیں کیا" خیر ہے اگر تم سے اس حکم پر عمل نہیں ہو سکا تو۔

(5) ﴿وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾ "اور اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں معاف کر دیا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نے بھی اس کام میں تمہاری مشقت دیکھتے ہوئے صدقہ کرنا تمہیں معاف کر دیا۔

(6) ﴿فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ "تو تم نماز قائم کرو" رب العزت نے باقی فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پہلے فرض کا حکم دیا کہ نماز قائم کرو یعنی نماز کو اس کے ارکان، شرائط اور تمام حدود کے ساتھ ادا کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ''اورزکوۃ دیتے رہو'' یعنی مستحق لوگوں کوفرض زکوۃ ادا کرو۔

(8)﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کو دل کی سچائی سے مانیں اور ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہو۔

(9) اطاعت میں حکم ماننا، نواہی سے اجتناب کرنا اور ان کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق کرنا سب شامل ہے۔

(10)﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے'' اللہ تعالیٰ دل سے ماننے اور احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو خوب جانتا ہے۔ اعمال خواہ کسی طرح سے بھی واقع ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا خوب علم رکھتا ہے وہ اعمال کی جزا عمل کے مطابق دے گا۔

(11) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کے ڈر سے اپنے خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے کہ تمہارے چھپے ہوئے ڈر کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ

''کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے ان لوگوں کو دوست بنایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے وہ نہ ہی تم میں

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

سے ہیں اور نہ ہی اُن میں سے ہیں اور وہ جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں'' (14)

سوال: منافقین کی جو مذمت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت میں منافقین کی مذمت کی گئی ہے جو خفیہ طور پر کفار سے دوستی رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں نہ وہ کفار کے ساتھ ہیں اور نہ مومنوں کے ساتھ ہیں۔

(2)﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ''کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے ان لوگوں کو دوست بنایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے'' یعنی اے ہمارے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے یعنی منافقوں کو جو ان لوگوں کو دوست بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے یعنی یہودی۔

(3) منافقوں کی اصل دوستی یہودیوں سے تھی۔ منافقوں اور یہودیوں میں قدر مشترک رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی دشمنی تھی۔

(4)﴿مَا هُمْ مِّنْكُمْ﴾ ''وہ نہ ہی تم میں سے ہیں'' یعنی یہ منافق تم میں سے یعنی مومنوں میں سے نہیں۔ ﴿وَلَا مِنْهُمْ﴾ ''اور نہ ہی اُن میں سے ہیں'' اور نہ ہی یہودیوں میں سے ہیں، ان کا باطن یہودیوں کے ساتھ ہے اور ظاہر میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا﴾ ''وہ درمیان ہی میں ڈانواڈول ہیں، نہ اِن کی طرف ہیں نہ اُن کی طرف ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو آپ اس کے لیے ہرگز کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔'' (النساء:143)

(6) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں۔'' (صحیح مسلم:7043)

(7) ﴿وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور وہ جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں'' منافقوں کے ایمان کے زبانی دعوؤں پر سے مسلمانوں کا اعتماد ختم ہو گیا تھا، مسلمانوں سے وہ کئی قسم کے مفادات حاصل کر رہے تھے اس وجہ سے انہیں جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنی وفاداریوں کا یقین دلانا پڑتا تھا۔ یہودیوں کو قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم دل سے آپ لوگوں کے ساتھ ہیں اور مسلمانوں کو کہتے تھے کہ ہم سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور سچے اطاعت گزار ہیں۔

(8) ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بلاشبہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔'' (المنافقون:1)

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے بہت سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، بہت بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں'' (15)

سوال: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو جو وعید دی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے بہت سخت عذاب تیار کر رکھا ہے'' رب العزت نے جھوٹے اور خیانت کار منافقوں کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا﴾ ''یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور آپ ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔'' (النساء:145)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''بہت بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں'' ان کے اعمال بہت ہی برے ہیں، جن کی وجہ سے ان پر دردناک عذاب ہوگا۔ ان کے اعمال میں کافروں سے دوستانہ تعلقات، مسلمانوں کی مخالفت، کافروں کی خیرخواہی، مسلمانوں کو دھوکہ دینا وغیرہ ایسے اعمال ہیں جو بہت ہی برے ہیں۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

''اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں پس اُن کے لیے رُسوا کن عذاب ہے'' (16)

سوال: منافقوں کے برے اعمال اور برے انجام کی وضاحت ﴿اِتَّخَذُوْٓا ... مُّهِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ ''اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے'' منافق اپنی قسموں کے ذریعے مسلمانوں کی گرفت سے اپنے آپ کو، اپنی جان اور مال کو بچاتے ہیں۔

(2)﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٩٥) يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے عنقریب وہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کرو سو تم ان سے اعراض ہی کرلو، یقیناً وہ گندے ہیں اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اس کے بدلے میں جو وہ کماتے رہے ہیں۔ وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہوجاؤ، سو تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا'' (التوبہ:96،95)

(3) اور دوسری طرف ﴿فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں'' منافق اسلام مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف شکوک وشبہات اور وسوسے پیدا کرتے ہیں تاکہ لوگ اسلام قبول کرنے سے رک جائیں۔

(4)﴿فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ''پس اُن کے لیے رُسوا کن عذاب ہے'' انہوں نے کفر کو دل میں چھپایا اور ایمان ظاہر کیا، جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنی وفاؤں کا یقین دلایا اور آہستہ آہستہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک دیا۔ رب العزت کے نام کی جھوٹی قسمیں کھا کر اس کی توہین کی۔ اس لئے ان پر قیامت کے دن ذلت والا عذاب مسلط ہوگا جو کبھی ان سے علیحدہ نہ ہوگا اور انہیں کبھی مہلت نہیں دی جائے گی۔

﴿لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ

''اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ہرگز اُن کے کچھ کام نہیں آئیں گے یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' (17)

سوال: منافقوں کا انجام ہمیشہ کی آگ ہے، اس کی وضاحت ﴿لَنۡ تُغۡنِيَ ... خٰلِدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَنۡ تُغۡنِيَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا﴾ ''اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ہرگز اُن کے کچھ کام نہیں آئیں گے'' یعنی جب اللہ تعالیٰ انہیں توہین آمیز عذاب دے گا تو ان کے مال اور ان کی اولاد ان کے کسی کام نہیں آئے گی اور نہ وہ ان کی نصرت کر کے ان سے عذاب کو ہٹا سکیں گے، نہ ان کی جانب سے ثواب انہیں پہنچے گا۔

(2) ﴿اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' یہ لوگ توہین آمیز آگ کے عذاب میں رہیں گے، وہاں سے کبھی نکل نہیں پائیں گے، نہ وہاں انہیں موت آئے گی نہ وہ جئیں گے۔ اس آگ میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

﴿يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا فَيَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ‌ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ

''جس دن اللہ تعالیٰ اُن سب کو اُٹھائے گا تو وہ اُس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جیسے وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں

عَلٰى شَىۡءٍ‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡـكٰذِبُوۡنَ﴾

اور وہ گمان کریں گے کہ یقیناً وہ کسی (دلیل پر قائم) ہیں۔ سن لو! بلاشبہ وہی جھوٹے ہیں'' (18)

سوال 1: قیامت کے دن منافقوں کے حالات کی وضاحت ﴿يَوۡمَ ... الۡـكٰذِبُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا﴾ ''جس دن اللہ تعالیٰ اُن سب کو اُٹھائے گا'' یعنی جب اللہ تعالیٰ ان سب کو اس حالت میں اٹھائے گا جس میں ان کو موت آئی تھی۔

(2) ﴿فَيَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ﴾ ''تو وہ اُس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جیسے وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں'' منافقوں نے ساری زندگی جھوٹ پر بسر کی، دنیا میں ایمان والوں کو دھوکہ دیا، تو جب اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر کے اٹھائیں گے تو وہ اسی طرح قسمیں کھائیں گے جیسے دنیا میں جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنی وفاؤں کا یقین دلاتے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے سائے میں تشریف فرما تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ سائے والی جگہ کم تھی اور لوگ بمشکل اس میں پناہ لیے بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! ابھی تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی نگاہ سے دیکھتا ہے، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔'' چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں ایک نیل گوں آنکھوں والا شخص آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''تو اور فلاں فلاں مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو؟'' آپ نے ان کے نام لیے۔ اس نے کہا: آپ مجھے اجازت دیں، میں انہیں لے کر آتا ہوں، پھر وہ انہیں لے کر آیا اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھائیں (کہ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی) اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی۔ چنانچہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مسند احمد: 2411)

(4) قیامت کے دن مشرک بھی قسمیں کھائیں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (٢٣) انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ ''پھر ان کا اس کے سوا کوئی عذر نہ ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ قسم ہے اللہ ہمارے رب کی! ہم مشرک نہ تھے۔ آپ دیکھیں کیسے وہ جھوٹ بولیں گے اور وہ سب ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ بنایا کرتے تھے۔'' (الانعام: 24,23)

(5) ﴿يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾ ''وہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش کریں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول زیادہ حق دار ہیں کہ اُنہیں خوش کریں، اگر وہ ایمان لانے والے ہیں۔'' (التوبہ: 62)

(6) ﴿وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ﴾ ''اور وہ گمان کریں گے کہ یقیناً وہ کسی (دلیل پر قائم) ہیں'' وہ اپنی قسموں کے بارے میں سمجھیں گے کہ وہ کسی چیز پر قائم ہیں کیونکہ ان کا جھوٹ نفاق اور ان کے غلط عقائد ان کے دلوں میں آہستہ آہستہ اتر کر جگہ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ بھی سمجھتے رہے کہ وہ بالکل درست موقف پر ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بول کر فائدہ اٹھالیں گے۔

(7) ﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ ''سن لو! بلاشبہ وہی جھوٹے ہیں'' رب العزت نے ان کے بارے میں واضح فرمایا کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں، ناقابل اعتماد ہیں۔

سوال 2: قیامت کے دن کوئی چیز چھپی نہ رہے گی پھر بھی منافق دل کی خرابی کو چھپا کر جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں کیا واضح کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) اس سے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ منافق انتہائی بدبخت اور سنگدل لوگ ہیں۔ (2) منافق جھوٹے ہیں۔

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

''شیطان اُن پر غالب آ چکا ہے، سو اُس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی، یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں سن لو! شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارہ پانے والا ہے'' (19)

سوال 1: منافق شیطان کا گروہ ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِسْتَحْوَذَ ... الْخٰسِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ﴾ ''شیطان اُن پر غالب آ چکا ہے'' اِسْتَحْوَذَ۔ حَاذَ بمعنی سختی کے ساتھ ہانکنا، اور ﴿حَاذَ الدَّابَّةَ﴾ بمعنی جانور کو تیزی سے چلانا، اور اِسْتَحْوَذَ کے معنی کسی پر مسلط ہو کر اسے سختی سے ہانکنا ہے۔ کہتے ہیں استحوذ العیر علی الاتان یعنی گدھے کا گدھی کی پشت پر چڑھ کر اسے دونوں جانب سے دبا لینا ہے۔ (مفردات) یعنی شیطان نے ان منافقوں پر مسلط ہو کر انہیں کچھ اس طرح سے جکڑ رکھا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آتا اور وہ اس کے آلہ کار بن کر رہ گئے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 400/4)

(2) ﴿فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ﴾ ''سو اُس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی'' یعنی شیطان نے ان کے دل مٹھی میں لے کر انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی۔ یعنی انہیں اللہ تعالیٰ سے ہی غافل کر دیا۔

(3) ﴿اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ﴾ ''یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں'' یعنی یہ شیطان کے پیروکار اور اس کا قبیلہ اور اس کا لشکر ہیں۔ (فتح القدیر: 237/5)

(4) ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن بنا لو اُسے، یقیناً وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے ہو جائیں۔'' (فاطر: 6)

(5) ﴿اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''سن لو! شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارہ پانے والا ہے'' اس میں کوئی شک نہیں شیطانی لشکر ناکام و نامراد رہتا ہے۔

(6) جو لوگ شیطان کے پیروکار بن جاتے ہیں وہ اپنے گھر بار دین اور دنیا کے معاملات میں خسارے میں رہتے ہیں۔

(7) شیطانی لشکر یعنی منافقین کا گروہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بول کر، دنیا و آخرت میں جھوٹی قسمیں کھا کر، گمراہی کا سودا کر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مکمل خسارے کو پہنچنے والا ہے۔

سوال 2: شیطان انسان پر کیسے غالب آتا ہے؟

جواب: (1) ابوالعلاء سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شیطان میرے اور میری نماز و قراءت میں حائل ہو جاتا ہے اور مجھے قرآن بھلا دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تجھے اس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اس سے اور بائیں طرف تین بار تھوک۔'' (نماز کے اندر ہی) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔ (مسلم: 5738)

(2) سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تین آدمی کسی بستی یا جنگل میں ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو، اس لیے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہوتی ہے۔'' زائدہ کا بیان ہے: سائب رحمہ اللہ نے کہا: جماعت سے مراد نماز باجماعت ہے۔ (نسائی: 848)

(3) نسفی رحمہ اللہ نے کہا: شاہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، شیطان کے بندے پر غلبے کی علامت ہے کہ وہ کھانے پینے اور لباس میں مشغول ہو جاتا ہے، اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کے شکر کو قائم کرنے سے اور زبان اپنے رب کے ذکر سے محروم ہو جاتی ہے اور اس کے بدلے میں اس کی مشغولیت جھوٹ، غیبت اور بہتان میں ہو جاتی ہے اس طرح اس کا دل تفکر سے محروم ہو جاتا ہے۔ (الاساس فی التفسیر: 5804,5803/10)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ﴾

''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں'' (20)

سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کے انجام کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ ... فِي الْاَذَلِّيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں'' یعنی جو لوگ حق سے دور اور ہدایت سے محروم ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو کفر اور نافرمانی کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں۔

(2) یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی شدید مخالفت رکھتے ہیں کہ اب اللہ والوں کے ساتھ ان کا مل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کر رہنا مشکل ہو گیا ہے۔شدید مخالفت نے انہیں دوسرے کنارے پر پہنچا دیا۔

(3) وہ اوامر ونواہی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں۔انہیں جب دین حق کی طرف بلایا جاتا ہے وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔اس مخالفت کی وجہ سے وہ بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔

(4)﴿اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ﴾ ”وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں“ وہ لوگ ذلیل اور بے وقعت لوگوں میں شامل ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہیں یعنی نہ ان کا انجام اچھا ہے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔رب العزت نے فرمایا: ﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ ”اے ہمارے رب! بے شک جس کو تو نے آگ میں ڈالا تو اُس کو تو نے واقعی رُسوا کر دیا، اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔“(آل عمران:192)

(5)﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾ ”کیا انہوں نے نہیں جانا کہ یقیناً وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرے تو بلاشبہ اُس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ بہت بڑی رُسوائی ہے۔“(التوبہ:63)

(6)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ”یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، ذلیل کیے جائیں گے جیسے اُن سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے گئے۔“(المجادلہ:5)

﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾

”اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے، اللہ تعالیٰ یقیناً بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے“(21)

سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے غلبے کے وعدے کی وضاحت ﴿كَتَبَ اللّٰهُ ... عَزِيْزٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے“ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے جس کی تحریر میں ردوبدل ممکن نہیں کہ میں اور میرا رسول غالب رہیں گے دلیل اور تلوار سے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ (۱۷۱) اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (۱۷۲) وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہمارا فیصلہ پہلے ہی صادر ہو چکا۔ یقیناً وہ وہی ہیں جن کو مدد دی جائے گی۔اور بے شک ہمارا لشکر ہی یقیناً غالب آنے والا ہے۔“(الصافات:171-173)

(3)﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ ”یقیناً ہم مدد کرتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔'' (المومن:51)

(4)﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا؟ اور ایمان والوں پر تو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔'' (آل عمران:160)

(5)﴿اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ یقیناً بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے'' یہ ایسی ہستی کا وعدہ ہے جو طاقت ور اور غالب ہے۔

(6) اسی کے لئے امر یعنی حکم ہے وہ اتنا قوی ہے کہ اپنے رسولوں کی مدد کر سکتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ''یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے'' (یس:82)

(7) وعدہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے جو کچھ انبیاء و مرسلین لے کر آئے ہیں ان کی اتباع کرتا ہے، پس وہ اللہ تعالیٰ کے گروہ میں شامل ہو گیا جو فلاح یاب لوگوں پر مشتمل ہے۔ ان کے لئے فتح و نصرت اور دنیا و آخرت میں غلبہ ہے۔ یہ ایسا وعدہ ہے جس کی خلاف ورزی کی جائے گی نہ اس میں تغیر و تبدل کیا جائے گا کیونکہ یہ ایسی ہستی کا وعدہ ہے جو سچی، نہایت طاقت ور اور غالب ہستی ہے، وہ ہستی جو چاہتی ہے وہ چیز اسے عاجز اور بے بس نہیں کر سکتی۔ (تفسیر سعدی:3/2727،2728)

(8) اللہ تعالیٰ نے اپنے تقدیری فیصلے سے اپنے عزیز ہونے کا شعور دلایا ہے کہ وہ سب پر غالب ہے جو چاہے فیصلے کر سکتا ہے، اور وہ قوی ہے اپنے فیصلوں کو بزور نافذ کروا سکتا ہے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ

''آپ ان لوگوں کو نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی، اگرچہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کا خاندان ہو یہی لوگ

اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ

ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اُن کو اپنی جناب سے ایک رُوح کے ساتھ قوت دی ہے اور انہیں وہ ایسی جنتوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ

وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ع 3 9 3

اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کے گروہ کے لوگ ہی یقیناً فلاح پانے والے ہیں" (22)

سوال 1: مومن کافروں کو دوست نہیں بناتے، اس کی وضاحت ﴿لَا تَجِدُ... عَشِيْرَتَهُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ "آپ ان لوگوں کو نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی، اگرچہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کا خاندان ہو" یعنی آپ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان والوں کو کبھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھنے والے نہیں پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کرنے والوں سے محبت دو متضاد باتیں ہیں جو ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

(2) ایمان اور کفار سے دوستی یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے جن لوگوں نے اسلام اور مخالفین اسلام سے بیک وقت رشتے جوڑ رکھے ہیں، تو وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچے نہیں ہیں۔ اور جو سچے مومن ہیں انہوں نے یہ رشتے محض اسلام کی محبت کے لیے قطع کر ڈالے ہیں۔ (تفسیر ترجمان القرآن: 462,461/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ "ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ تم ان سے بچو، کسی طرح سے بچنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" (آل عمران: 28)

(4) اے نبی! آپ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔ یعنی یہ دونوں رویے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ بندہ اس وقت تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ ایمان کے تقاضوں اور اس کے لوازم پر عمل نہیں کرتا۔ ایمان کو قائم کرنے والے کے ساتھ محبت اور موالات رکھنا یہ ہے کہ اس شخص کے ساتھ بغض اور عداوت رکھی جائے جو ایمان کو قائم نہیں کرتا، خواہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 2729,2728/3)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ﴾ ”تمہارے لئے ابراہیم میں اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اُن میں یقیناً اچھا نمونہ ہے، جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ ہم تم سے اور اُن سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کرتے ہو، ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا، یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ، مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا (نمونہ نہیں) کہ میں آپ کے لیے ضرور مغفرت کی دُعا کروں گا اور میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، اے ہمارے رب! تجھ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی جانب ہم نے رجوع کیا ہے اور تیری ہی جناب میں ہماری واپسی ہے۔“ (الممتحنۃ:4)

سوال 2: انسان اپنے والدین، بھائیوں اور بیٹوں کی محبت کو اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہوں کیوں ترجیح نہیں دے سکتا؟

جواب: (1) مومنوں کو ایمان کی محبت اہل خاندان کی محبت سے روکتی ہے۔

(2) سچا ایمان ترجیحات بدل دیتا ہے۔

(3) ایمان کی محبت اور ایمان کی رعایت خاندان کی محبت اور رعایت سے زیادہ ضروری ہے۔

(4) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوٰنُكُمْ وَأَزْوٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتّٰى يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفٰسِقِينَ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (التوبہ:24)

سوال 3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو مخالف رشتے داروں کی محبت کے مقابلے میں کیسے ترجیح دی؟

جواب: (1) مسلمانوں نے اپنے مشرک باپ، بیٹے، بھائی، چچا، ماموں اور دیگر رشتہ داروں کو قتل کرنے سے گریز نہیں کیا جب ان کے رشتہ داروں نے کافروں کے ساتھ شامل ہو کر اہل اسلام سے جنگ کی۔

(2) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ دیا تھا کہ ہر کوئی اپنے رشتہ دار کو خود قتل کرے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب قیدی گرفتار ہو کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: "تمہاری ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟" تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ ہمارے چچا زاد اور ہماری برادری کے لوگ ہیں، لہٰذا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس مال سے کافروں کے مقابلے میں ہماری دفاعی قوت مضبوط ہوگی۔ دوسرا فائدہ یہ کہ ممکن ہے اللہ ان قیدیوں کو اسلام کی طرف لا کر ہدایت سے نواز دے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: "اے ابن خطاب! تمہاری کیا رائے ہے؟" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی نفی کرتے ہوئے کہا) کہا نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! میری رائے وہ نہیں ہے جو ابو بکر کی ہے، میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان قیدیوں کو ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ علی کا بھائی عقیل اس کے سپرد کیا جائے، وہ اس کی گردن اڑائے اور میرے فلاں عزیز کو میرے سپرد کیجیے میں ان کی گردن اڑاتا ہوں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے سردار اور کفار کے رؤسا ہیں۔ (مسلم:4588)

سوال 4: ﴿أُولَٰئِكَ ... هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾ "یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے" اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے جنہوں نے ایمان کو کفر پر، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو مخالف رشتہ داروں پر ترجیح دی۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے ان کے دلوں میں ایمان کو جما دیا ہے۔ (اضواء البیان:557/7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایمان پر ثبات عطا کیا ہے۔ اور ان کے دلوں میں ان کو جما دیا ہے۔ وہ مومن یقین میں پختہ اور مخلص ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر:3/325)

(4) یہ ہے وہ حقیقی ایمان، جس کا پھل ملتا ہے اور جس سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ اس وصف کے حامل وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے، یعنی اس کو راسخ اور ثابت کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں شجر ایمان کو اگا دیا ہے جو کبھی متزلزل ہو سکتا ہے نہ شکوک و شبہات اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2728,2729)

(5) ﴿وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾ ''اور اُن کو اپنی جناب سے ایک رُوح کے ساتھ قوت دی ہے'' یعنی اپنی نصرت اور تائید سے ان کو قوت دی۔ (تفسیر کبیر:29 /277)

(6) حسن رحمہ اللہ نے کہا: اپنی نصرت سے۔ سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا: قرآن اور اس کے دلائل سے۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا: نور، ایمان، برہان اور ہدایت سے اور یہ بھی کہا گیا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور کچھ لوگوں نے کہا: جبرائیل سے ان کو تقویت دی۔ (تفسیر قرطبی:9/226)

(7) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے روح کے ذریعے سے طاقت ور بنایا ہے یعنی اپنی وحی، اپنی معرفت، مدد الٰہی اور اپنے احسان ربانی کے ذریعے سے تائید کی۔ (تفسیر سعدی:3/2728)

(8) اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں بشارت دی ہے: ﴿وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''اور اُنہیں وہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں سدا بہار باغوں میں بسائیں گے، جہاں نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں انہیں ابدی زندگی ملے گی، جہاں انہیں ایسی نعمتیں عطا کی جائیں گی جن سے آنکھیں لطف اندوز ہوں گی اور وہ انہیں پسند کریں گے، جہاں سے وہ جو چاہیں گے پائیں گے۔ جہاں سے وہ کبھی نکالے نہیں جائیں گے۔

(9) ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے'' ان کے لئے ایک سب سے بڑی اور افضل ترین نعمت ہوگی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رضا نازل فرمائے گا اور ان سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جو اکرام و تکریم کی مختلف انواع سے نوازے گا، ان کو جو وافر ثواب عطا کرے گا، جو بے پایاں عنایات سے بہرہ مند اور ان کے درجات بلند کرے گا، وہ اس پر اپنے رب سے راضی ہوں گے، وہ اس طرح کہ ان کے مولا نے جو کچھ ان کو عطا کیا ہوگا، اس کی کوئی انتہا ان کو نظر نہیں آئے گی۔ (تفسیر سعدی:3/2728,2729)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) یہ صحابہ کی شان ہے جس سے ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(11) جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کی بنیاد پر اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی ناراض ہو گئے حتیٰ کہ ان کی جان تک لینے سے گریز نہیں کیا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضا سے نواز دیا۔ اس طرح وہ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

(12) ﴿اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ﴾ ''یہی لوگ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں'' یہی تو اللہ کا لشکر ہے جس کے لئے کامیابی ہے۔

(13) اللہ تعالیٰ کے لشکر سے مراد اس کے نیک بندے ہیں جو سعادت مند اور صاحب نصیب ہیں۔

(14) اس سے مراد مومن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(15) ﴿اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''سن لو! اللہ تعالیٰ کے گروہ کے لوگ ہی یقیناً فلاح پانے والے ہیں'' یعنی قیامت کے دن آگ سے نجات یہی لوگ پائیں گے۔ یہی لوگ ہوں گے جو جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

(16) حزب الشیطان کے مقابلے میں یہی حزب اللہ ہے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں جو فتنوں سے اپنا دامن بچا کر رکھتے ہیں۔

(17) رہا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا زعم رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ مودت و موالات بھی رکھتا ہے اور ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جنہوں نے ایمان کو پس پشت ڈال رکھا ہے، تو یہ ایمان کا محض خالی خولی دعویٰ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ہر دعوے کے لئے کسی دلیل کا ہونا لازمی ہے جو اس کی تصدیق کرے، پس مجرد دعویٰ کسی کام نہیں آتا اور ایسا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔ (تفسیر سعدی:2729/3)

اٰیَاتُهَا 24 | 59 - سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ - 101 | رُكُوْعَاتُهَا 3

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس کے تین رکوع اور 24 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 59 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 101 ہے۔

سوال 3: یہ سورت کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

جواب: سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورت التوبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سورت التوبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ہے اس سورت میں برابر یہی اتر تا رہا بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۃ الانفال کے متعلق پوچھا: تو فرمایا: یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا: تو فرمایا: قبیلہ بنو نضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (بخاری:4882)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

”اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کیا ہر چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے“ (1)

سوال 1: دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح خواں ہے، اس کی وضاحت ﴿سَبَّحَ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا“ یعنی کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ اس کی عظمت اس کی تقدیس کے سامنے دل یا زبان یا حال سے سرنگوں ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی عبادت کر رہی ہے۔ وہ اس کو ہر اس وصف سے پاک قرار دے رہی ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ کوئی اس کی نافرمانی کر سکتا ہے نہ اس سے بچ سکتا ہے۔ وہ اپنے احکامات اور تخلیق میں حکمت رکھنے والا ہے۔ اس کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ”ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے یقیناً وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔“ (بنی اسرائیل:44)

(3) ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ”پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اُسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“ (بنی اسرائیل:1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ﴾ ”چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ہی تسبیح ہے، جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو اور آسمانوں اور زمین میں سب تعریف اُسی کے لئے ہے اور تیسرے پہر کو اور جب تم ظہر کرو۔“ (الروم:18,17)

(5)﴿لَوۡ کَانَ فِیۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ﴾ ”اگر ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو ان دونوں میں ضرور فساد برپا ہو جاتا سو عرش کا رب اللہ تعالیٰ پاک ہے اُن سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔“ (الانبیاء:22)

(6)﴿وَتَرَی الۡمَلٰٓئِکَةَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَقِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ ”اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ”تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“ (الزمر:75)

(7)﴿یُسَبِّحُوۡنَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفۡتُرُوۡنَ﴾ ”وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں اور وہ وقفہ نہیں کرتے۔“ (الانبیاء:20)

(8)﴿وَیُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ مِنۡ خِیۡفَتِهٖ﴾ ”اور بادل کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے۔“ (الرعد:13)

(9)﴿اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِشۡرَاقِ﴾ ”بے شک ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا کہ وہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے۔“ (ص:18)

(10)﴿وَّسَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَالطَّیۡرَ ؕ وَکُنَّا فٰعِلِیۡنَ﴾ ”تو ہم نے سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں کو اور پرندوں کو بھی مسخر کیا جو تسبیح کرتے تھے اور ہم کرنے ہی والے تھے۔“ (الانبیاء:79)

(11)﴿فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ﴾ ”چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔“ (الحجر:98)

(12)﴿فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ﴾ ”چنانچہ آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کریں۔“ (الواقعہ:74)

(13)﴿وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ﴾ ”اور وہی سب پر غالب ہے“ وہ اپنے انتقام میں کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ (تفسیر طبری:30/27)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(14)﴿الْحَکِیْمُ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' وہ الحکیم کمال حکمت والا ہے وہ خلق اور امر میں حکمت رکھتا ہے۔وہ کوئی ایسا کام شروع نہیں کرتا جس میں کوئی حکمت نہ ہو۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ﴿الْعَزِیْزُ﴾ اور ﴿الْحَکِیْمُ﴾ کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے اسباب سے جو وہ مومنوں کے لئے فراہم کرتا ہے اپنے غلبے کا شعور دلایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ اسلام کے دشمنوں کو تباہ کرتا ہے یقیناً وہ ﴿الْعَزِیْزُ﴾ ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ ﴿الْحَکِیْمُ﴾ ہے۔وہ اپنی حکمت کے تحت ایسے حالات پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے کام اپنے انجام تک پہنچتا ہے۔(4) اللہ تعالیٰ ہر طرح کی تدبیر اختیار کرنے میں حکیم ہے۔

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا

''وہی ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو پہلے اکٹھ میں اُن کے گھروں سے نکال دیا تم نے یہ گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکل

ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

جائیں گے اور اُنہوں نے بھی یہ سمجھا تھا کہ اُن کے قلعے یقیناً اُنہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے پاس

حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ

آیا جہاں سے انہوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا اور اُس نے اُن کے دلوں پر رعب ڈال دیا، وہ اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے

وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے، چنانچہ آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو'' (2)

سوال 1: بنو نضیر کو پہلے ہی حملے میں جلاوطن کر دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِیْٓ... الْحَشْرِ﴾ روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ ''وہی ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو پہلے اکٹھ میں اُن کے گھروں سے نکال دیا'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہود بنو نضیر کو نکال دیا تھا جو محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والے تھے۔

(2) مدینہ آنے کے بعد نبی ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ آپ سے جنگ نہیں کریں گے لیکن انہوں نے صلح کی شرائط کی خلاف ورزی کر کے معاہدہ توڑ ڈالا۔ انہوں نے نبی ﷺ کے قتل کی سازش کی اور چکی کو چھت سے گرا کر آپ ﷺ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل کرنے کی سازش تیار کرلی۔آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی جس میں آپ ﷺ کو سازش سے آگاہ کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو پیغام بھجوایا کہ دس دن تک مہلت ہے مدینہ خالی کر دو۔اس کے بعد جس کو مدینہ میں دیکھا جائے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(3) بنونضیر مدینہ سے نکلنے کی تیاری کرتے رہے۔اسی دوران عبداللہ بن ابی نے انہیں پیغام بھیجا: اپنے گھروں سے مت نکلو میرے ساتھ دو ہزار آدمی ہیں جو تمہاری خاطر اپنی جان دیں گے۔قبیلے کے سردار نے عبداللہ ابی کی بات مان کر رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھجوا دیا کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے جو چاہے کر لو۔

(4) نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح عطا کی۔آپ ﷺ نے انہیں مضبوط قلعوں سے باہر نکال کر جلاوطن کر دیا۔

(5) ان میں سے کچھ شام اور کچھ خیبر کی طرف چلے گئے۔(جامع البیان:30/28)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے قلعوں میں موجود بنونضیر کے دلوں میں رعب ڈال دیا، اس کی وضاحت ﴿مَا ظَنَنْتُمْ ... قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا﴾ ”تم نے یہ گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے“ یعنی مسلمانوں کو یہ خیال تک نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گھروں سے نکل جائیں گے۔

(2) ﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ ”اُنھوں نے بھی یہ سمجھا تھا کہ اُن کے قلعے یقیناً اُنہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والے ہیں“ بنی نضیر کے لوگ بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ اتنے مضبوط قلعوں کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔انہیں اپنے قلعوں پر غرور تھا جس کی وجہ سے انہوں نے گمان کیا کہ کوئی ان پر قابو نہیں پاسکے گا۔

(3) ﴿فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ ”تو اللہ تعالیٰ اُن کے پاس آیا جہاں سے انہوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا“ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا جس کے بارے میں انہیں گمان بھی نہیں تھا کہ انہیں یہاں سے آلیا جائے گا۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک ایسا راستہ اختیار کیا جس سے انہیں ان کی محفوظ پناہ گاہیں اور قلعے بھی نہ بچا سکے، نہ ان کی قوت اور مدافعت ان کے کام آسکی۔

(5) ﴿وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ ”اور اُس نے اُن کے دلوں پر رعب ڈال دیا“ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں شدید خوف یعنی رعب ڈال دیا جس کے سامنے تعداد اور ساز و سامان کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔نہ ہی قوت کام آتی ہے، نہ بہادری اس کے آگے ٹھہرتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(6) جو کوئی غیر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے اور جو کوئی غیر اللہ کا سہارا لیتا ہے تو یہ اس کے لیے وبال بن جاتا ہے چنانچہ ان کے پاس ایک آسمانی معاملہ آیا اور ان کے دلوں میں نازل ہوا جو صبر و ثبات اور بزدلی و کمزوری کا محل و مقام ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ان کی قوت اور بہادری کو زائل کر دیا اور اس کی جگہ کمزوری اور بزدلی دے دی جس کو دور کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی حیلہ نہ تھا اور یہ چیز ان کے خلاف (مسلمانوں کی) مددگار بن گئی۔ (تفسیر سعدی: 2733,2732/3)

(7) بنو نضیر کو عبداللہ بن اُبی نے پیغامات بھیجے تھے کہ تم نے مسلمانوں کے سامنے نہیں جھکنا، ہم تمہارے ساتھ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ہمت کو ہی توڑ ڈالا تھا۔ اسی وجہ سے ان پر سخت دہشت اور گھبراہٹ طاری ہوگئی اور انہوں نے تمام اسباب و وسائل ہونے کے باوجود ہتھیار ڈال دیئے صرف اس شرط پر کہ وہ جتنا سامان لاد کر لے جا سکتے ہیں انہیں لے جانے کی اجازت ہو۔ اس طرح جلا وطنی کا سلسلہ ممکن ہوا۔

سوال 3: ﴿يُخْرِبُونَ ... يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ ''وہ اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے'' یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ ہمارا خون نہ بہائیں ہمیں ترک وطن منظور ہے۔ آپ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہمارے اونٹ جتنا سامان لے جا سکیں ہم اسے لے جائیں۔ آپ ﷺ نے ترس کھا کر انہیں اجازت دے دی۔

(2) اس بنا پر انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کی چھتوں کو اکھاڑا اور اپنی چھتوں کی کڑیاں اور دروازے اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔

(3) انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر برباد کیے اور قلعے منہدم کرنے پر مسلمانوں کو لگا دیا۔ وہ اپنے قلعوں اور گھروں کو برباد کرنے میں خود مددگار بن گئے۔

(4) ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ ''چنانچہ آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو'' پس اہل بصیرت یعنی معاملات کی گہرائی میں اتر جانے والی بصیرت اور کامل عقل والو! عبرت حاصل کرو کیونکہ اس واقعہ میں عبرت ہے، اس سے ان معاندین حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سلوک کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو اپنی خواہشات نفس کے پیچھے چلتے ہیں، جن کی عزت نے انہیں کوئی فائدہ دیا نہ طاقت انہیں بچا سکی، جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اور ان کے گناہوں کی پاداش میں عذاب آ پہنچا، تو ان کے قلعے ان کی حفاظت نہ کر سکے، لہٰذا اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ اسباب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصوص کا، چنانچہ یہ آیت کریمہ عبرت حاصل کرنے کے حکم پر دلالت کرتی ہے اور وہ ہے نظیر کے ذریعے سے اس کے نظیر سے عبرت حاصل کرنا اور کسی چیز کو اس چیز پر قیاس کرنا جو اس سے مشابہت رکھتی ہے، اسی عبرت سے عقل کی تکمیل اور بصیرت روشن ہوتی ہے، ایمان میں اضافہ اور حقیقی فہم حاصل ہوتا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ ان یہودیوں کو وہ پوری سزا نہیں ملی جس کے وہ مستحق تھے۔ (تفسیر سعدی:2733/3)

(5) اس واقعے میں عبرت کا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں پر اختیار رکھتا ہے۔ اس نے دلوں کو مغلوب کر دیا۔ یوں مسلمانوں کا رُعب کھائے ہوئے دل طاقت اور وسائل رکھتے تھے لیکن طاقت اور وسائل ان کے کام نہ آئے، نہ مددگاروں نے ان کی مدد کی۔

(6) اس واقعے میں عبرت کا سبق یہ بھی ہے کہ جب کسی کی مہلتِ عمل ختم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے شکنجے میں کس لیتا ہے۔ پھر کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

﴿وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي

''اور اگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں اُنہیں لازماً عذاب دیتا اور آخرت میں اُن کے لیے

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ﴾

آگ کا عذاب ہے'' (3)

سوال: ﴿وَلَوْلَآ ... عَذَابُ النَّارِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں اُنہیں لازماً عذاب دیتا اور آخرت میں اُن کے لیے آگ کا عذاب ہے'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں ان کے لیے جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا میں ان کی سزا اور عذاب ضرور آتا مثلاً ان کے بچے قتل کروائے جاتے اور ان کی عورتیں لونڈیاں بنادی جاتیں۔

(2) ﴿وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ﴾ ''اور آخرت میں اُن کے لیے آگ کا عذاب ہے'' ان کے لیے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے جس میں وہ جھونک دیئے جائیں گے اور ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے جس کے عذاب کی سختی کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب زیادہ بڑا اور سخت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ

''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

یقیناً اُسے سخت سزا دینے والا ہے'' (4)

سوال: یہود کے لیے دنیا میں جلاوطنی اور آخرت میں آگ کے عذاب کا کیا سبب ہے، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ ... شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے دنیا میں جلاوطنی اور آخرت میں آگ کا عذاب اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، ان سے دشمنی رکھی، ان کے خلاف سازشیں کیں، ان کے خلاف جنگ کی، ان کی نافرمانی میں بھاگ دوڑ کی۔

(2) ﴿وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اُسے سخت سزا دینے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اور عادت ہے کہ جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں سخت سزا دیتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ ''اور جو رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی اور اہلِ ایمان کے راستے کے علاوہ کسی اور کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُدھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت ہی بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔'' (النساء: 115)

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ

''کھجور کا جو درخت تم نے کاٹا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا اللہ تعالیٰ کی اجازت ہی سے تھا اور تاکہ وہ

لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ﴾

نافرمانوں کو رُسوا کردے'' (5)

سوال: کھجور کے درختوں کا کاٹنا یا باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا، اس کی وضاحت ﴿مَا قَطَعْتُمْ ... الْفٰسِقِيْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا﴾ ''کھجور کا جو درخت تم نے کاٹا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا'' جب رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کا محاصرہ کر لیا تو انہیں خوف زدہ کرنے کے لیے آس پاس کے کھجوروں کے درخت جلانے کا حکم دیا۔ بنونضیر نے اپنا نمائندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ تو فساد سے روکتے ہیں اب یہ کیا ہوا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے کھجوروں کے باغات کٹوا دیے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا، یہ باغات مقام بویرہ میں تھے۔ (بخاری:4031، مسلم:4552)

(3) اللہ رب العزت نے آگاہ فرمایا اگر مسلمانوں نے کھجور کے درخت کاٹے ہیں یا انہیں باقی رکھا ہے۔

(4) ﴿فَبِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی اجازت ہی سے تھا'' یعنی وہ کاٹنا یا باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

(5) ﴿وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''اور تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے'' تاکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی مخالفت کرنے والے بنونضیر کی رسوائی ہو۔

(6) تاکہ دنیا میں ان کی بے بسی پوری طرح سے ظاہر ہو کہ وہ کھجوروں کے باغات بھی نہ بچا سکے۔

﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

''اور اللہ تعالیٰ نے اُن (کے مال) میں سے جو اپنے رسول کی طرف لوٹایا ہے تم نے اُس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''(6)

سوال 1: مال فے کی کیا حقیقت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُن (کے مال) میں سے جو اپنے رسول کی طرف لوٹایا ہے'' یعنی بنونضیر سے جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔

(2) ﴿فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ ''تم نے اُس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ'' یہ مال تمہیں مشقت اٹھائے بغیر ملا ہے نہ تم نے لشکر اکٹھے کیے، نہ گھوڑے دوڑائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں رعب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈال دیا۔

(3) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنونضیر کے مال مال فے کے طور پر خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ آپ اس میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دیتے تھے اور جو بچ رہتا اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں آلات جنگ اور سامان حرب میں خرچ کرتے۔ (بخاری: 4885، مسلم: 4575)

(4) فے ہر وہ مال ہے جو کافروں سے حق کے ساتھ بغیر جنگ کے ہاتھ آئے جیسے بنونضیر کا مال تھا جنہوں نے خوف زدہ ہو کر جلاوطنی کی شرط پر قلعہ کھول دیا۔

(5) ﴿وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ ”لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے“ اللہ تعالیٰ نے یہ مال یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال کر دلوائے۔

(6) ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے۔ نہ اس سے کوئی بچ سکتا ہے نہ کوئی قوت رکھنے والا اس کے مقابلے میں کبھی غالب آ سکتا ہے۔

(7) کوئی قوت والا اسے روک نہیں سکتا۔ یقیناً وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر اپنی قدرت کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کی ہمت توڑ دینے سے اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے بنونضیر سے جو اپنی گڑھیوں اور اپنے مال سے بے حد محبت رکھتے تھے ان کے اپنے ہاتھوں سے وہی مال مسلمانوں کو دلوایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قدرت رکھتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھوں یہودیوں کو ذلیل و رسوا کروایا۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

”جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں والوں (کے مال) سے لوٹا دیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور رسول کے لیے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ

ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان وہ گردش کرنے والا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

نہ رہے اور جو کچھ رسول تمہیں دے تو وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دے تم اُس سے رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

اللہ تعالیٰ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے''(7)

سوال 1: مال فے کے حکم اور مصارف کی وضاحت ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ ... مِنْكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ ''جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں والوں (کے مال) سے لوٹا دیا ہے'' یعنی وہ تمام ملک جو بغیر کسی جنگ کے فتح کیے جائیں ان کا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ یا امام کو ہی ملے گا۔ (مختصر ابن کثیر: 2031/3)

(2) یعنی رسول اللہ ﷺ کا زمانہ ہو یا آپ ﷺ کے بعد کا جو بھی امارت کے منصب پر فائز ہو۔

(3) ﴿فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ ''تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور رسول کے لیے ہے'' یعنی فے کے مال کو جن پانچ حصوں میں تقسیم کرنا ہے ان میں سے پہلا حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے جو مسلمانوں کے مصالحہ عامہ میں خرچ ہوگا۔

(4) ﴿وَلِذِي الْقُرْبٰى﴾ ''اور رشتہ داروں کے لیے'' دوسرا حصہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کے لیے ہے۔ اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔ (بخاری: 3140) بنو عبد مناف اس میں شامل نہیں ہوں گے۔

(5) ﴿وَالْيَتٰمٰى﴾ ''اور یتیموں کے لیے'' تیسرا حصہ محتاج یتیموں کے لیے ہے۔

(6) ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ ''اور مسکینوں کے لیے'' اور چوتھا حصہ مساکین کے لیے جو اپنی حاجات اور ضروریات پوری نہ کر پاتے ہوں۔

(7) ﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ ''اور مسافروں کے لیے ہے'' پانچواں حصہ مسافروں کے لیے ہے یعنی وہ لوگ جو اپنے وطن سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔

(8) ﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾ ''تا کہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان وہ گردش کرنے والا نہ رہے'' یعنی فے کے مال کے یہ حصے اس لیے مقرر کیے ہیں تا کہ مال صرف دولت مندوں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے اور بے بس مصیبت زدہ لوگوں کو کچھ نہ ملے۔

(9) معاشرے میں دولت گردش کرتی رہے تو وہ ترقی کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) یہ مال مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوتا، سارے کا سارا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی یہ مسلمانوں کے بیت المال کے لیے ہے۔

سوال 2: کیا مالِ فَے کا حکم صرف بنونضیر کے اموال کے لیے تھا؟

جواب: مالِ فَے کا یہ حکم عام ہے۔ ابتداء میں ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ﴾ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم صرف بنونضیر کے اموال کے لیے تھا۔ اس کو ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ سے بدل دیا گیا یعنی بستیوں والوں میں سے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ یہ حکم فقط بنونضیر کے لیے نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ جب بھی اور جہاں بھی ایسی صورتحال ہوگی اس کا یہی حکم ہوگا۔

سوال 3: اطاعت رسول کے حکم کی وضاحت ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ ... شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ ''اور جو کچھ رسول تمہیں دے تو وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دے تم اُس سے رُک جاؤ'' یہ آیت کریمہ دین کے اصول و فروع اور اس کے ظاہر و باطن سب کو شامل ہے، یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں اس سے تمسک کرنا اور اس کی اتباع کرنا بندوں پر فرض ہے اور اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے، نیز اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز کے حکم پر رسول اللہ ﷺ کی نص، اللہ تعالیٰ کی نص کی مانند ہے اور اس کے ترک کرنے میں کسی کے لیے رخصت اور عذر نہیں ہے اور کسی کے قول کو آپ ﷺ کے قول پر مقدم رکھنا جائز نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2736/3)

(2) ''جو رسول تم سب کو دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رُک جاؤ'' یعنی اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کرو۔ یہ حکم عام ہے جس سے مراد یہ ہے کہ: (i) رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں اسے سب بجا لائیں۔ (ii) رسول اللہ ﷺ جس کام سے روکیں اس سے باز آجائیں، اس کے قریب بھی نہ جائیں۔ (iii) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر شریعت پر عمل پیرا ہونا ممکن نہیں ہے۔

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جس کام سے تم کو منع کروں اس سے باز رہو، اور جس کام کا حکم کروں اس کو بجا لاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے، کیوں کہ تم سے پہلے لوگ تباہ ہو گئے بہت پوچھنے سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر۔'' (مسلم: 6113)

(4) سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔'' وہ بولا: مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کرے تجھ سے نہ ہوسکے۔'' اور اس نے غرور کی راہ سے ایسا کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ساری زندگی اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم:5268)

(5) صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت بھیجتا ہے جو گدوائے اور جو گود کر دے، جو اپنی پیشانی کے بال نوچے اور خوبصورتی کے لیے اپنے سامنے کے دانتوں میں کشادگی کرے۔ ایک عورت کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فلاں فلاں عورت پر لعنت بھیجی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں صحیح ہے۔ جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے وہ اللہ کی کتاب میں بھی ہے میں ان پر کیوں نہ لعنت بھیجوں! اس عورت نے کہا: مجھے تو پورے قرآن میں یہ لعنت نظر نہیں آئی۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم سمجھ کر پڑھتیں تو اسے پالیتیں۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ عورت نے کہا: یہ آیت تو ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس اللہ کے رسول ﷺ نے ان چیزوں سے منع فرما دیا ہے جو عورتیں کرتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو اللہ کا حکم قرار دیا اور انہوں نے اسی آیت پر استدلال کیا۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الحشر)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ ''اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے ان پر آپ کو نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔'' (النساء:80)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجا لاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔'' (بخاری:7288)

(8) ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھو اور اس کے عذاب سے ڈر جاؤ۔

(9) اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرو اور اس کے عذاب سے ڈر جاؤ۔

(10) ﴿اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''اللہ تعالیٰ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے'' جو کوئی تقویٰ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

”یہ مال ان ہجرت کرنے والے محتاجوں کے لئے ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیا گیا، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾

فضل اور رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں“ (8)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فے کے مال کے حق داروں میں سے مہاجرین کی جو فضیلت بیان فرمائی ہے، اس کی وضاحت ﴿لِلْفُقَرَآءِ ... الصّٰدِقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فے کے مال کو جن لوگوں کے لیے مقرر فرمایا ان کی فضیلت اور اس کی حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے لیے مال فے میں سے حصہ مقرر کیا جائے۔ ان میں سب سے پہلا حق مہاجرین کا ہے فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ﴾ ”یہ مال ان ہجرت کرنے والے محتاجوں کے لئے ہے“ فے کا مال ان مہاجرین کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب کے لیے گھروں سے نکلے اور اب ان کا رزق ان کے لیے کافی نہیں ہے۔

(2) ﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ﴾ ”جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیا گیا“ یہ وہ فقراء ہیں جن کو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا۔

(3) ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا﴾ ”وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں“ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو تلاش کرنے کے لیے گھروں سے نکلے، انہوں نے اپنے گھر بار، مال، جائیداد، عیش و آرام، دوست رشتہ دار اس لیے چھوڑے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔

(4) ﴿وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں“ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کے پاسبان اور محافظ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم دینے، اس کو پھیلانے کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔

(5) ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ ”یہی سچے لوگ ہیں“ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے تقاضے کے مطابق اعمال صالح کیے، عبادات سے ایمان کی تصدیق کی۔

(6) وہ بڑے سچے لوگ ہیں جنہوں نے وعدہ پورا کیا۔ قیامت تک مہاجر ہونے والوں کے سردار اور سب کے لیے نمونہ ہیں۔

﴿وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا

”اور جن لوگوں نے ان سے پہلے دارِ ہجرت میں اور ایمان میں جگہ بنالی ہے وہ اُن سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اُن کے پاس آئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ

ہیں اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جاتا ہے وہ اُس بارے میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اور وہ انہیں اپنے پر ترجیح دیتے ہیں

كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

اگرچہ خود اُن کو سخت ضرورت ہوتی ہے اور جسے اس کے دل کے بخل سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (9)

سوال 1: انصار کی فضیلت، ان کی سخاوت اور ایثار کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ... خَصَاصَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اور جن لوگوں نے ان سے پہلے دارِ ہجرت میں اور ایمان میں جگہ بنالی ہے'' اس آیت میں رب العزت نے انصار کی کمال درجے کی فضیلت بیان کی ہے جو مسلمانوں کے ہجرت کر کے مدینہ آنے سے پہلے بیعت عقبہ میں ایمان لا چکے تھے۔

(2) ﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ ''وہ اُن سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اُن کے پاس آئے ہیں'' انصار کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رب العزت نے ان کی اس محبت کا تذکرہ کیا ہے جو ایمان والوں سے تھی۔ انہوں نے مہاجرین کو کیسے گلے سے لگایا۔ ان کی آباد کاری کے لیے بے مثال اخوت کی سنہری مثال قائم کی۔ ان اولین انصار نے مہاجروں سے خالص محبت کی، ان کی مال سے مدد کی اور انہیں اپنے گھر بار، مال، جائیداد میں شریک کر لیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی۔ جب عرب کے تمام شہر شرک کا مرکز تھے۔ اس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی یہاں تک کہ مدینہ دار الہجرت کا ایسا مرکز بن گیا جہاں مسلمان سکونت اختیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔

(3) ﴿وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا﴾ ''اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جاتا ہے وہ اُس بارے میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے'' انصار مہاجرین کی فضیلت پر حسد نہیں کرتے ﴿حَاجَةً﴾ ''کوئی تنگی'' رب العزت نے مہاجرین کا تذکرہ پہلے فرمایا جس پر انصار حسد نہیں کرتے تھے وہ صاف دل تھے۔

(4) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرمادیں۔ انصار نے کہا جب تک آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو، کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔'' (بخاری: 3794)

(5) ﴿مِّمَّآ اُوْتُوْا﴾ ''اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جاتا ہے'' یعنی ان کے مہاجر بھائیوں کو جو فضیلت دی گئی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6) یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہاجروں کو جو فضیلت عطا کی وہ انصار کو نہیں دی کیونکہ انہوں نے نصرت دین اور ہجرت کو جمع کر دیا۔ (تفسیر سعدی:2737/3)

(7) ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ "اور وہ اُنہیں اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُن کو سخت ضرورت ہوتی ہے" انصار کے اوصاف میں سے ایک صفت ان کا ایثار ہے۔ ایثار سخاوت کا کامل درجہ ہے۔ جب انسان خود ضرورت مند ہو اس وقت اپنا مال دوسرے پر خرچ کرنا بہت بڑی صفت ہے۔

(8) ایثار اور ترجیح دینا، خود غرضی کے متضاد ہے خود غرضی بخل اور حرص کے زمرے میں آتی ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (ظالم کو قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے راہ نہ ملے گی) اور تم بخیلی سے بچو، کیونکہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع) انہوں نے خون کئے اور حرام کو حلال کیا۔" (مسلم:6576)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب خود (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فاقہ سے ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔" اس پر ایک انصاری صحابی (ابوطلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا: اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔" یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ "اور وہ اُنہیں اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُن کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔" (بخاری:4889)

(10) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد) فرمایا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کا حق ادا کرتا رہے (ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرے) اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ بھی نیکی اور بھلائی کرے کہ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ میں جگہ بنائی اور ایمان میں جگہ حاصل کی، ان کے بھلے لوگوں کی بھلائیاں قبول کرے اور ان کے خطا کاروں کی خطاؤں سے درگزر اور چشم پوشی کرے۔(بخاری، کتاب التفسیر:4888)

(11) ایثار ایسا اخلاقی وصف ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کو نفس کی خواہشات سے مقدم رکھنے اور نفس کا تزکیہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

سوال 2:﴿وَمَنْ ... هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ”اور جسے اس کے دل کے بخل سے بچالیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ شح میں دو باتیں پائی جاتی ہیں ایک مال و دولت جمع کرنے میں حریص ہونا، دوسرے مال و دولت خرچ کرنے میں انتہائی بخیل ہونا اور جس شخص میں یہ دونوں قباحتیں جمع ہو جائیں اسے شح اور شحاح کہتے ہیں۔اب ایسے شخص میں تنگ نظری، تنگ ظرفی، سنگ دلی، بے مروتی وغیرہ جیسی صفات پیدا ہو سکتی ہیں۔اور ان کا ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔اگرچہ مال و دولت سے محبت ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے۔لیکن اس طرح دولت کے پیچھے اندھے ہو جانا اور دولت کے پجاری بن جانا انتہائی قبیح خصلت ہے۔جس سے اللہ ہی بچا سکتا ہے اسلام اس بدخصلت کے علاج کے لیے انفاق فی سبیل اللہ، صدقات اور ایثار کی راہ دکھاتا ہے۔گویا شح سے نجات پا جانا ہی بہت بڑی کامیابی ہے اور جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔(تیسیر القرآن:4/413)

(2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”(آدمی کی حرص کا تو یہ حال ہے کہ)اگر اس کے پاس مال و دولت کی دو وادیاں ہوں تو یہ تیسری وادی کا خواہش مند ہوگا۔آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی سوائے مٹی کے اور اللہ تعالیٰ تو اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔“(بخاری:6436،مسلم:2415)

(3) سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”یہ دنیا کا مال بڑا خوش نما اور شیریں ہے، سو جو شخص اسے نیک نیتی سے لے تو اس میں اس کے لیے برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرص اور طمع کے ساتھ اسے لیتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“(بخاری:6441)

(4) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(دلوں پر چھانے والی) تاریکیاں ہوں گی۔ بخل سے بچو، اس لیے کہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے تباہ کر دیا۔ بخل وحرص نے ان کو اکسایا کہ اپنوں کا خون بہاؤ اور حرام کو حلال کر لو۔'' (مسلم:6576)

(5) کوئی انسان اپنے نفس کی حرص سے نہیں بچ سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق نہ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے، کامیاب لوگوں کی خصوصیات میں سے بہت بڑی خصوصیت ہے۔

(6) جسے ایثار عطا کیا گیا ہے اسے نفس کے بخل اور حرص سے بچا لیا گیا۔ نفس کی حرص سے بچنے میں ایسے تمام امور میں حرص سے بچنا شامل ہے جن کا حکم دیا گیا ہے۔ جب بندہ نفس کی حرص سے بچ گیا، تو اس کے نفس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام آسان لگتے ہیں۔ وہ خوشی سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے انشراح صدر کے ساتھ ان کی تعمیل کرتا ہے اور نفس کے لیے ان تمام امور کو ترک کرنا سہل ہو جاتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے خواہ یہ نفس کے محبوب امور ہی کیوں نہ ہوں اور نفس اس کی طرف بلاتا ہے اور ان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اس شخص کے نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور اسی سے فوز و فلاح حاصل ہوتا ہے، برعکس اس شخص کے جو نفس کے بخل وحرص سے بچا ہوا نہیں بلکہ بھلائی کے بارے میں حرص کی بیماری میں مبتلا ہے اور یہ حرص شر کی جڑ اور اس کی بنیاد ہے۔ (تفسیر سعدی:2738/3)

(7) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین نے ایک مرتبہ کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے تو دنیا میں انصار جیسے لوگ نہیں دیکھے تھوڑے میں سے تھوڑا اور بہت میں سے بہت برابر ہمیں دے رہے ہیں۔ (ہمارا کل خرچ اٹھا رہے ہیں اور کبھی چہرے پر شکن بھی نہیں بلکہ خدمت کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، دیتے ہیں اور احسان نہیں رکھتے) کام کاج خود کرتے ہیں اور کمائی میں ہمیں شریک کرتے ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں ہمارے اعمال کا سارا اجر انھی کو نہ مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں نہیں جب تک تم ان کی تعریف کرتے رہو گے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہو گے۔'' (مسند احمد:201,200/3، ح:13079)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کم مال والے کا محنت مشقت کر کے دینا اور صدقہ دینے کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تیرے پاس پرورش پا رہے ہیں۔'' (ابوداؤد:1677، مسند احمد:358/2، ح:8723)

(9) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال (رسول اللہ ﷺ کے پاس) لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی چھوڑا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ (ابوداؤد:1678، ترمذی:3675)

(10) سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے علاقہ میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "ابوذر!" میں نے عرض کیا حاضر ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے سوائے اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے چھوڑوں (تو یہ اور بات ہے)۔" (بخاری:6444)

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

"اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: "اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ

میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا اے ہمارے رب! یقیناً تو

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ع 1/10 4

بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے" (10)

سوال: صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کے حکم کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ﴾ "اور جو لوگ اُن کے بعد آئے" یعنی جو اہل ایمان اولین مہاجرین اور انصار کے بعد آئے۔

(2) ﴿يَقُوْلُوْنَ﴾ "وہ کہتے ہیں" وہ اپنی دعاؤں میں ہمیشہ پہلے ایمان لانے والے مہاجر اور انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد رکھتے ہیں اور ان کی خیر خواہی کے لیے دعا کرتے ہیں۔

(3) ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ "اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں" اس دعا میں تمام اہل ایمان شامل ہیں جو صحابہ سے پہلے گزرے یا ان کے بعد آئے۔ ایمان پہلوں اور بعد میں آنے والوں کی مشترکہ خصوصیت ہے۔

(4) ﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ "اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا" جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار۔ بغض و عداوت، کینہ یا بیر رکھے اسے سب سے پہلے اپنے ایمان کی سلامتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دعا کرنی چاہیے پھر یہ دعا کرنا چاہیے کہ یا اللہ ہمارا یہ گناہ معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کو معاف فرما جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے چکے ہیں اور اگر ہمارے دلوں میں ان کے متعلق کچھ کینہ رہ گیا تو اسے بھی نکال دے۔ سچا مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس پاکباز جماعت سے محبت رکھے اور انہیں اپنا قائد تسلیم کرے۔ (تیسیر القرآن:415/4)

(5) سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: اے میرے بھانجے! لوگوں کو حکم ہوا تھا کہ صحابہ کے لیے بخشش مانگیں، انہوں نے ان کو برا کہا: (وہ بخشش مانگنے کا حکم اس آیت میں ہے ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (الحشر:10) مراد اہل مصر ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے یا اہل شام جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے اور حروریہ خارجی جو دونوں کو برا کہتے تھے)۔ (مسلم:7539)

(6) نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرے اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے)۔ (بخاری:3783)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹ بات ہے اور نہ ہی تم ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب تلاش کرو اور حرص نہ کرو اور حسد نہ کرو اور بغض نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے رُوگردانی کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔“ (بخاری:6064، مسلم:6536)

(8) اہل ایمان کی فضیلت ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کیونکہ جب دل کے کینے سے بچنے کی دعا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ اس کینے کی جگہ محبت لے رہی ہے۔

(9) ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ”اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے“ انہوں نے اپنی دعا کو اللہ تعالیٰ کی دو صفات پر ختم کیا۔

(10) ﴿رَءُوفٌ﴾ ”بے حد شفقت کرنے والا“ جو شدت رافت اور احسان پر دلالت کرتی ہے رحیم جو کمال رحمت کی دلیل ہے۔ (11) اللہ تعالیٰ رؤف ہے اس نے کمال شفقت سے اپنے اور اپنے بندوں کے حقوق قائم کیے۔

(12) ﴿رَّحِيمٌ﴾ وہ رحیم ہے اس نے اپنی رحمت سے مال فے کے حصے مقرر کیے۔

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ

”کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت کی؟ وہ اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، اہل کتاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ

میں سے، یقیناً اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور

لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾

اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے'' اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں'' (11)

سوال: منافقوں کے جھوٹ کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ ... لَكٰذِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا﴾ ''کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت کی؟'' اللہ رب العزت نے منافقوں کی حقیقت کھولی ہے اور اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے اے محمد کیا آپ ﷺ نے اپنے دل کی آنکھوں سے ان منافقوں کو دیکھا ہے؟

(2) ﴿يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ﴾ ''وہ اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، اہل کتاب میں سے'' جنہوں نے اہل کتاب کو اپنی مدد اور اہل ایمان کی مخالفت پر اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔

(3) عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق ساتھیوں نے بنو نضیر کے پاس پیغام بھیجا تھا۔

(4) ﴿لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ﴾ ''یقیناً اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے'' یعنی اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم تمہارے ساتھ چلے جائیں گے۔

(5) ﴿وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا﴾ ''اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے'' یعنی اگر ہمیں کوئی آپ لوگوں کی مدد سے روکنا چاہے گا تو ہم کبھی اس کی بات نہیں مانیں گے۔

(6) ﴿وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ﴾ ''اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے'' یعنی اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہارے دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کریں گے۔

(7) ﴿وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں'' یعنی منافقوں نے جو بنی نضیر سے وعدہ کیا ہے وہ اس میں جھوٹے ہیں۔ وہ اپنے وعدے کے ذریعے ان سے دھوکہ کر رہے ہیں ان کے جھوٹے وعدے کو آپ لوگ اہمیت نہ دیں کیونکہ جھوٹ ان کی پہچان ہے، دھوکہ، فریب اور بزدلی ان کے دوست ہیں۔

(8) وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ وعدہ خلافی ان کی سرشت میں ہے اور زبان دے کر مکر جانا ان کا مزاج ہے۔

(9) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں پائی جائیں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق میں سے ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو وفا نہ کرے اور جب اختلاف ہو تو جھگڑا کرے۔'' (بخاری: 34، مسلم: 210)

﴿لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

''اگر انہیں نکالا گیا تو وہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور یقیناً اگر وہ ان

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۙ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾

کی مدد کریں گے تو وہ ضرور پشتیں پھیریں گے پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے'' (12)

سوال: ﴿لَئِنْ اُخْرِجُوْا ... يُنْصَرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَئِنْ اُخْرِجُوْا﴾ ''اگر انہیں نکالا گیا'' یعنی اگر انہیں جلاوطن کرنے کے لیے ان کے گھروں سے نکالا گیا۔

(2) ﴿لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ﴾ ''تو وہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے'' تو جھوٹے عہد شکنی، بدنیتی، کم ہمتی، عدم صبر اور وطن سے محبت کی وجہ سے یہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔

(3) ﴿وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ﴾ ''اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے'' اگر بنی نضیر سے یعنی یہودیوں سے جنگ کی گئی تو یہ لوگ لڑنے کے لیے ان کے پاس تک نہیں آئیں گے ان پر کم ہمتی اور کمزوری غالب آجائے گی اور یہ انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔

(4) ﴿وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ﴾ ''اور یقیناً اگر وہ ان کی مدد کریں گے'' اور فرض کیا اگر انہوں نے ان کی مدد کی۔ ﴿لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ﴾ ''تو وہ ضرور پشتیں پھیریں گے'' تو وہ مقابلے پر ٹھہر نہیں سکتے وہ الٹے پاؤں بدحواس ہو کر بھاگیں گے اور ان کی مدد سے پیٹھ پھیر لیں گے۔

(5) ﴿ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾ ''پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے'' یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل نہیں ہوگی۔

(6) قرطبی نے کہا: یہ محمد ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے اور یہ امر غیبی تھا کیونکہ یہودی جب نکلے تو یہ منافق ان کے ساتھ نہیں نکلے۔ اور جب جنگ کی گئی تو ان کی مدد نہیں کی گئی جیسا کہ قرآن نے خبر دی ہے۔ (تفسیر قرطبی: 34/18، صفوۃ التفاسیر: 334/3)

(7) یہ مسلمانوں کو ایک مستقل بشارت ہے کہ تمہارے مقابلے پر کافروں کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (مختصر ابن کثیر: 2037/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ﴾

”بلاشبہ تم خوف کے لحاظ سے اُن کے سینوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سخت ہو، یہ اس لیے کہ بے شک وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے“ (13)

سوال: ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے، اس کی وضاحت ﴿لَاَنْتُمْ ... یَفْقَهُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ ”بلاشبہ تم خوف کے لحاظ سے اُن کے سینوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سخت ہو“ یعنی منافقوں کے دلوں میں جتنا تمہارا رعب ہے اتنا اللہ تعالیٰ کا بھی نہیں حالانکہ مخلوق اپنے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتی۔

(2) انہوں نے مخلوق کے خوف کو خالق کے خوف پر مقدم رکھا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً﴾ ”پھر جب اُن پر قتال لکھ دیا گیا تب اُن میں سے ایک گروہ انسانوں سے ایسے ڈرنے لگا جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو یا اس سے بھی زیادہ ڈرنا۔“ (النساء:77)

(3) ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ﴾ ”یہ اس لیے کہ بے شک وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے“ یعنی وہ ایسے لوگ ہیں جو معاملات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

(4) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں سمجھتے کہ وہ اس سے ایسا ڈریں جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ (الاساس فی التفسیر:5825/10)

(5) یعنی وہ امور کے مراتب کو نہیں سمجھتے۔ (تفسیر سعدی:2741/3)

(6) مسلمانوں کی ہیبت اور ان کا خوف یہود کے دل میں ان کی ناسمجھی کی وجہ سے ہے ورنہ سمجھدار ہونے کی صورت میں اُن کو یہ پتہ چل جانا چاہیے تھا کہ مسلمانوں کا یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے نہ کہ مسلمانوں سے۔

﴿لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ

”وہ اکٹھے ہو کر تم سے کبھی نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے، اُن کی آپس میں لڑائی بہت سخت

شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ﴾

ہے۔ آپ اُنہیں متحد سمجھتے ہیں حالانکہ اُن کے دل جدا جدا ہیں، یہ اس لیے کہ بلاشبہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے“ (14)

سوال: منافقوں اور یہودیوں کی بزدلی، نااتفاقی اور ناسمجھی کی وضاحت ﴿لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ ... یَعْقِلُوْنَ﴾ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا﴾ ''وہ اکٹھے ہو کر تم سے کبھی نہیں لڑیں گے'' یعنی ان کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ میدان میں لڑائی کبھی نہیں لڑ سکتے اگرچہ سب متحد ہو جائیں۔

(2)﴿اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ﴾ ''مگر قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے'' محفوظ بستیوں سے مراد وہ قلعے ہیں جن کے گرد دیوار یا خندق ہوتی ہے۔

(3) یعنی وہ تمہارے خلاف لڑائی میں صرف اس وقت ثابت قدم رہ سکتے ہیں جب کسی قلعے میں ہوں یا دیواروں کے پیچھے سے لڑ رہے ہوں۔

(4) قلعوں اور دیواروں کے پیچھے یہ اپنے آپ کو بہادری کی وجہ سے نہیں قلعوں کی مضبوطی کی وجہ سے محفوظ سمجھتے ہیں مقابلے پر آنے کا ان میں حوصلہ ہی نہیں۔

(5)﴿بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ﴾ ''اُن کی آپس میں لڑائی بہت سخت ہے'' ان میں آپس میں بڑی پھوٹ ہے ان کا ایمان ضعیف ہے جس کی وجہ سے ان کے درمیان اتحاد نہیں۔

(6)﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا﴾ ''آپ اُنہیں متحد سمجھتے ہیں'' آپ جب انہیں بظاہر اکٹھا اور ایک دوسرے کی مدد کرتے دیکھتے ہیں تو آپ کو لگتا ہے کہ وہ متحد ہیں۔

(7)﴿وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى﴾ ''حالانکہ اُن کے دل جدا جدا ہیں'' ان کے دل ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف بغض رکھتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمہیں گروہوں میں ملا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے، آپ دیکھیں ہم آیات کو کیسے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔'' (الانعام:65)

(8)﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ﴾ ''یہ اس لیے کہ بلاشبہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے'' ان کی اس کیفیت کا سبب ان کی نا سمجھی ہے اگر وہ عقل والے ہوتے تو ناقص ترین حصے پر راضی نہ ہوتے، ان کے دل ایک دوسرے سے جڑے ہوتے اور ایک دوسرے کے معاون بنتے۔ (9) ان سب کے اتحاد کی بنیاد اسلام دشمنی ہے۔ (تیسیر القرآن:416/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

”یہ اُن جیسے ہیں جو ان سے پہلے قریب ہی تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے“(15)

سوال: موجودہ منافقوں کی مثال کی وضاحت﴿كَمَثَلِ الَّذِيْنَ ... اَلِيْمٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا﴾”یہ اُن جیسے ہیں جو ان سے پہلے قریب ہی تھے“یعنی ان کی مثال ایسی ہے جیسے ان کے قریب کے لوگ ہیں۔ان کے قریب کے لوگوں سے مراد قریش ہیں۔جن کو شیطان نے ان کے اعمال مزین کر کے دکھائے اور انہوں نے کہا:﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾”لوگوں میں سے آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور بلاشبہ میں تمہارا حمایتی ہوں۔“مگر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس پلٹا اور کہنے لگا:”بے شک میں تم سے بے زار ہوں، میں واقعی وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔“(الانفال:48)اس طرح وہ دھوکے میں آ کر بڑے فخر سے بدر کے مقام پر پہنچ گئے وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو شکست دیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں نبی ﷺ اور مسلمانوں کی مدد کی اور ان کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیے گئے،70افراد کو قیدی بنا لیا گیا۔

(2)اس سے مراد قریب کے کافر بھی ہیں جو اپنے اعمال کی سزا دنیا اور آخرت میں بھگت رہے ہیں۔

(3)اس سے مراد بنو قینقاع کے یہودی بھی ہیں جو شرارت پر آمادہ ہوئے تو نبی ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر نکال دیا تھا۔ان سارے ہی واقعات میں عبرت ہے۔

(4)﴿ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ﴾”انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا“دنیا میں انہیں شرک اور بغاوت کے وبال کا مزہ چکھنا پڑا۔

(5)﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾”اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے“اور دنیا کی سزا کے بعد آخرت میں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ

”جیسے شیطان کی مثال ہے جب اُس نے انسان سے کہا:”کفر کر!“پھر جب اس نے کفر کیا تو اس نے کہا:”میں تجھ سے لاتعلق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

ہوں، یقینا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے''(16)

سوال: شیطان کیسے دام فریب بچھاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿کَمَثَلِ...رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ﴾ ''جیسے شیطان کی مثال ہے'' منافقوں کی مثال شیطان کی طرح ہے۔ جیسے منافق اہل کتاب کو دھوکے میں رکھتے ہیں، یہودیوں نے ان کے کہنے پر مسلمانوں سے بدعہدی کی اسی طرح شیطان بھی انسانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(2) ﴿اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ﴾ ''جب اُس نے انسان سے کہا: ''کفر کر!'' یعنی شیطان انسان کے سامنے کفر اور شرک کو مزین کرتا ہے۔

(3) ﴿فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ﴾ ''پھر جب اس نے کفر کیا تو اس نے کہا میں تجھ سے لاتعلق ہوں'' جب انسان شیطان کے فریب میں آ کر کفر یا شرک کر بیٹھتا ہے تو شیطان اس کے کام نہیں آتا حالانکہ وہی اس راستے کی طرف دعوت دیتا ہے۔

(4) ﴿اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''یقینا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے'' یعنی شیطان کفر اور شرک کرنے والے کو برا بھلا کہتا ہے اور صاف کہہ دیتا ہے مجھے تم سے عذاب ہٹانے کی کوئی قدرت حاصل نہیں مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوش نما بنا دیے تھے اور اس نے کہا: ''لوگوں میں سے آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور بلاشبہ میں تمہارا حمایتی ہوں مگر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر'' واپس پلٹا اور کہنے لگا، بے شک میں تم سے بے زار ہوں، میں واقعی وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، یقینا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔'' (الانفال:48)

(5) بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ ساٹھ سال اسے عبادت میں گزر چکے تھے شیطان نے اسے ورغلانا چاہا لیکن وہ قابو میں نہ آیا اس نے ایک عورت پر اپنا اثر ڈالا اور یہ ظاہر کیا کہ گویا اسے جنات ستا رہے ہیں ادھر اس عورت کے بھائیوں کو یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسوسہ ڈالا کہ اس کا علاج اسی عابد سے ہوسکتا ہے اور یہ اس عورت کو اس عابد کے پاس لائے اس نے علاج معالجہ یعنی دم کرنا شروع کیا اور یہ عورت یہیں رہنے لگی ایک دن عابد اس کے پاس تھا جو شیطان نے اس کے خیالات خراب کرنے شروع کئے یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی اب رسوائی کے خوف سے شیطان نے چھٹکارے کی یہ صورت بتائی کہ اس عورت کو مار ڈال ورنہ راز کھل جائے گا چنانچہ اس نے قتل کر ڈالا ادھر اس نے جا کر عورت کے بھائیوں کو شک دلوایا' وہ دوڑے آئے، شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا وہ لوگ آ رہے ہیں اب عزت بھی جائے گی اور جان بھی جائے گی، اگر مجھے خوش کر لے اور میرا کہا مان لے تو عزت اور جان دونوں بچ سکتی ہیں، اس نے کہا جس طرح تو کہہ میں تیار ہوں، شیطان نے کہا مجھے سجدہ کر، عابد نے اسے سجدہ کر لیا، یہ کہنے لگا تف ہے تم پر کم بخت میں تو اب تم سے بیزار ہوں، میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔(ابن جریر)

(6) ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک راہب کے خانقاہ تلے رات گزارا کرتی تھی، اس کے چار بھائی تھے ایک دن شیطان نے راہب کو گدگدایا اور اس سے زنا کر بیٹھا اسے حمل رہ گیا شیطان نے راہب کے دل میں ڈالا کہ اب بڑی رسوائی ہوگی اس سے بہتر ہے کہ اسے مار ڈال اور کہیں دفن کر دے تیرے تقدس کو دیکھتے ہوئے تیری طرف تو کسی کا خیال نہ جائے گا اور اگر پھر بھی کچھ پوچھ گچھ ہو تو جھوٹ موٹ کہہ دینا بھلا کون ہے جو تیری بات کو غلط جانے؟ اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی، ایک روز رات کے وقت موقع پا کر اس عورت کو جان سے مار ڈالا اور کسی اجاڑ جگہ زمین میں دبا دیا اب شیطان اس کے چاروں بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک کے خواب میں اسے سارا واقعہ کہہ سنایا اور اس کے دفن کی جگہ بتا دی، صبح یہ جاگے تو ایک نے کہا آج کی رات تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے ہمت نہیں پڑتی کہ آپ سے بیان کروں دوسرے نے کہا کہو تو سہی چنانچہ اس نے اپنا پورا خواب بیان کیا کہ اس طرح فلاں عابد نے اس سے بدکاری کی پھر جب حمل ٹھہر گیا تو اسے قتل کر دیا اور فلاں جگہ اس کی لاش کو دبا دیا ان تینوں میں سے ہر ایک نے کہا مجھے یہی خواب آیا ہے اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ سچا خواب ہے چنانچہ انہوں نے جا کر اطلاع دی اور بادشاہ کے حکم سے اس راہب کو اس خانقاہ کے ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچ کر اس زمین کو کھود کر اس کی لاش برآمد کی کامل ثبوت کے بعد اسے شاہی دربار میں لے چلے اس وقت شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے یہ سب میرے کرتوت ہیں اب بھی اگر تو مجھے راضی کر لے تو جان بچا دوں گا اس نے کہا جو تو کہے کروں گا شیطان نے کہا مجھے سجدہ کر لے اس نے یہ بھی کر دیا، پس پورا بے ایمان بنا کر شیطان کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں میں تو اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈرتا ہوں، چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا اور پادری صاحب کو قتل کر دیا گیا۔ اس پادری کا نام برصیصا تھا۔ (ابن کثیر:320)

(7) قیامت کے دن بھی شیطان اپنی پیروی کرنے والوں سے اظہار بیزاری کر دے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور شیطان کہے گا، جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا، وہ سچا وعدہ تھا اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا سو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میرا کہا مان لیا، چنانچہ مجھے ملامت نہ کرو اور خود ہی کو ملامت کرو میں تمہاری فریاد رسی کرنے والا نہیں ہوں اور تم میری فریاد رسی کرنے والے نہیں ہو، یقیناً میں بالکل انکار کرتا ہوں کہ اس سے پہلے تم نے مجھے شریک بنایا تھا، ظالموں کے لیے یقیناً دردناک عذاب ہے۔'' (ابراہیم:22)

ع 2 7 5 ﴿فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴾

''چنانچہ ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ یقیناً وہ دونوں ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں اور ظالموں کی یہی سزا ہے'' (17)

سوال: کفر کرنے والے اور اس پر آمادہ کرنے والے دونوں کا انجام آگ ہے، اس کی وضاحت ﴿فَكَانَ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا﴾ ''چنانچہ ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ یقیناً وہ دونوں ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں'' یعنی کفر اور شرک کرنے والے اور اس پر آمادہ کرنے والے دونوں کا یہی معاملہ ہوتا ہے کہ دونوں ہی جہنم میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے اور طرح طرح کے عذابوں کا مزہ چکھتے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن بنالو اُسے، یقیناً وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے تا کہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے ہو جائیں۔'' (فاطر:6)

(2) ﴿وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور ظالموں کی یہی سزا ہے'' یعنی جن لوگوں نے کفر، ظلم اور شرک میں اشتراک کیا ان کی یہی جزا ہوگی۔ (3) شیطان کا اپنے دوستوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے وہ فریب دیتا ہے، لوگ جال میں پھنستے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہلاکت کے اسباب انہیں گھیر لیتے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟ اور

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ یقیناً اُس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو“ (18)

سوال: یہ آیت کریمہ بندے کے لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی بنیاد ہے، محاسبہ کیا ہے؟ محاسبہ کے لئے تقویٰ کا التزام کیوں ضروری ہے، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) یہ آیت کریمہ بندے کے لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی بنیاد ہے۔

(2) محاسبہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے دن اور رات کے اعمال کا شمار کرے، پھر اگر وہ اچھے اعمال ہوں تو ان کی پیروی کرے، انہیں جاری رکھے اور اگر مذموم ہوں تو ان کو سمجھے اور مستقبل میں ان سے باز آجائے۔ (الماوردی، ادب الدنیا والدین: 454,453)

(3) محاسبہ نفس کے اعمال کی طرف توجہ کرنا، خطاؤں کا ادراک کرنا اور نیک کاموں میں مصروف رہنا ہے۔

(4) اللہ رب العزت نے نفس کا محاسبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے سب سے پہلے کھلے چھپے حالات میں تقویٰ کے التزام کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ“ یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرو اور اس کے عذاب کے خوف سے خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دو۔ جو خطاؤں کا ادراک کرتا ہے وہ خطاؤں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نیک اعمال میں مصروف رہتا ہے۔

(5) ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ ”اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟“ اللہ تعالیٰ نے فانی دنیا کی سوچ سے انسان کی توجہ باقی جہان یعنی آخرت کی طرف مبذول کروائی ہے کہ اس ہمیشہ کی زندگی کے لئے آج فکر کر لو۔

(6) سیدنا منذر بن جریر رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دن کے شروع میں، سو کچھ لوگ آئے ننگے پیر ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئی اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر آپ ﷺ اندر گئے، پھر باہر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

5

آئے (یعنی پریشان ہو گئے۔ سبحان اللہ! کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: ''اذان کہو'' اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا'' (یہ اس لیے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ تک پھر سورہ حشر کی آیت پڑھی: ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ ''اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ؟'' (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم، کسی نے ایک صاع گیہوں، کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ٹکڑا بھی کھجور کا ہو (جب بھی لاؤ)۔'' پھر انصار میں سے ایک شخص توڑا لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا، پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا تھا کہ چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا، جیسے کندن، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں آکر نیک بات (یعنی کتاب وسنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آکر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔'' (مسلم: 1017)

(7) یعنی ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے قیامت کے دن کے لئے کیا اعمال کیے ہیں؟ کیا نیکیاں ہیں جو آپ کو نجات دلائیں گی؟ کیا برائیاں ہیں جو بربادی تک پہنچائیں گی؟ (جامع البیان: 55/28)

(8) آج میں کل کے لئے زادِ راہ جمع کرلو، جو تم بوؤ گے وہ کاٹو گے۔ نیکیوں کی کاشت کرلو، کل کاٹنے کا دن ہوگا۔ آج کما لو گے تو کل بیٹھ کر کھاؤ گے۔ آج کی کمائی لازوال ہے جو کل ابد الآباد تک ختم نہیں ہوگی۔ (مختصر ابن کثیر: 2039/2)

(9) ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' جو عمل کرو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر کرو۔ اور جو عمل کرو یہ یقین رکھ کر کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ جو عمل کرو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کرو۔

(10) ﴿إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ ''اللہ تعالیٰ یقیناً اُس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'' یعنی اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل اور ہر حالت کی خبر رکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(11) جو شخص تقویٰ کی حفاظت کرتا ہے وہ ان کے ساتھ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ نعمت بھری جنت میں اور تکدر سے پاک زندگی کا مستحق ہوا اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوا۔ اس نے اس کے حقوق فراموش کر دیئے پس وہ دنیا میں بدبخت ٹھہرا اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہوا۔ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں! یقیناً نہیں! پہلی قسم کے لوگ کامیاب ہیں اور دوسری قسم کے لوگ خسارے میں پڑنے والے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2744/3)

(12) اللہ تعالیٰ نے قیامت کی تیاری کے لئے اعمال کا ذخیرہ بھیجنے کا حکم دے کر اپنے خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے کہ قیامت آئے گی تو وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا یعنی نیک کو اس کی نیکی کی اور بُرے انسان کو اس کی بُرائی کا بدلہ دے گا۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ﴾

''اور تم اُن جیسے نہ بن جاؤ جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ان کی جانیں بھلا دیں، یہی لوگ نافرمان ہیں'' (19)

سوال 1: کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت فاسقوں میں شمار کروا سکتی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَكُونُوا ...الْفٰسِقُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ﴾ ''اور تم اُن جیسے نہ بن جاؤ جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ان کی جانیں بھلا دیں'' یعنی اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی۔ (ایسر التفاسیر: 1610)

(2) ﴿نَسُوا اللّٰهَ﴾ سے اول مراد ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دینا تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے نفس بھلا دیتا ہے کہ اس کے لئے بھلے کام کریں، دوسرے اللہ تعالیٰ کے حق کو بھول جانا تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے نفس کا حق بھلا دیتا ہے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چھوڑ کر اور اس کی تعظیم کرنا چھوڑ کر اسے بھول جانا تو اللہ تعالیٰ سختیوں میں انہیں ان کی جانیں بھلا دیتا ہے۔ (الماوردی: 511/5)

(3) یعنی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا جو ان پر واجب تھا۔ (جامع البیان: 35/28)

(4) اللہ تعالیٰ کو بھولنے کا لازمی نتیجہ خود فراموشی ہوتی ہے۔ (تیسیر القرآن: 418/4)

(5) جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ اس کے حقوق کو بھول کر دنیا میں بدبخت اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (6) یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق نہیں دے گا۔

(7) ﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ﴾ ''یہی لوگ نافرمان ہیں'' یعنی وہ لوگ جو دین قیم سے نکل گئے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(8) جو اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو بنایا۔ انہوں نے خیانت کی، اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑا اور اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ (تفسیر قاسمی: 111/16)

(9) طبرانی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کا مختصر سا حصہ یہ منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے؟ کہ صبح شام تم اپنے مقرر وقت کی طرف بڑھ رہے ہو، پس تم کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے اوقات اللہ عزوجل کی فرمانبرداری میں گزارو، اور اس مقصد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے کوئی شخص صرف اپنی طاقت وقوت سے حاصل نہیں کر سکتا، جن لوگوں نے اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے سوا اور کاموں میں کھپائی ان جیسے تم نہ ہونا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان جیسے بننے سے منع فرمایا: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ﴾ خیال کرو کہ تمہاری جان پہچان کے تمہارے بھائی آج کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنے گزشتہ ایام میں جو اعمال کئے تھے ان کا بدلہ لینے یا ان کی سزا پانے کے لئے وہ دربار الٰہی میں جا پہنچے، یا تو انہوں نے سعادت اور خوش نصیبی پائی یا نامرادی اور شقاوت حاصل کر لی کہاں ہیں؟ وہ سرکش لوگ جنہوں نے بارونق شہر بسائے اور ان کے مضبوط قلعے کھڑے کئے، آج وہ قبروں کے گڑھوں میں پتھروں تلے دبے پڑے ہیں، یہ ہے کتاب اللہ قرآن کریم تم اس نور سے روشنی حاصل کرو جو تمہیں قیامت کے دن اندھیروں میں کام آسکے، اس کی خوبی بیان سے عبرت حاصل کرو اور بن سنور جاؤ، دیکھو اللہ تعالیٰ نے سیدنا زکریا اور ان کے اہل بیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ یعنی وہ نیک کاموں میں سبقت کرتے تھے اور بڑے لالچ اور سخت خوف کے ساتھ ہم سے دعائیں کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے جھکے جاتے تھے، سنو وہ بات بھلائی سے خالی ہے جس سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو، وہ مال خیر و برکت والا نہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جاتا ہو، وہ شخص نیک بختی سے دور ہے جس کی جہالت بربادی پر غالب ہو، اس طرح وہ شخص بھی نیکی سے خالی ہاتھ ہے جو اللہ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے کی ملامت سے خوف کھائے۔ (تفسیر ابن کثیر: 501/4)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے تمہیں غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔'' (المنافقون: 9)

سوال 2: خدا فراموش خود فراموشی تک کیسے پہنچتے ہیں؟

جواب: (1) جو شخص اپنے رب کو بھلا دیتا ہے اس کی عقل اس کی سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی نہیں کرتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) خدا فراموش کی آنکھیں اسے حق کا راستہ نہیں دکھاتیں۔

(3) خدا فراموش کے کان حق سُننے سے بہرے ہو جاتے ہیں۔

(4) کان، آنکھیں اور دل جب صحیح راہ نمائی نہیں کرتے تو انسان سے ایسے کام ہوتے ہیں جن میں اس کی اپنی تباہی ہوتی ہے۔ یہ رب کا انتقام ہے۔ جو شخص خدا فراموش بنتا ہے لازماً خود فراموشی تک پہنچ جاتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ خدا فراموشی کے عمل کی جزا کے طور پر انسان کو خود فراموش بناتے ہیں۔ پھر وہ ایسے عمل نہیں کرتے جس سے وہ خود کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکیں۔

﴿لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ﴾

''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں'' (20)

سوال 1: جنتی اور جہنمی برابر نہیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿لَا يَسْتَوِيْٓ ... هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ﴾ ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا اہل جنت اور اہل جہنم کے لئے ایک فیصلہ نہیں ہوگا۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم اُنہیں اُن لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے کہ اُن کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے؟ بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔'' (الجاثیہ: 21)

(3) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نہ برائی کرنے والا، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔'' (غافر: 58)

(4) ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ﴾ ''تو کیا جو شخص ایمان والا ہو اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو نافرمان ہے؟ دونوں برابر نہیں ہوتے۔'' (السجدہ: 18)

(5) اللہ تعالیٰ کو بھولنے والے ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے۔ (تفسیر مراغی: 47/10)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ ”جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں“ یعنی جنت والے ہی مقرب اور معزز لوگ ہیں جو آگ سے بچا لیے جائیں گے۔

(7) جنتی ہی بامراد ہیں جو سلامتی سے اللہ تعالیٰ کی جنت میں جائیں گے۔

(8) جنت والے امتحان کی تیاری کرتے ہیں۔ حقیقت کو سمجھ کر انجام سے بے خبر زندگی نہیں گزارتے اس طرح کامیاب رہتے ہیں۔

(9) دوزخ والے حقیقت کو نہیں سمجھتے، انجام سے غافل رہتے ہیں، نافرمانی کے بُرے کام کرتے ہیں اور اس طرح خسارے میں رہتے ہیں۔

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو یقیناً آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے پست ہونے والا ٹکڑے ٹکڑے

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

ہونے والا دیکھتے اور یہ مثالیں ہیں، ہم انہیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں“ (21)

سوال: قرآن مجید کی عظمت، شان اور کمال بزرگی کی وضاحت ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا ... يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو یقیناً آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے پست ہونے والا ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا دیکھتے“ اللہ رب العزت نے ایک مثال سے قرآن مجید کی عظمت، شان اور اس کی کمال بزرگی کو بیان فرمایا ہے۔ یہ کتاب حق رکھتی ہے کہ دل اس کے سامنے جھک جائیں۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ دل اس کے سامنے کپکپا اٹھیں اور لرز جائیں۔ یہ کتاب ایسی شان رکھتی ہے کہ اس کے وعدوں اور بشارتوں کو سن کر دل کھل اٹھیں۔ یہ کتاب عظیم ہے اس کا حق ہے کہ انسان اس کے ڈراووں اور دھمکیوں کو پڑھ کر سہم جائے۔ یہ کمال بزرگی والی کتاب ہے جو اس لائق ہے کہ اس کو پڑھ کر بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جائے۔

(2) یعنی اگر یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا جاتا تو آپ اسے اللہ تعالیٰ کی خشیت سے عاجز اور ٹکڑے ٹکڑے ہوا پاتے۔

(3) یہ کتاب دلوں کو متاثر کرنے کے لئے کمال درجے کی تاثیر رکھتی ہے۔

(4) پہاڑ جیسی سنگین مخلوق میں اگر فہم کی صلاحیت ہوتی اور وہ اس میں غور وفکر کر سکتے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹکڑے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے ہو جاتے اور اس کی اطاعت کرتے، پھر اے انسان تمہارے دل اس کلام سے نرم کیوں نہیں ہوتے؟ اللہ تعالیٰ کے خوف سے تمہارے دل اور کلیجے کیوں نہیں پھٹتے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے تمہارے دل کیوں نہیں دھڑکتے؟ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَـٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَـٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ ”پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی طرح یا سختی میں اس سے بڑھ کر ہو گئے اور بے شک پتھروں میں سے یقیناً کچھ وہ ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور بے شک ان میں سے یقیناً وہ بھی ہے جو پھٹ جاتا ہے تو اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور بے شک اُن میں سے ہے جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے ہرگز بے خبر نہیں جو تم عمل کرتے ہو“ (البقرہ:74)

(5) اس قرآن میں بڑے بڑے نصیحت کے پہلو ہیں اوامر و نواہی ہیں جو انسان کے نفس کے لئے آسان ہیں۔ اس کے احکامات میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونے میں مشقت نہیں۔

(6) اگر تم قرآن کے احکامات میں غور و فکر کرو تو سمجھ سکتے ہو۔ اگر سمجھو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(7) ﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَـٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ ”اور یہ مثالیں ہیں ہم انہیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں“ اللہ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ حلال و حرام واضح فرماتا ہے تاکہ لوگ ان آیات میں غور و فکر کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کرنا بندے کے لئے علم کے خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے اور خیر اور شر کے راستوں کو واضح کر دیتا ہے۔ برائی سے روکتا ہے اور محاسن اخلاق کی ترغیب دیتا ہے۔

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِى لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَـٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَـٰدَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ﴾

”وہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غیب اور حاضر کو جاننے والا، وہی وسیع رحمت والا، نہایت رحم والا ہے“ (22)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی معبود اور رب ہے، اس کی وضاحت ﴿هُوَ اللَّهُ ... الرَّحِيمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِى لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ ”وہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا، نہ اس کے سوا کوئی رب ہے۔ اس کے سوا ہر ایک کی عبادت باطل ہے۔ سچا معبود تو وہی ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ ”آپ کہہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیں کہ یقیناً میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو کیا تم فرماں بردار بنتے ہو؟" (الانبیاء:108)

(3)﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ "اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کے چہرے کے، فیصلہ اُسی کا ہے اور تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" (القصص:88)

(4)﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ "غیب اور حاضر کو جاننے والا" یعنی جو مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہے اور جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں ہر ایک چیز کا علم رکھتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کا علم ہے، زمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں۔

(6) شہادت سے مراد تمام اشیاء، واقعات اور علوم ہیں جو انسان کے علم میں آچکے ہیں یا جنہیں وہ مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل کر چکا ہے اور غیب سے مراد وہ تمام اشیاء واقعات اور علوم ہیں جن تک تا حال انسان کی رسائی نہیں ہو سکی خواہ اشیاء عالم اکبر یا کائنات سے متعلق ہوں یا عالم اصغر یا انسان کے جسم کی اندرونی کائنات سے متعلق ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے سرے سے کوئی چیز غائب ہے ہی نہیں، اس کے لیے سب کچھ ہی شہادت ہے۔ اور قرآن میں یہ غیب اور شہادت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو صرف انسان کو سمجھانے کی غرض سے استعمال ہوئے ہیں۔ اور اللہ کے لیے کوئی چیز غائب اس لیے نہیں ہوتی کہ ہر چیز کو اور ہر واقعہ اور حادثہ کو وجود میں لانے والا تو وہ خود ہے لہٰذا اس سے کوئی چیز مخفی یا غائب کیسے رہ سکتی ہے۔ (تیسیر القرآن:4/419)

(7) رب العزت نے فرمایا:﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ "اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔" (الانعام:59)

(8)﴿هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ "وہی وسیع رحمت والا، نہایت رحم والا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ ہمہ گیر رحمت والا ہے۔ اپنی رحمت سے اس نے ساری مخلوقات کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ "اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔" (الاعراف:156)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ ''اس نے رحمت کرنا اپنے اوپر لکھ دیا ہے'' (الانعام:12)

(10) وہ دنیا اور آخرت میں رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں، وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔'' (یونس:58)

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے، نہایت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، سب

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

پر غالب، اپنی مرضی چلانے والا، بے حد بڑائی والا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں'' (23)

سوال: اللہ تعالیٰ مختار کل ہے، اس کی وضاحت ﴿هُوَ اللّٰهُ ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں کیونکہ وہ خالق، رازق، مدبر ہے اور اس کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے۔ (ایسر التفاسیر:1611)

(2) ﴿اَلْمَلِكُ﴾ ''بادشاہ ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ وہی مختار کل ہے۔ وہ ہر چیز پر اختیار رکھتا ہے، اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس کے آگے کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اس کے فیصلے کائنات میں چلتے ہیں۔

(3) حدیث ترمذی میں الملک کو اسمائے حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے۔ لغت میں مَلِكٌ بادشاہ کو کہتے ہیں۔ دنیا میں اور لوگ بھی اَلْمَلِكُ کہلاتے ہیں اور یہ نام رکھنا شرک بھی نہیں ہے قرآن مجید میں اس کا استعمال اور لوگوں کے لئے ہوا ہے: ﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾ ''یقیناً بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے خراب کر دیتے ہیں اور اس کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح وہ لوگ کریں گے۔'' (النمل:34) سورہ یوسف میں بھی چار مقامات پر یہ لفظ آیا ہے اور اس سے مراد بادشاہ مصر ہے: ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ﴾ (یوسف:43) ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ﴾ (یوسف:50) ﴿نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾ (یوسف:72) ﴿مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ﴾ (یوسف:76) قرآن مجید پر تدبر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ﴿اَلْمَلِكُ﴾ کا اطلاق بحالت مضاف ہوا ہے: ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ (الناس:2) اسی کا اسم ہے۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی ہیں کل بنی نوع انسان کا بادشاہ۔(اسماء حسنی)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ذلیل اور برا نام اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص کا ہے جس کو لوگ ملک الملوک کہیں۔'' ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی مالک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ سیدنا سفیان رحمہ اللہ نے کہا: ملک الملوک کے مانند ہے شہنشاہ۔ (مسلم:5610)

(5) ﴿الْقُدُّوْسُ﴾ ''نہایت پاک'' وہ ہر عیب سے پاک ہے اور بزرگی اور برکت والا ہے۔

(6) معزز اور بزرگ فرشتے اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔

(7) اس کی ذات صفات اور افعال سب کمال والے ہیں۔ وہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔

(8) ﴿السَّلٰمُ﴾ ''سلامتی والا'' اس کی مخلوق کو اس سے ظلم کا خوف نہیں۔ (9) اللہ تعالیٰ سراسر سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی کمزوری اور خامی نہیں۔ اس کے کمال کو کبھی زوال نہیں آسکتا۔ (10) سلام بطور اسم صرف اللہ جل شانہ کے لئے ہے اس کے معنی سالم ہیں یعنی وہ جو سلامتی میں کامل ہو وہ جس کی سلامتی معرض خطر و زوال میں نہ ہو۔ وہ جو دوسروں کو سلامتی بخشتا ہو۔ سلام مصدر بھی، اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام ملے گا: ﴿سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ ''رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔'' (یٰس:58) ﴿سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ﴾ ''سلام ہو تم پر! پاکیزہ رہے تم، چنانچہ اس میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ رہنے والے ہو۔'' (الزمر:73) ملائکہ بھی اہل ایمان کو سلام کریں گے اہل ایمان آپس میں بھی سلام ہی بھیجا کریں گے: ﴿وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ﴾ (یونس:10) (تفسیر روح المعانی:91/15)

(11) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ (پہلے) جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم (قعدہ میں) یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو اور فلاں پر اور فلاں پر سلام ہو۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہ کہو کہ "اللہ تعالیٰ پر سلام ہو" کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے، بلکہ یہ کہو ﴿التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ﴾ ''آداب بندگان اور تمام عبادات اور تمام پاکیزہ خیراتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر سلام ہو''، اور جب تم یہ کہو گے تو آسمان پر اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کو پہنچے گا یا آسمان اور زمین کے درمیان تمام بندوں کو پہنچے گا ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ﴾ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں''، اس کے بعد دعا کا اختیار ہے جو اسے پسند ہو کرے۔'' (بخاری:835)

(12) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے: ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ سے اخیر تک۔ ولید نے کہا: میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیسے ہے؟ کہا: ﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ﴾ کہتے یعنی ''میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔'' (مسلم:1334)

(13) ﴿اَلْمُؤْمِنُ﴾ ''امن دینے والا'' اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں مومن بھی ہے اس کے معنی کی دو صورتیں ہیں: اول: مومن، ایمان سے بنا ہے۔ (i) اللہ تعالیٰ مومن ہے کہ بندہ کو ایمان عطا کرتا ہے۔ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ﴾ ''لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے'' (الحجرات:7) ﴿أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے'' (المجادلہ:22) (ii) ہاں اللہ تعالیٰ کا نام (ایمان سے) اس لئے بھی ہے کہ وہ خود بھی اپنی ذات پاک کی شہادت دیتا ہے جیسا کہ یہ شہادت ہر ایک ایمان لانے والے بندہ کو بھی ادا کرنا ہوتی ہے فرمایا: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اور اہلِ علم نے گواہی دی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ وہ انصاف پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (آل عمران:18) (اسماء حسنیٰ)

(14) جو امن دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے۔ اس کا امن ساری کائنات اور ہر ایک کے لئے ہے۔

(15) اس نے یہ کہہ کر کہ وہ حق ہے مخلوق کو امن دیا ہے۔ (16) وہ ایمان داروں کے ایمان کی تصدیق کرتا ہے۔

(17) ﴿اَلْمُهَيْمِنُ﴾ ''نگہبان'' اللہ تعالیٰ مخلوق کے اعمال دیکھ رہا ہے وہ ان پر محاسب اور نگران ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔'' (المجادلہ:6) ﴿وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ﴾ ''اور اگر ہم آپ کو اس کا کچھ حصہ دکھا دیں جو ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو اُٹھا لیں تو ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس پر اچھی طرح گواہ ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔'' (یونس:46)

(18) ﴿اَلْمُهَيْمِنُ﴾ کے معنی: (i) نگہبان۔ (ii) وہ جو دوسرے کے خوف سے ہم کو مامون بنا دے۔ (iii) وہ امین جو کسی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق ضائع نہ کرے۔(iv)وہ جو ہر ایک کے خوف وخطر کو دور کرے۔ان جملہ صفات میں یہ باری تعالیٰ کا نام ہے۔(اسماء حسنیٰ)

(19)جو نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہے۔وہ تمام مخلوقات کی خبر گیری کرنے والا اور ان کی ضروریات کو فراہم کرنے والا ہے۔(20)﴿الْعَزِيْزُ﴾ ”سب پر غالب“ جس پر نہ کوئی غالب آسکتا ہے نہ اس کے سامنے کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے۔

(21)ہر چیز پر وہ کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ہر چیز پر اس کا تصرف ہے۔

(22)اس کے مقابلے میں کوئی سر نہیں اُٹھا سکتا۔اس کے فیصلوں کے آگے کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔اس کے آگے سب بے بس اور بے زور ہیں۔

(23) رب العزت نے فرمایا:﴿الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ ”وہ لوگ جو مومنوں کے علاوہ کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو بلاشبہ عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔“ (النساء:139)

(24)﴿الْجَبَّارُ﴾ ”اپنی مرضی چلانے والا“ اللہ تعالیٰ سب بندوں پر غالب ہے،ساری مخلوق اس کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے وہ ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا اور محتاج کو بے نیاز کر دیتا ہے۔وہ بگڑے کام بنانے والا،انھیں سنوارنے والا ہے۔

(25)اپنی کائنات کو اپنے ارادے سے،اپنے زور سے درست رکھنے والا ہے۔

(26)﴿الْمُتَكَبِّرُ﴾ ”بے حد بڑائی والا ہے“ اللہ تعالیٰ عظمت اور کبریائی کا مالک ہے۔وہ ظلم اور تمام عیوب سے پاک ہے بڑائی اسی کو زیبا ہے۔(27)وہ بڑا ہے اور بڑا ہو کر رہنے والا ہے۔کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلے میں حقیر اور ذلیل ہے۔

(28)رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ”اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لیے بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے۔“ (الجاثیہ:37)

(29)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”عزت پروردگار کی ازار ہے اور بزرگی اس کی چادر ہے (یعنی یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں)،پھر پروردگار فرماتا ہے جو کوئی یہ دونوں صفتیں اختیار کرے میں اس کو عذاب دوں گا۔“ (مسلم:6680)

(30)سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لیے) کھڑا ہوا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے سورۃ البقرہ پڑھی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رحمت والی آیت سے نہیں گزرتے مگر وہاں ٹھہرتے اور سوال کرتے،اور کسی عذاب والی آیت سے نہیں گزرتے مگر وہاں ٹھہرتے اور اس سے پناہ مانگتے،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے قیام کے بقدر لمبا رکوع کیا، اور آپ ﷺ نے رکوع میں: ﴿سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ﴾ پڑھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے قیام کے بقدر لمبا سجدہ کیا، سجدے میں بھی آپ نے وہی دعا پڑھی، جو رکوع میں پڑھی تھی پھر اس کے بعد کھڑے ہوئے اور سورۃ آل عمران پڑھی، پھر (بقیہ رکعتوں میں) ایک ایک سورۃ پڑھی۔ (ابوداؤد:873)

(31) ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ وہ بلند صفات والا ہے اور اس کمال والے کے افعال پاک ہیں۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

''وہی اللہ تعالیٰ ہے، خاکہ بنانے والا، وجود میں لانے والا، صورت گری کرنے والا ہے، سارے اچھے نام اُسی کے ہیں، ہر چیز

وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ع 3 7 6

جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (24)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی وضاحت ﴿هُوَ اللّٰهُ ... الْحُسْنٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ﴾ ''وہی اللہ تعالیٰ ہے، خاکہ بنانے والا'' اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کا خالق ہے وہ اندازہ لگانے والا، تقدیریں بنانے والا اور انہیں جاری کرنے والا ہے۔

(2) ہر چیز کی تخلیق کی منصوبہ بندی کرنے والا ہے۔ کوئی چیز نہ خود وجود میں آئی ہے نہ اتفاقاً پیدا ہوئی ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔'' (الاعراف:54)

(4) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ﴾ ''وہی ہے جس نے رات کو پیدا کیا۔'' (الانبیاء:33)

(5) ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ ''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔'' (الملک:2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا﴾ ''سب کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔'' (الزخرف:12)

(7)﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔'' (یٰس:79)

(8)﴿الْبَارِئُ﴾ ''وجود میں لانے والا'' اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو تقدیر اور تقدیر کے نفاذ پر قادر ہو۔ وہ اپنی مرضی سے وجود میں لاتا ہے اور انہیں باقی رکھتا ہے۔

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ﴾ ''لہٰذا تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو۔'' (البقرہ:54)

(10)﴿الْمُصَوِّرُ﴾ ''صورت گری کرنے والا ہے'' وہ صورت بنانے والا ہر چیز کی صورت گری کرنے والا ہے۔ ہر چیز کو آخری مکمل صورت میں بنانے والا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''وہی ہے جو رحموں میں جیسے چاہتا ہے تمہاری صورتیں بنا دیتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (آل عمران:6)

(11) اللہ تعالیٰ مصور ہے اس نے کروڑوں، اربوں صورتیں بنائیں۔ نباتات، جمادات، حیوانات میں پھر انسانوں میں ملک ملک کے باشندوں کی بناوٹ اور خدوخال میں کتنا فرق ہے۔ ہر چیز کو وہ اپنی حکمت سے اپنی مرضی کے مطابق صورت دیتا ہے۔

(12)﴿لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى﴾ ''سارے اچھے نام اُسی کے ہیں'' یعنی اس کے نام بہت زیادہ ہیں جن کو نہ کوئی معلوم کر سکتا ہے، نہ انہیں گن سکتا ہے۔ (13) اس کے تمام نام اچھے ہیں۔ اس کی تمام صفات کامل ہیں جن میں کوئی نقص نہیں۔

(14) ان ناموں کا حسن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پسند کرتا ہے اور اس شخص کو بھی پسند کرتا ہے جو اس کے ناموں کو پسند کرتا ہے۔

(15) اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کو اچھے ناموں سے پکاریں اور اس کے ناموں کے واسطے سوال کریں۔

سوال 2: ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے، اس کی وضاحت ﴿يُسَبِّحُ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے'' یعنی آسمان و زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح خواں ہے۔

(2) ہر چیز زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہی ہے کہ اس کا خالق ہر عیب، نقص، کمزوری اور غلطی سے پاک ہے۔

(3) یہ اس کا کمال ہے کہ وہ اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کا مالک ہے نیز یہ کہ آسمانوں اور زمین میں رہنے والے دائمی طور پر اس کے محتاج ہیں۔ اس کی حمد و ثنا کے ذریعے سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اس سے اپنی تمام حوائج کا سوال کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے فضل و کرم سے سب کچھ عطا کرتا ہے جس کا تقاضا اس کی رحمت اور حکمت کرتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2747،2746/3)

(4)﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' یعنی وہ اپنے امر پر غالب اور اپنی تدبیر میں کمال حکمت رکھنے والا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ غالب ہے اس کے فیصلوں کے آگے کوئی سر نہیں اُٹھا سکتا وہ جو چاہے پیدا کر دے۔ جس کو چاہے امن دے سکتا ہے۔ وہ اپنی حفاظت اور نگرانی کے اعتبار سے غالب ہے۔

(6) یعنی وہ جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے وہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کی حکمت اور مصلحت کے تحت ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:274/3)

اٰیَاتُهَا 13 — 60 - سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ - 91 — رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس میں دو رکوع اور تیرہ آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 60 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 91 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو

وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ

حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے یقیناً انہوں نے اس کا انکار کیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمہیں اس بنا پر نکالتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ

رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم

اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم چھپا کر ان کو دوستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو شخص بھی ایسا کرے یقیناً وہ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿﴾

سیدھے راستے سے بھٹک گیا'' (1)

سوال 1: کافروں سے دشمنی رکھنے اور ترک موالات کے حکم کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ... مَرْضَاتِيْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے کافروں سے دشمنی رکھنے اور ترک موالات کا حکم دیا ہے۔

(2) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے لوگو! جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے۔

(3) ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ﴾ ''میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو مت بناؤ'' یعنی کفار اور مشرکین کو دوست نہ بناؤ۔ (4) ﴿اَوْلِيَآءَ﴾ ''دوست'' یعنی اپنا مددگار نہ بناؤ۔ (ایسر التفاسیر: 1616)

(5) ایمان کے تقاضوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے محبت اور دوستی نہ رکھو۔

(6) یعنی اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو، جو ایمان لائے اس کے ساتھ موالات و مودت رکھو، جو ایمان کے ساتھ عداوت رکھے تم اس کے ساتھ عداوت رکھو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن اور اہل ایمان کا دشمن ہے۔ (تفسیر سعدی: 2749/3)

(7) شانِ نزول: رسول اللہ ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ ہوا تھا جس کی کفار مکہ نے خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خفیہ طور پر جنگ کا حکم دے دیا۔ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ایک مہاجر بدری صحابی تھے۔ ان کی قریش میں کوئی رشتہ داری نہ تھی۔ ان کے بیوی بچے مکہ میں تھے۔ انہوں نے قریش مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی تیاری کی اطلاع کر دی تاکہ اس احسان کے بدلے میں قریش ان کے بیوی بچوں کا خیال رکھیں۔ ایک عورت کے ذریعے انہوں نے تحریری پیغام اہل مکہ کی طرف بھیجا جس کی اطلاع وحی کے ذریعے نبی ﷺ کو کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم کو مقام خاخ سے وہ تحریر لانے کے لیے کہا جو اس عورت نے سر کے بالوں میں چھپا رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ''یہ تم نے کیا کیا'' انہوں نے کہا: میرا مکہ میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشتہ دار نہیں میں نے سوچا مکہ والوں کو اطلاع کر دوں تا کہ وہ میرے بیوی بچوں کی حفاظت کریں۔ آپ ﷺ نے ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیات نازل کر دیں تا کہ آئندہ کوئی مومن کسی کافر کے ساتھ اس طرح کا تعلق قائم نہ کرے۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الممتحنہ صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ) (احسن التفاسیر:126/7)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کے لئے ایک واضح حجت بنا لو؟'' (النساء:144)

(9) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ انہی میں سے ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدۃ:51)

(10) ﴿تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ ''تم ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو'' یعنی تم ان کی محبت و مودت اور اس کے اسباب کے حصول کی کوشش میں جلدی مچاتے ہو۔ جب مودت حاصل ہو جاتی ہے تو نصرت و موالات اس کے پیچھے آتی ہیں، تب بندہ ایمان کے دائرے سے نکل کر اہل کفر کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ کافر کو دوست بنانے والا یہ شخص مروت سے بھی محروم ہے، وہ اپنے سب سے بڑے دشمن سے کیوں کر موالات رکھتا ہے جو اس کے بارے میں صرف برائی کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنے رب کی کیوں کر مخالفت کرتا ہے جو اس کے بارے میں صرف بھلائی چاہتا ہے، اسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بھلائی کی ترغیب دیتا ہے؟ (تفسیر سعدی:2749/3)

(11) یعنی کافروں سے دشمنی رکھو اور ان سے معمولی سی دوستی کا تعلق بھی نہ رکھو دوستی تو دور کی بات ہے۔ انہیں اپنا راز دار بھی نہ بناؤ، نہ ان سے میل جول رکھو۔

(12) ﴿وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾ ''حالانکہ جو حق تمھارے پاس آیا ہے یقیناً انہوں نے اس کا انکار کیا ہے'' یعنی انہیں اسلام کے عقائد، شریعت، اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی ہے۔

(13) یعنی ان سے دشمنی رکھنے کا سبب ان کا حق سے انکار کرنا ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ تم لوگ ہدایت پر نہیں ہو۔ انہوں نے اصل دین کا انکار کیا ہے، یہ ان کی حد سے بڑھی ہوئی دشمنی کی دلیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(14)﴿يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ﴾ ''وہ رسول کو اور خود تمہیں نکالتے ہیں'' یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اور تمہارے محبوب رسول ﷺ کو اور تمہیں اس وجہ سے جلاوطن کر دیا کہ تم ایمان لے آئے ہو۔

(15)﴿اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ﴾ ''اس بنا پر کہ تم اللہ تعالیٰ اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو'' یعنی تم اس رب پر ایمان لاتے تھے اور یہ ان کی دشمنی کا سبب تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کو قائم کرنا مخلوق کا فرض ہے کیونکہ اس رب نے ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ انہوں نے خود فرض کو قائم کرنے سے کنارہ کشی اختیار کی اور تمہارے ساتھ دشمنی کی طرح ڈالی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا۔

(16) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ﴾ ''جن کو اُن کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا ہے صرف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔'' (الحج:40)

(17)﴿اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ﴾ ''اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو'' یعنی اگر تم اپنے گھروں سے میرے دین، میرے رسول، اور میرے مومن اولیاء کی نصرت کے لیے میرے راستے میں جہاد کے لیے نکلے ہو اور میری رضا کے متلاشی ہو تو کافروں سے دوستی نہ کرو۔

سوال 2: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ سے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کا شعور دلایا ہے؟

جواب: (1)﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو'' کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ایمان کو پکارا ہے۔ (2) ایمان کو پکارنے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ایمان لا کر اپنا تعلق اپنے رب سے جوڑا ہے لہٰذا اس تعلق کے تقاضے پورے کرو۔

(3) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ ایمان کی وجہ سے اب میرے اور آپ کے دشمن ایک ہیں لہٰذا دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کرو۔

(4) اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ تم ان کی طرف دوستانہ پیغامات بھیجتے ہو جب کہ: (i) وہ حق کا انکار کرتے ہیں جس پر تم ایمان لاتے ہو۔ (ii) انہوں نے تمہیں اور پیغمبر کو ایمان لانے کی وجہ سے جلاوطن کیا۔

(5) اللہ تعالیٰ نے شعور کو بیدار کیا ہے کہ دیکھو تو سہی یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ اپنے ہی دشمنوں کو اپنے راز بتا رہے ہو۔ ان سے دوستیاں کر رہے ہو۔ ایسا نہ کرو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو۔

سوال 3: ﴿تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ﴾ ''تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو'' اس سے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کی طرف توجہ دلائی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ﴾ ''تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو'' کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ دیکھو تمہارے دشمن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے حق کا انکار کرتے ہیں پھر تمہارے اور ان کے درمیان کیا قدر مشترک ہے؟(2)انہوں نے بغیر کسی جرم کے پیغمبر کو اور تمہیں جلاوطن کیا۔ جب کہ تم میری راہ میں جہاد اور میری رضاجوئی کی طلب میں نکلتے ہو، پھر تمہارے درمیان کس چیز کی ہم آہنگی کون سی سوچ اور کون سا عمل ہے جو دوستی کے لیے ضروری ہے؟ جب ان کا تمہارے ساتھ، محمد ﷺ کے ساتھ اور حق کے ساتھ معاملہ دشمنی کا ہے تو کیا تمہارے لیے مناسب ہے کہ تم ان سے ہمدردیاں رکھو؟

سوال4:﴿تُسِرُّوْنَ...السَّبِيْلِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ ''تم چھپا کر ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو'' یعنی تم ان کو چپکے چپکے دوستی کے پیغامات بھیجتے ہو۔

(2)﴿وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ﴾ ''حالانکہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا'' یعنی تم کفار کے ساتھ دوستی کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ تم اہل ایمان سے چھپا سکتے ہو مگر اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔ جس ربّ پر تم ایمان رکھتے ہو اس کے بارے میں کیوں بھول جاتے ہو کہ وہ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے؟(3)یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری رگ رگ سے واقف ہے۔ وہ جلد ہی اپنے بندوں کو اپنے کلی علم کے مطابق نیکی کی جزا اور بدی کی سزا دے گا۔

(4)﴿وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ﴾ ''اور تم میں سے جو شخص بھی ایسا کرے'' یعنی جو مسلمان ان سے دوستی کرے گا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے روکا ہے۔

(5)﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ ''یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا'' کیونکہ وہ ایسے راستے پر چل پڑا جو شریعت، عقل اور مروت انسانی کے خلاف ہے۔(تفسیر سعدی:2750,2749/3)

(6)یعنی جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی رکھے گا اور رسول ﷺ کے راز افشا کرے گا تو وہ حق کے راستے سے ہٹ جائے گا۔(صفوۃ التفاسیر:342/3)

﴿اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ

''اگر وہ تمھیں پائیں تو تمھارے دشمن ہو جائیں گے اور اپنی زبانیں اور اپنے ہاتھ تمھاری طرف برائی کے ساتھ بڑھائیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ﴾

اور وہ چاہیں گے کہ کاش تم کفر کرو‘‘(2)

سوال: رب العزت نے اہل ایمان کو کافروں کی عداوت پر ابھارنے کے لیے ان کی شدت کی دشمنی کا کیسے ذکر کیا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ ... تَكْفُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ﴾ ’’اگر وہ تمھیں پائیں‘‘ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو کافروں کی عداوت پر ابھارنے کے لیے ان کی شدید دشمنی کا ذکر فرمایا ہے۔

(2) ﴿يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً﴾ ’’تو تمھارے دشمن ہو جائیں گے‘‘ یعنی اگر انہیں اذیت پہنچانے کا کوئی موقع مل جائے تو کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرنے لگیں گے۔

(3) ﴿وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ﴾ ’’اور بڑھائیں گے اپنے ہاتھ تمھاری طرف‘‘ یعنی وہ تمھیں قتل کرنے یا تمھیں زخمی کرنے کے لیے تمھاری طرف ہاتھ بڑھائیں گے۔

(4) ﴿وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ﴾ ’’اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ‘‘ اور تکلیف دہ باتیں کہیں گے جن سے تمھیں تکلیف ہوگی۔

(5) ﴿وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ﴾ ’’اور وہ چاہیں گے کہ کاش تم کفر کرو‘‘ یعنی وہ دل سے چاہتے ہیں کہ تم ان کی طرح پھر کافر ہو جاؤ۔ ان کی دشمنی کھلی ہے پھر کیوں ان سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو۔

(6) اس آیت میں کافروں سے دشمنی پر ابھارا گیا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے کافروں کی دشمنی کو آئینہ دکھانے کے لیے واضح کیا ہے کہ تمہارے خلاف ان کے دلوں میں اتنا بغض وعناد ہو اور تم دیکھو کہ ان کے ساتھ محبت کے تعلقات بڑھا رہے ہو۔

﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

’’تمھاری رشتہ داریاں اور تمھاری اولاد قیامت کے دن تمھیں ہرگز فائدہ نہ دیں گی، وہ تمھارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

اسے خوب دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو‘‘(3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں رشتہ داری اور اولاد کام نہیں آئے گی، اس کی وضاحت ﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ ...

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿بَصِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ﴾ ”تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز فائدہ نہ دیں گی“ یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے رشتہ داروں اور اولاد کو راضی کرنے سے تمہیں کوئی نفع نہیں ملے گا۔

(2) ﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ﴾ ”قیامت کے دن وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا“ یعنی قیامت کے دن مومن جو جنت میں جائیں گے اور کافر جو اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے آگ میں جائیں گے، ان کے درمیان اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا۔

(3) یعنی تمہارے اور تمہاری اولاد کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (٤٠) يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (٤١) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ﴾ ”یقیناً فیصلے کا دن اُن سب کے لیے مقرر وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔ مگر وہی جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، یقیناً وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔“ (الدخان: 40-42)

(5) ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (٣٤) وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ (٣٥) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (٣٦) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ ”اُس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔ اُس دن اُن میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اُسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی۔“ (عبس: 34-37)

(6) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دوزخ میں۔“ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوایا اور فرمایا: ”میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔“ (مسلم: 203)

(7) ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم وبصیرت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

(8) جو مسلمان کسی کافر رشتہ دار کو راضی رکھنے کے لیے دوستی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور جا پڑے گا، وہ نقصان اٹھائے گا اور اپنے اعمال برباد کر لے گا۔

(9) اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر اٹھنے والے محبت کے جذبات سے، کافروں سے بڑھتے ہوئے تعلقات سے اور بگڑتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوئے معاملات سے اپنے بصیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(10) اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیر ہونے کا شعور اس لیے دلایا ہے تاکہ اپنے اعمال کی درستگی کی فکر لاحق ہو جائے۔

سوال 2: قیامت کے دن کیا چیز کام آنے والی ہے؟

جواب: قیامت کے دن جو چیز کام آنے والی ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا

"تمہارے لئے ابراہیم میں اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اُن میں یقیناً اچھا نمونہ ہے، جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ ہم تم سے

لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ

اور اُن سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کرتے ہو، ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ہمارے اور

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا، یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا

وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ

(نمونہ نہیں) کہ میں آپ کے لیے ضرور مغفرت کی دُعا کروں گا اور میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، اے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾

ہمارے رب! تجھ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی جانب ہم نے رجوع کیا ہے اور تیری ہی جناب میں ہماری واپسی ہے" (4)

سوال 1: سیدنا ابرہیم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کفار سے اظہار براءت میں مسلمانوں کے لیے نمونہ ہیں، اس کی وضاحت ﴿قَدْ كَانَتْ... وَحْدَهٗٓ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مومن بندوں سے فرمایا ہے جن کو اس نے کافروں سے دشمنی رکھنے، ان سے علیحدگی اختیار کرنے اور براءت کا اظہار کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ﴾ "تمہارے لیے یقیناً ہے" یعنی اے ایمان والو! تمہارے لیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''اچھا نمونہ'' اچھا نمونہ اور بہترین راہ نمائی ہے۔ اسوہ ایسے نمونے کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔

(3)﴿فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ﴾ ''ابراہیم میں اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے'' یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں میں سے جو ان پر ایمان لائے ان کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

(4)﴿اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ ہم تم سے اور اُن سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کرتے ہو'' یعنی جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بے زار ہیں، جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ انہوں نے مشرکوں اور ان کے بتوں سے اعلان براءت کرتے ہوئے وضاحت کی۔

(5)﴿كَفَرْنَا بِكُمْ﴾ ''ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں'' ہم اس کا انکار کرتے ہیں جس کفر پر تم ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور ان بتوں اور پتھروں کی کیا قیمت ہے جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے اور ان سے نفع وضرر کے لیے امیدیں باندھتے ہو جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ ''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے سو اسے غور سے سنو، یقیناً وہ لوگ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی ہرگز پیدا نہیں کریں گے اور اگرچہ وہ سب کے سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ بھی چھین لے تو اُسے اُس سے وہ چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طلب کرنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے طلب کیا گیا وہ بھی کمزور ہے۔'' (الحج:73) (تفسیر مراغی:56/10)

(6)﴿وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا﴾ ''اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا'' ہمارے اور تمہارے درمیان دلوں کا بغض اور دشمنی ظاہر ہو گئی ہے کیونکہ ہم مومن ہیں اور تم مشرک، ہم مومن ہیں اور تم کافر ہو۔ (7) یہ دشمنی اور بغض اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک کہ تم اپنے کفر پر قائم ہو۔

(8)﴿حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ﴾ ''یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ'' یعنی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کو واحد رب نہ مانیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا نہ چھوڑیں۔ جب تم ایمان لے آؤ گے اور اس اعتقاد کے ساتھ اس کی عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا تو یہ بغض اور دشمنی زائل ہو جائے گی اور دشمنی دوستی میں بدل جائے گی۔

(9) اے ایمان والو! ایمان اور توحید کے تقاضوں کو قائم کرنے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں تمہارے لیے نمونہ ہے۔

سوال 2: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شرکاء اور مشرکوں سے بیزاری کا اظہار کیوں کیا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کا آپس میں کوئی شعوری تعلق نہیں ہوتا۔ ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں رہتی اور جگہ جگہ ٹکراؤ ہوتا ہے ایسے میں بے زاری کا برملا اظہار کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے واشگاف لفظوں میں اظہار کر دیا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ ابراہیم اب ان کے راستے اور طریقوں پر چلنے والا نہیں اور یہ کہ وہ ان سے امیدیں باندھنی چھوڑ دیں۔

سوال 3: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے مغفرت کی دعا کا جو وعدہ کیا اس میں مسلمانوں کے لیے اسوہ نہیں، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا قَوْلَ ... مِنْ شَيْءٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا﴾ ''مگر'' یعنی ہر چیز میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نمونہ بنا کر ایک اللہ کی عبادت کرو سوائے ایک خصلت کے اور وہ ہے۔

(2) ﴿قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ﴾ ''ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا'' یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے کافر اور مشرک باپ آزر کے بارے میں یہ قول جب انہوں نے اپنے والد کو توحید کی دعوت دی اور اس نے قبول نہیں کی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا تھا۔ (3) ﴿لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ﴾ ''کہ میں ضرور مغفرت کی دُعا کروں گا آپ کے لیے'' یعنی میں آپ کے لیے استغفار یعنی مغفرت طلب کروں گا۔

(4) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے والد سے استغفار کا وعدہ کیا اور اسے نبھایا اس معاملے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نمونہ نہیں ہیں اور انہوں نے اس وقت یہ وعدہ نبھایا جب تک انہیں واضح طور پر پتہ نہیں لگ گیا کہ وہ توحید کا انکار کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

(5) ﴿وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''اور میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا'' یعنی میں تو مغفرت کی درخواست کروں گا مگر میں تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

(6) بعض مسلمان اپنے مشرک والدین کے لیے دعائیں کرتے تھے اور یہ دلیل دیتے تھے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے والد کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (۱۱۳) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ ”نبی کو اور جو لوگ ایمان لائے کبھی جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دُعا کریں خواہ وہ رشتہ دار ہوں اس کے بعد کہ ان کے لیے واضح ہو چکا کہ یقیناً وہ دوزخ والے ہیں۔ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا صرف اس وعدے کے سبب تھا جو اُس نے اپنے باپ سے کیا تھا چنانچہ جب اُس کے لیے واضح ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا، بے شک ابراہیم یقیناً بڑا نرم دل، بڑا بردبار تھا۔“ (التوبۃ: 114,113) اس آیت میں بھی استغفار کے معاملے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

(7) مشرک باپ بھی ہو تب بھی وہ شرک کی وجہ سے باپ سے زیادہ بڑے رشتے یعنی باپ کے بھی خالق اور مالک کے رشتے کو خراب کرتا ہے۔ اس وجہ سے مشرکوں کے لیے مغفرت کی درخواست کرنے سے روکا گیا۔

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد ”آزر“ کو دیکھیں گے کہ اس کے منہ پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا۔ آپ اس سے کہیں گے کہ میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔ باپ کہے گا، آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ باپ کی یہ بات سن کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے، اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں قیامت کے دن تجھے رسوا نہیں کروں گا اور آج اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا باپ اس حال میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، (اے ابراہیم!) میں نے کافروں پر جنت حرام کر رکھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اے ابراہیم! ذرا اپنے پاؤں کی طرف تو دیکھو! (وہ نیچے دیکھیں گے) تو اس وقت انھیں اپنے باپ کی جگہ ایک بجو نظر آئے گا، جو نجاست سے لت پت ہوگا اور فرشتے اسے پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔“ (بخاری: 3350)

سوال 4: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو چھوڑتے ہوئے جو دعائیں کیں، ان کی وضاحت ﴿رَبَّنَا ... الْمَصِيرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا﴾ ”اے ہمارے رب! تجھ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے“ جس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھی اپنے وطن اور قوم کے لوگوں کو چھوڑنے لگے، ان سے اظہارِ بے زاری کرنے کے بعد اپنی قوم کو چھوڑنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لگے تو گڑگڑا کر رب العزت سے کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہمارا بھروسہ تجھ پر ہے۔

(2)﴿وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا﴾ ''اور تیری ہی جانب ہم نے رجوع کیا ہے'' یعنی ہم نے کفر سے ایمان کی طرف اور عبادت میں تیری توحید کی طرف رجوع کیا۔

(3) تیری اطاعت، تیری رضا اور ان نیک اعمال کی طرف لوٹے جو تیرا قرب عطا کرتے ہیں۔

(4)﴿وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور تیری ہی جناب میں ہماری واپسی ہے'' یعنی ہر چیز آپ کی طرف لوٹتی ہے اور آپ کے پاس اس کی انتہا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ آپ جیسے چاہیں فیصلہ کریں۔

(5) ہم نے اپنے سارے معاملات تیرے حوالے کر دیے اور ہم نے قیامت کے دن زندہ ہو کر آپ کے پاس پہنچنا ہے۔

(6) ہم تیرے پاس حاضر ہونے کی تیاری کر رہے ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں جو تیرے قریب کرتے ہیں۔

سوال 5: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اظہار بیزاری سے رشتہ داری کے بارے میں کیا حقیقت پتہ چلتی ہے؟

جواب: (1) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اظہار بے زاری سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنے والوں، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرنے والوں سے رشتے کا لحاظ نہیں رکھا جا سکتا۔

(2) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب رشتے دار رب کی نافرمانی کریں یا رب کی نافرمانی پر مجبور کریں یا اپنی مرضی مسلط کرنا چاہیں اور رشتے داری کا واسطہ دے کر رب کے تعلق کو ختم کرنا چاہیں تو ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنا جائز نہیں، جھکنا تو ان کو ہی پڑے گا جو رب سے، رب کے کام سے دشمنی رکھتے ہیں۔ رب سے تعلق رکھنے والا سمجھوتہ کرے گا تو اللہ کا مجرم بنے گا اور کل رشتے داری کام نہیں آئے گی۔ کل جدائی ڈال دی جائے گی۔ آج رشتے بچانا بھی چاہیں تو بچ نہیں پائیں گے۔

سوال 6: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے ساتھ رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے ذہنی اور زمانی رابطہ جوڑ کر کیسے مثال قائم کی؟

جواب: ﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا﴾ ''اے ہمارے رب! تجھ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پر توکل کیا۔ توکل رشتے اور تعلق کی بنیاد ہے۔ جس پر اعتماد ہوتا ہے، جس پر بھروسہ ہوتا ہے انسان اسی کی راہ نمائی پر آنکھیں بند کر کے چلتا ہے اور اسی رشتے کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ توکل اللہ سے رابطے کا، رشتے کو جوڑنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔

(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا﴾ ''اور تیری طرف ہم نے رجوع کیا'' یعنی ہر ایک سے منہ موڑ کے، تیرے دشمنوں سے محبتیں، تعلقات توڑ کر، اپنے خون کے رشتوں کو چھوڑ کر تیری طرف لوٹ آئے ہیں۔ انابت الی اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ذہنی، شعوری، دلی رشتہ ہے جس کی وجہ سے عملی طور پر ایک انسان اللہ کے لیے جیتا اور اسی کے لیے جان دینا چاہتا ہے۔

(3) ﴿وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور تیری طرف لوٹنا ہے'' سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سارے زمانوں کے تعلقات کو رب سے جوڑ لیا۔ انسان لوٹ جانے کو بھولتا ہے تو ادھر ادھر کے ناکارہ تعلقات میں اٹکتا ہے۔ لوٹ جانے کا احساس انسان کو دنیا میں رب سے جوڑے رکھتا ہے۔ یہ احساس، یہ شعور بہت بڑی دولت ہے۔ اسی سے انسان کی ہر سوچ رب کی طرف لوٹتی ہے۔ اسی سے رب کی رضا کے کام ہوتے ہیں۔ اسی سے انسان رب کی طرف focused رہتا ہے۔ یہی وہ محور ہے جس کے گرد انسان کی سوچوں اور سرگرمیوں کا دائرہ بنتا ہے۔

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ

'' اے ہمارے رب! ان لوگوں کے لیے تو ہمیں آزمائش نہ بنا جنھوں نے کفر کیا اور اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے،

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے''(5)

سوال 1: سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا ﴿رَبَّنَا ... الْحَكِيْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اے ہمارے رب! ان لوگوں کے لیے تو ہمیں آزمائش نہ بنا جنھوں نے کفر کیا'' یعنی ہم پر کافروں کو غلبہ نہ دینا۔ ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

(2) یعنی کافروں کو ہم پر مسلط کر کے ہمیں فتنے میں نہ ڈالنا۔

(3) یعنی ایسا نہ ہو کہ کافر ہمیں ان ایمان کے تقاضوں کے مطابق کیے جانے والے کاموں سے روک دیں جن پر عمل کرنے پر ہم قدرت رکھتے ہیں۔

(4) ایسا نہ ہو کہ ہم پر غلبہ پا کر کافر سمجھیں کہ وہ حق پر ہیں۔ اس طرح وہ کفر میں اور زیادہ بڑھ جائیں گے۔

(5) ﴿وَاغْفِرْ لَنَا﴾ ''اور ہمیں بخش دے'' اے ہمارے رب! ہم نے جو نیک اعمال انجام دیے جس میں ہم سے خطائیں ہوئیں ان کے بارے میں ہمیں معاف کر دیجیے اور جن گناہوں کا ارتکاب ہم نے کیا تو ہماری مغفرت فرما دے۔

(6) ﴿رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اے ہمارے رب! یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' یعنی اے ہمارے رب! جو العزیز ہے، تو بڑی عزت والا ہے۔ جو تیری پناہ میں آ گیا اس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔ تو الحکیم ہے اپنے اقوال میں حکیم، اپنے افعال میں حکیم اپنی شریعت میں اور اپنی تقدیر میں کمال حکمت والا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7) یا اللہ! تو اپنے غلبے، اپنی عزت اور اپنی حکمت سے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما دے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے اپنی صفت العزیز کا شعور دلایا ہے کہ اللہ غالب ہے وہ کافروں کے غلبے سے بچا سکتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ کافروں کے غلبے سے بچانے کے لیے تدابیر اور انتظام کر سکتا ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن

''بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے ان میں اچھا نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور جو

ع 1/6 7

يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾

منہ پھیرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بے پرواہ ہے، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔'' (6)

سوال 1: ﴿لَقَدْ...الْحَمِيدُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے ان میں اچھا نمونہ ہے'' رب العزت نے دوبارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے اسوہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔

(2) ﴿لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ ''اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے'' یعنی یہ پیروی صرف اس کے لیے آسان ہے جو آخرت کے دن اعمال کی جزا کی امید رکھتا ہو۔

(3) کیونکہ ایمان اور اجر و ثواب کی امید، بندے کے لئے ہر مشکل کام کو آسان اور ہر کثیر کو اس کے سامنے قلیل کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور انبیاء و مرسلین کی اقتدا کی موجب بنتی ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس کا بے انتہا محتاج اور ضرورت مند سمجھتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2753،2752/3)

(4) اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو شوق دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھو۔ قیامت ضرور آئے گی، اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے، ذرے، ذرے کا حساب ہوگا۔ ہر ایک عمل کا انصاف سے بدلہ ملے گا، جنت والوں پر انعامات کی بارشیں ہوں گی اور جہنم والوں پر آگ بھڑکے گی۔

(5) اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے والے ہی حالات و واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نصیحت پکڑتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس لیے وہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ پر چل سکتے ہیں۔

(6)﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّ﴾ ''اور جو منہ پھیرتا ہے'' جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی اطاعت سے منہ موڑتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

(7)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ ''تو یقینا اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بے پرواہ ہے، تمام تعریفوں کے لائق ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی کامل غنیٰ کا مالک ہے۔ حقیقی غنی وہی ہے جو کسی پہلو سے بھی مخلوق کا محتاج نہ ہو۔

(8) اللہ تعالیٰ الحمید ہے وہ اپنی ذات اور اپنے افعال میں قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے لیکن مخلوق اسے سراہتی ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات الغنی اور الحمید کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اللہ اور آخرت پر ایمان کی وجہ سے زندگی میں آنے والی تبدیلی سے شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ضرورت نہیں وہ الغنی ہے، بے نیاز ہے لیکن تم اس کے محتاج ہو۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کی تقلید کی وجہ سے اپنی صفت الحمید کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جانے والے اگر قابل تقلید ہو جاتے ہیں تو وہ تو اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ

''قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی رکھتے ہو جلد ہی دوستی پیدا کر دے اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

پوری قدرت رکھنے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (7)

سوال 1: اللہ تعالیٰ دو متضاد چیزوں کو جمع کر سکتا ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست بنا دے، اس کی وضاحت ﴿عَسَى اللّٰهُ ... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے کافروں سے دوستی کو ترک کرنے کا حکم دے کر ان سے اظہار بے زاری کی طرف رغبت دلا کر مسلمانوں کو امید دلائی ہے ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً﴾ ''قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی رکھتے ہو جلد ہی دوستی پیدا کر دے'' ہو سکتا ہے اور یہ عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان عداوت کی بجائے رغبت، نفرت کی بجائے محبت پیدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردے کیونکہ وہ دو متضاد چیزوں کو جمع کر سکتا ہے۔ وہ دو نفرت کرنے والوں میں محبت پیدا کر سکتا ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے انصار پر احسان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔'' (آل عمران:103)

(2) ﴿وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ پوری قدرت رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ دل بدلنے، حالات بدلنے اور محبت کے اسباب پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے مکہ فتح ہونے کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی۔

(3) ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یعنی جو مشرکوں میں سے اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے سامنے کوئی گناہ ایسا نہیں جسے وہ معاف نہ کردے۔ اپنی رحمت سے وہ سارے گناہ معاف کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الزمر:53)

(4) جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی نفرتیں محبتوں میں بدلنا شروع ہو گئیں اور وہ جو خون کے پیاسے تھے دست و بازو بن گئے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیر، غفور اور رحیم ہونے کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے دلوں پر اپنے اختیار کا شعور دلایا ہے کہ جو انسان کا چھپا ہوا معاملہ ہے، جس پر انسان اپنا اختیار سمجھتا ہے، رب اس معاملے کو بدلنے کی قدرت رکھتا ہے یقیناً وہ قدیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مسلمان بننے کا موقع دیا ان کو گناہوں کی معافی کے لئے مہلت دی۔ یقیناً وہ ''غفور'' ہے ''رحیم'' ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے نفرتوں کو محبتوں میں بدل دیا یقیناً وہ رحیم ہے۔

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

''اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمہیں تمھارے گھروں سے نکال

اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾

کرلائے کہ تم اُن سے نیکی کرو اور تم اُن کے ساتھ انصاف کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے'' (8)

سوال: مذہبی جنگ نہ کرنے والوں سے حسن سلوک جائز ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا يَنْهٰكُمُ ... الْمُقْسِطِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمہیں تمھارے گھروں سے نکال کرلائے کہ تم اُن سے نیکی کرو'' اللہ رب العزت نے جب کافروں سے دوستی ترک کرنے کا حکم دیا تو بعض مسلمانوں نے قریبی مشرک رشتے داروں سے تعلق کو گناہ سمجھا تو اللہ رب العزت نے آگاہ فرمایا کہ صلہ رحمی اس موالات کے دائرے میں نہیں آتی جسے حرام ٹھہرایا گیا۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ مشرک رشتے داروں سے صلہ رحمی سے نہیں روکتا مگر دو شرائط کے ساتھ کہ انہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہ کی ہو اور تمہیں گھروں سے نہ نکالا ہو۔

(3) رب العزت معروف طریقے سے صلہ رحمی اور انصاف کے ساتھ بدلہ دینے سے نہیں روکتا۔

(4) ﴿وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ﴾ ''اور تم اُن کے ساتھ انصاف کرو'' یعنی اللہ رب العزت مشرک رشتے داروں سے معروف طریقے سے انصاف کے ساتھ بدلہ دینے سے نہیں روکتا اور ان کافروں سے حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے مذہبی جنگ نہیں کی اور نہ ہی جنگ کرنے والوں کی مدد کی اور نہ تمہیں جلاوطن کرنے کی سازش کی۔

(5) کافر والدین کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک کرے جس کا تجھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علم بھی نہیں پھر اُن دونوں کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا میں اُن دونوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو اور اُس کے راستے پر چلو جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر میری طرف ہی تمہارا پلٹنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔" (لقمان:15)

(6) سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ میری والدہ نبی ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق لڑائی جھگڑا نہیں کرتے) (الممتحنۃ:8)" (صحیح بخاری:5978)

(7) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے" یعنی جو لوگوں سے انصاف کرتے ہیں اور انہیں ان کا حق دیتے ہیں اور وہ اپنے ساتھ بھی عدل کرتے ہیں یعنی جو ان کے ساتھ نیکی کرے وہ جواباً ان کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ (جامع البیان:69/28)

(8) اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے اسی وجہ سے انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے انصاف کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ (9) رب العزت نے کافروں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کی ترغیب دلائی ہے۔

(10) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انصاف کرنے والے رحمٰن کے دائیں جانب اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل و عیال میں عدل و انصاف کرتے ہوں گے۔" (مسلم:4721)

﴿اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

"درحقیقت اللہ تعالیٰ تمہیں صرف اُن سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے

وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی یہ کہ تم اُن سے دوستی کرو اور جو اُن سے دوستی کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں" (9)

سوال: جو عداوت پر تل جائیں ان سے دوستی چھوڑ دینے کا حکم ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ ... الظّٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ﴾ ''درحقیقت اللہ تعالیٰ تمہیں صرف اُن سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی یہ کہ تم اُن سے دوستی کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے دوستی چھوڑنے کا حکم دیا ہے جو تمہاری دشمنی پر تل گئے ہوں، جنہوں نے تم سے جنگ کی، جن لوگوں نے تمہیں گھر سے نکالا اور نکالنے میں دوسروں کی مدد کی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ انہی میں سے ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:51) (2) یعنی تم ایسے لوگوں سے محبت اور نصرت کا رشتہ نہ رکھو۔

(3) یعنی وہ تمہارے دوست نہیں اس لئے ان سے تعلق چھوڑ دو اور ان کی مدد نہ کرو۔

(4) ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اور جو اُن سے دوستی کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں'' یعنی جو کافروں سے دوستی رکھیں تو ان کی دوستی کے درجے کے مطابق انہیں عذاب دیا جائے گا۔

(5) ''تو وہی لوگ ظالم ہیں'' اور یہ ظلم موالات کے مطابق ہوگا۔ اگر کسی نے پوری پوری موالات اور دوستی رکھی ہے تو یہ کفر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سے نیچے (دوستی کے) بہت سے مراتب ہیں جن میں بعض بہت سخت اور بعض نرم ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2754/3) (6) ایسے کافروں سے محبت کرنے والے نااہل لوگوں سے محبت کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آگے پیش کرتے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومن عورتیں آئیں تو اُن کی جانچ پڑتال کر لیا کرو،

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ

اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے پھر اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ مومنہ ہیں تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ،

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ

یہ اُن کے لئے حلال نہیں اور وہ کافر ان کے لئے حلال نہیں ہوں گے اور جو (مہر) اُنہوں نے خرچ کیا اُنہیں دے دو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

7

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ

اور تم پر کوئی گناہ نہیں یہ کہ تم ان سے نکاح کرو جب ان کے مہر تم انہیں دے دو

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ

اور تم خود بھی کافر عورتوں کی عصمتوں کو روک کر نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے تم مانگ لو اور چاہیے کہ جو انہوں نے خرچ کیا ہے وہ مانگ لیں،

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے‘‘ (10)

سوال 1: مہاجر عورتیں جو دارالکفر سے دارالایمان کی طرف آئیں ان کے لئے جو حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... اِلَى الْكُفَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ﴾ ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومن عورتیں آئیں‘‘ رب العزت نے ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ جب مہاجر عورتیں دارالکفر سے دارالایمان کی طرف آئیں۔

(2) ﴿فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ ’’تو اُن کی جانچ پڑتال کر لیا کرو‘‘ یعنی اچھی طرح سے ان کی جانچ پرکھ کر لو تاکہ تم ان کے ایمان کی سچائی کو جان لو۔ (البحر المحیط: 256/8)

(3) ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ﴾ ’’اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے‘‘ یعنی ایمان کی صداقت کے بارے میں اصل علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ ایمان کی حقیقت کو خوب جانتا ہے کیونکہ وہ دلوں کے حال خوب جانتا ہے۔

(4) ﴿فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ﴾ ’’پھر اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ مومنہ ہیں تو اُنہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ‘‘ یعنی اگر اہل ایمان نے انہیں جانچ لیا اور ان کے ایمان کو سچا پایا ہو تو وہ ان عورتوں کو کفار کی طرف واپس نہ بھیجیں۔ سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) مومن عورتیں ہجرت کر کے آنے لگیں، سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بھی ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ وہ اس وقت جوان تھیں، تو ان کے خاندان والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کو ان کی طرف (صلح نامہ کی شرط کے مطابق) واپس کر دینے کے لیے سوال کیا۔ چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کے متعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت نازل فرمادی۔(بخاری:4180)

(5) صلح حدیبیہ میں اس شرط پر معاہدہ ہوا تھا کہ مکہ کے کافروں میں سے جو مسلمان ہو کر مدینہ آنا چاہے تو اسے مشرکوں کو واپس کردیا جائے گا اور اس عام لفظ میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ مردوں کے بارے میں رب العزت نے واپس لوٹانے سے نہیں روکا۔ جبکہ عورتوں کو واپس کرنے میں فساد کا اندیشہ تھا اس لئے رب العزت نے عورتوں کے بارے میں حکم دیا کہ جانچ پرکھ کرلو اگر ایمان میں سچی ہوں تو واپس نہ لوٹاؤ۔

سوال 2: مشرک مرد مسلمان عورتوں کے لئے حلال نہیں، ان عورتوں کے کافر شوہروں کو مہر دینے کے بعد مسلمان مردوں کے لئے ان سے نکاح کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ان کے مہر دیں، اس کی وضاحت ﴿لَا هُنَّ ... اُجُوْرَهُنَّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾ ”یہ اُن کے لئے حلال نہیں اور وہ کافران کے لئے حلال نہیں ہوں گے“ یعنی مسلمان عورتیں کافر اور مشرک مردوں کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کافر مرد ان کے لئے حلال ہیں۔ بہت بڑی خرابی کی رب العزت نے رعایت رکھی ہے اور شرط پورا کرنے کی بھی رعایت رکھی ہے۔

(2) ﴿وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا﴾ ”اور جو (مہر) اُنہوں نے خرچ کیا اُنہیں دے دو“ کہ ان عورتوں کے عوض ان کے شوہروں کو مہر دو اور وہ سب چیزیں بھی جو ان کافر مردوں نے انہیں دی ہیں واپس لوٹا دو۔

(3) ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ”اور تم پر کوئی گناہ نہیں یہ کہ تم ان سے نکاح کرو جب ان کے مہر تم انہیں دے دو“ یعنی اگر مسلمان عورتوں کے مہر ان کے کافر شوہروں کو لوٹا دیے ہیں اور نکاح کی ضروری شرائط پوری ہیں مثلاً عدت گزر جانا وغیرہ تو ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسی صورت میں بھی کہ دارالحرب میں ان کے مشرک شوہر موجود ہوں مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ آپ ان کے مہر انہیں دے دیں اور نان ونفقہ ادا کریں۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور مسلمانوں کے لیے مشرکین دو طرح کے تھے۔ ایک اہل حرب کے مشرک کہ جن سے آپ لڑائی کرتے تھے اور وہ آپ سے لڑائی کرتے تھے اور دوسرے عہد و پیمان والے مشرک (یعنی ذمی وغیرہ) کہ آپ ان سے جنگ نہیں کرتے تھے اور نہ وہ آپ سے جنگ کرتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت (مسلمان ہو کر) ہجرت کرکے (مدینہ) آتی تو اسے اس وقت تک پیغام نکاح نہ دیا جاتا جب تک اسے حیض نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آجاتا اور پھر اس سے پاک نہ ہوجاتی، جب وہ پاک ہوجاتی تو اس سے نکاح جائز ہوجاتا۔ اگر ان کے شوہر ان کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لینے سے پہلے ہجرت کر کے آجاتے تو یہ انہی کو ملتیں اور اگر مشرکین میں سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر ہجرت کرتے تو وہ آزاد سمجھے جاتے اور ان کے وہی حقوق ہوتے جو تمام مہاجرین کے تھے۔ (بخاری:5286)

(5) اس آیت میں رب العزت نے مسلمان عورتوں کی مشرکوں پر حرمت ثابت کردی ہے۔

(6) اس سے پہلے مسلمان خواتین کا مشرک اور کافروں سے نکاح جائز تھا مثلاً سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیعہ سے ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں اور ابو العاص مشرک تھے۔ بدر کی جنگ میں ابو العاص بھی ستر بدری قیدیوں میں شامل تھے۔ تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیہ میں وہ سونے کا ہار دیا جو ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں دیا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بدر کے واقعہ کے بعد مدینہ ٹھہری رہیں۔ پھر 8 ہجری میں ابو العاص مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے پہلے نکاح میں ہی انہیں ابو العاص کے پاس بھیج دیا۔ نیا نکاح اور نیا مہر نہیں باندھا۔ (ترمذی:1143)

سوال 3: کافر عورت جب تک اپنے کفر پر قائم ہے مسلمان مرد کے لئے حلال نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا ... اَنْفَقُوْا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ "اور تم خود بھی کافر عورتوں کی عصمتوں کو روک کر نہ رکھو" جب اللہ تعالیٰ نے کافر عورتوں کی ناموس کو قبضے میں رکھنے سے منع کیا ہے، تب ان کے ساتھ نکاح کی ابتدا تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔ (تفسیر سعدی:2755/3)

(2) سبب نزول: سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صلح نامے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اٹھو! اونٹوں کو نحر کرو اور سر منڈوا دو" راوی کہتا ہے: کہ اللہ کی قسم! صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک آدمی بھی نہیں اٹھا، یہاں تک کہ آپ نے تین بار یہی فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے لوگوں کی کیفیت بیان کی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، اے اللہ کے نبی! آپ چاہتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں؟ تو ایسا کیجیے کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیے! باہر جا کر اپنے اونٹوں کو نحر کر ڈالیے اور حجام کو بلوا کر سر منڈوا دیجیے۔ چنانچہ آپ باہر نکلے، آپ نے کسی سے بات نہیں کی بلکہ اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور حجام کو بلا کر سر منڈوا دیا۔ جب لوگوں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا تو سب کھڑے ہوگئے اور سب نے قربانی ذبح کردی اور پھر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے قریب تھا کہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کردیں۔ اس واقعہ کے بعد چند مومنہ عورتیں آپ کی خدمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوئیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمھارے پاس ہجرت کرنے والی مومن عورتیں آئیں تو اُن کی جانچ پڑتال کرلو۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پھر اگر تمھیں معلوم ہو کہ وہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار اُن کے لیے حلال ہیں۔ اور جو (مہر) اُنھوں نے خرچ کیے اُنھیں دے دو۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اُن عورتوں سے نکاح کرلو جب تم اُن کے مہر اُن کو دے دو۔ اور تم خود بھی کافر عورتوں کے نکاح کو باقی نہ رکھو۔“ تو اس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں کو جو ابھی تک شرک پر قائم تھیں، طلاق دے دی۔ بعدازاں ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کرلیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ (بخاری: 2731، 2732)

(3) ﴿ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ﴾ ”اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے تم مانگ لو اور چاہیے کہ جو اُنھوں نے خرچ کیا ہے وہ مانگ لیں“ یعنی جب تمھاری کافر بیویاں کافروں کے پاس واپس جائیں تو ان سے مال کا مطالبہ کرو جو تم نے ان پر خرچ کیا۔ جب کافر اپنی عورتوں کا مہر وصول کر سکتے ہیں تو مسلمان بھی کافر عورتوں کی واپسی کے لیے مہر وصول کرنے کے مستحق ہیں۔

(4) اس آیت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی زوجیت سے نکلنا قیمت رکھتا ہے، اگر کوئی فاسد کرنے والا عورت کے نکاح کو، رضاعت یا کسی اور سبب کی بنا پر فاسد کر دے، تو اس کے مہر کی ضمان ہے، یعنی مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔ (تفسیر سعدی: 2756/3)

سوال 4: ﴿ ذٰلِكُمْ ... حَكِیْمٌ ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ﴾ ”یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے“ یعنی یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

(2) ﴿ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ﴾ ”وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان فیصلے کرتا ہے۔

(3) صلح اور عورتوں کے استثناء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔

(4) ﴿ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ضروریات کو جاننے والا علیم ہے۔ وہ جانتا ہے کون سے احکامات تمھارے لئے درست ہیں۔ وہ حکیم ہے اپنی حکمت اور رحمت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق احکامات دیتا ہے۔(5) اللہ تعالیٰ بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔اس کے احکامات مصلحت پر مبنی ہیں۔

(6) اللہ تعالیٰ نے کافر عورتوں اور مومنہ عورتوں کے گھمبیر مسائل کا حل دے کر اپنے علم اور حکمت کا شعور دلایا ہے۔

﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ

''اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کفار کی طرف چلی جائے ،تو تم ان کے (شوہروں) کو بدلہ دو، چنانچہ جن کی بیویاں چلی گئی

اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾

ہیں انہیں اتنا دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ ذات کہ جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو''(11)

سوال 1:عورتوں کے بارے میں اللہ رب العزت نے جو حکم دیا ہے،اس کی وضاحت﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ... مُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ﴾''اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کفار کی طرف چلی جائے''یعنی اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جائے۔

(2)﴿فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا﴾''تو تم ان کے (شوہروں) کو بدلہ دو، چنانچہ جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انہیں اتنا دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا ہے''یعنی مال غنیمت میں سے اتنا مال دو جتنا انہوں نے مہر خرچ کیا۔

(3) جب کفار مسلمانوں سے اس مہر کا بدلہ وصول کرتے تھے جو ان کی بیویوں کے پاس مسلمانوں کی طرف چلا جاتا تھا تو مسلمانوں میں سے کسی کی بیوی کفار کے پاس چلی جائے اور وہ اس سے محروم ہو جائے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ مال غنیمت میں سے اس مال کا بدل عطا کر دیں جو مہر کی صورت میں اس نے اپنی بیوی پر خرچ کیا تھا۔

(4) مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور کافروں نے ٹھکرا دیا۔مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جب ان کی کوئی عورت تمہارے پاس چلی آئے تو اپنا خرچ نکال کر کچھ باقی بچے تو انہیں دے دو۔پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔

(5)﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ ذات کہ جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو''یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے فرائض ادا کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو۔

(6) یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ تم ہمیشہ تقویٰ اختیار کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اگر مسلمان کی بیوی کافر ہو تو اس کے جانے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: (1) اس کے جانے کی صورت میں حکم ہے فَعَاقَبْتُمْ پھر سزا یا بدلہ دو یعنی مسلمان عورتیں جو کافروں کے نکاح میں تھیں ان کافروں سے ملنے والے حق مہر میں سے ان مسلمان مردوں کو دے دو جن کی کافر بیویاں جا چکیں۔

(2) اس سے مراد یہ بھی ہے کہ کافروں سے جہاد کرو اور جو مال غنیمت ملے اس کو تقسیم کرنے سے پہلے جن کی بیویاں دار الکفر چلی گئی ہیں ان کے خرچ کے مطابق ادا کرو۔ مال غنیمت میں سے مسلمانوں کے نقصان کا ازالہ بھی سزا یا بدلہ ہے۔

(3) اگر مال غنیمت سے بھی ازالے کی صورت نہ ہو تو بیت المال سے ادا کرو۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ

''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں، اس بات پر تم سے بیعت کرتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک

شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَٰنٍ

نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ

يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ

لائیں گی اور کسی نیک کام میں وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دُعا

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ واقعی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (12)

سوال 1: عورتوں کی بیعت کی شرائط کی وضاحت ﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ ... رَّحِيمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَٰتُ﴾ ''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جب مومن عورتیں آپ ﷺ کے پاس آئیں۔

(2) ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْـًٔا﴾ ''اس بات پر تم سے بیعت کرتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی'' یعنی ان شرائط میں سے جن پر آپ ﷺ عورتوں سے بیعت لیں گے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کو عبادت کا مستحق سمجھیں گی اور یہ یقین رکھیں گی کہ تمام طاقتیں اور اختیارات صرف ایک اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں اور عبادت کی کوئی قسم، کوئی بھی فعل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں سمجھیں گی اور یہ یقین رکھیں گی کہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ساری مرادیں اور حاجتیں پوری کرتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے اور یہ کہ برتری صرف ایک اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

(3)﴿وَلَا يَسْرِقْنَ﴾ ''اور نہ چوری کریں گی'' یعنی لوگوں کا مال نہیں چرائیں گی۔ سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کنجوس آدمی ہے، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو، لہٰذا اگر میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے لوں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے مال میں سے دستور کے مطابق اس قدر لے لو جو تیرے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔'' (مسلم:4477)

(4)﴿وَلَا يَزْنِينَ﴾ ''اور نہ زنا کریں گی'' یعنی بے حیائی اور برائی کے کام نہیں کریں گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾ ''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور بُرا راستہ ہے۔'' (بنی اسرائیل:32)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے لئے آئیں تو آپ ﷺ نے اس سے یہ عہد لیا: ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْــــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ﴾ ''کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی'' (الممتحنۃ:12) تو اس نے حیا سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات پسند آئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اے خاتون! اس بات کا اقرار کرلو، واللہ! ہم نے بھی انہی باتوں پر آپ ﷺ سے بیعت کی ہے۔ اس نے کہا کہ (اگر تم نے ان باتوں پر بیعت کی ہے تو) پھر میں بھی بیعت کرتی ہوں۔ پس اس نے اس آیت کریمہ میں مذکور باتوں پر بیعت کرلی۔ (مسند احمد:25229)

(6)﴿وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ ''اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی'' جیسا کہ دور جاہلیت میں لوگ بیٹیوں کو قتل کردیتے تھے۔

(7) قتل اولاد سے مراد ہر قتل ہے خواہ پیدا ہونے سے پہلے کیا جائے یا پیدا ہونے کے بعد۔ اس میں وہ ساری تدبیریں بھی شامل ہیں جن سے حمل قرار نہ پائے۔

(8)﴿وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ﴾ ''اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی'' بہتان سے مراد غیر پر افترا پردازی ہے، یعنی وہ کسی بھی حالت میں افترا پردازی نہیں کریں گی، خواہ اس کا تعلق خود اپنے اور اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا شوہر کے علاوہ دوسرے کے ساتھ ہو۔ (تفسیر سعدی:2757/3)

(9)﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ ''اور کسی نیک کام میں وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں گی'' میمون بن مہران کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری معروف میں مقرر فرمائی ہے اور معروف ہی اطاعت ہے۔(تفسیر طبری)

(10) یعنی کسی بھی نیک کام میں، جس کا آپ حکم دیں، وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی کیونکہ آپ کا حکم معروف کے مطابق (نیک) ہی ہوگا۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ نوحہ کرنے، گریبان چاک کرنے، چہرہ نوچنے اور جاہلیت کی آواز نکالنے کی ممانعت میں آپ کی اطاعت کریں گی۔(تفسیر سعدی:2757/3)

(11) ﴿فَبَايِعْهُنَّ﴾ ''تو اُن سے بیعت لے لو'' یعنی ان شرائط پر آپ عورتوں سے بیعت لے لیں۔

(12) آپ جب مردوں سے بیعت لیتے تو بیعت کرنے والا ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کرتا تھا لیکن عورتوں کے لیے یہ طریقہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا، کبھی تو آپ ﷺ عورتوں سے عہد لے کر کہہ دیتے کہ تمہاری بیعت ہوگئی اور کبھی تو ایک چادر کا ایک سرا آپ پکڑتے اور دوسرا سرا عورت پکڑ کر عہد کرتی اور کبھی آپ پانی کے کسی پیالہ وغیرہ میں ہاتھ ڈالتے پھر بیعت کرنے والی عورت دوسرے سرے سے ڈال دیتی۔(تیسیر القرآن:432/4)

(13) سیدنا عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے آنے والی مومن عورتوں کا اس آیت کے مطابق امتحان لیا کرتے تھے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ سے ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں، اس بات پر تم سے بیعت کرلیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی معروف کام میں وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعائے مغفرت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''
سیدنا عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرلیتی تو رسول اللہ ﷺ اس سے زبانی ارشاد فرماتے: ''میں نے تم سے بیعت لے لی ہے۔'' اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا تھا۔ آپ ان سے مخاطب ہو کر زبانی یہ فرماتے ہوئے بیعت لیتے تھے: ''میں نے تم سے اس پر یہ بیعت لے لی۔'' (بخاری:4891)

(14) سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ﴾ ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں'' (الممتحنۃ:12) اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ نبی ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ نبی ﷺ نے اس کا کوئی جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر نبی ﷺ سے بیعت کی۔ (بخاری:4892) (15) اس بیعت میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کا ذکر نہیں ہے کیونکہ: (i) یہ ارکان اسلام ہیں اس لیے ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں تھی۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے خاص طور پر ان چیزوں کی بیعت لی جن کا عام طور پر خواتین ارتکاب کرتی تھیں۔

(16) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھی ہے۔ ان تمام بزرگوں نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی اور خطبہ بعد میں دیا تھا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم ﷺ اترے گویا اب بھی میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں، اس بات پر تم سے بیعت کرلیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔'' آپ ﷺ نے پوری آیت آخر تک پڑھی جب آپ ﷺ آیت پڑھ چکے تو فرمایا: ''تم ان شرائط پر قائم رہنے کا وعدہ کرتی ہو؟'' ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا: ہاں یارسول اللہ ﷺ! ان کے سوا اور کسی عورت نے (شرم کی وجہ سے) کوئی بات نہیں کہی۔ حسن کو اس عورت کا نام معلوم نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ عورتیں بلال کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔ (بخاری:4895)

(17) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے چھ امور کی بیعت لی تھی، اسی طرح ہم سے بھی اتنے امور کی بیعت لی، یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے، ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہیں کرو گے، اور نیکی کے کسی کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے، تم میں سے جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جس پر شرعی حد واجب ہوتی ہو، تو اگر اس کو دنیا میں اس جرم کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر سزا آخرت تک مؤخر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب بھی دے سکتا ہے اور معاف بھی کرسکتا ہے، جیسے اس کی مرضی ہوگی۔ (مسند احمد:23044)

(18) ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ﴾ ''اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے گناہوں کی مغفرت مانگیں یہ ان کی دل جمعی کے لئے ہوگی۔ (19) ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ واقعی بے حد بخشنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا، نہایت رحم والا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی مغفرت فرمانے والا اور گناہ گاروں پر احسان کرنے والا غفور ہے اور اس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور وہ ساری مخلوقات پر رحم کرنے والا رحیم ہے۔

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو بیعت لیتے وقت مغفرت کی دُعا کی خصوصی ہدایت کی گئی، حکمت واضح کریں؟

جواب: ایمانی معاہدے کے وقت انسان کو اپنی خطائیں اور غلطیاں بہت پریشان کرتی ہیں۔ انسان اپنے ماضی کے گناہوں پر اتنا نادم ہوتا ہے کہ اسے امید اور اعتماد چاہیے ہوتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے مغفرت کی دُعا کرنے کے لیے کہا گیا تاکہ ان کے دلوں پر مرہم کا کام کرے۔

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے یقیناً وہ آخرت سے اسی طرح

يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ﴾ ع 2/7/8

نا اُمید ہو گئے ہیں جیسے وہ کافر نا اُمید ہو چکے جو قبروں والے ہیں" (13)

سوال: کافروں سے ترکِ موالات کے حکم کی وضاحت ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ ... الْقُبُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے" یعنی ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں سے دور رہیں تو جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا یعنی یہودیوں پر، ان لوگوں سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں۔

(2) یعنی کافروں سے دوستی کے تعلقات ترک کر دو خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی کیونکہ اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں سے ناراض ہے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں۔

(3) ﴿قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ﴾ "یقیناً وہ آخرت سے اسی طرح نا اُمید ہو گئے ہیں جیسے وہ کافر نا اُمید ہو چکے جو قبروں والے ہیں" وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہیں۔ مایوس لوگوں سے دوستی نہ کرو انہیں رازدار نہ بناؤ۔ (4) جیسے زندہ کافر اپنے مردہ رشتے داروں سے مایوس ہیں کہ اب ان سے ملاقات نہ ہو گی۔

(5) کافر قیامت اور موت کے بعد کی زندگی کو نہیں مانتے اس لئے وہ مردوں سے ملاقات سے قطعی ناامید ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا اس لئے ان سے دوستی کرنے سے بچو ورنہ تم بھی آخرت کی بھلائی سے مایوس ہو جاؤ گے جیسے وہ محروم ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آيَاتُهَا 14 | 61 - سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ - 109 | رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس میں 2 رکوع اور 14 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 61 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 109 ہے۔

سوال 3: اس سورہ کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ ایک دن بیٹھے بیٹھے آپس میں یہ تذکرے کر رہے تھے کہ کوئی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ مگر ابھی کوئی کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد پہنچا اور ہم میں سے ایک ایک کو بلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوری سورت کی تلاوت کی۔ (مسند احمد: 452/5)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

"اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے" (1)

سوال 1: اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم کی تسبیح پوری کائنات کر رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ "اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے" زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کائنات کی ہر چیز زبان قال و زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح، اس کی پاکیزگی بیان کر رہی ہے۔

(2) ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ "اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے" اللہ تعالیٰ سب پر کامل غلبہ رکھتا ہے۔ جو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت کرتا ہے یا اس کا انکار کرتا ہے یا اس کی نافرمانی کرتا ہے اُن سے انتقام لینے میں وہ ان سب پر غالب ہے۔
(3) اللہ تعالیٰ العزیز ہے اس کے سامنے سب سرنگوں ہیں، جھکے ہوئے ہیں۔
(4) ﴿الْحَكِيمُ﴾ "کمال حکمت والا ہے" وہ اپنے افعال، اپنی شریعت، اپنے امر اور اپنی تقدیر میں کمال حکمت والا ہے۔ (الاساس فی التفسیر)

سوال 2: اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم کی تسبیح پوری کائنات کر رہی ہے، آغاز میں تسبیح کی بات لا کر اہلِ ایمان کو کیا سمجھایا گیا ہے؟
جواب: (1) اہلِ ایمان کو سمجھایا گیا ہے کہ تمہارا دین توحید ساری کائنات کا دین ہے۔ (2) تم اس دین کے امین ہو۔
(3) جو لوگ اس دین کے دشمن ہیں وہ اس کی روشنی کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ نے یہ دعوت دی ہے کہ اس دین کی مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ اسے غالب کرنا چاہتا ہے تاکہ کائنات کا اور انسان کا ایک دین ہو جائے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟
جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے ایک دین سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے۔ اُس کے غلبے کی وجہ سے کائنات ایک قانون کی پابند ہے۔
(2) اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ایک دین سے اپنی صفت الحکیم کا شعور دلایا ہے۔ یہ اس کی حکمت ہے کہ اُس نے کائنات کو اس طرح منظم کیا ہے کہ وہ جب سے وجود میں آئی ہے بے خطا نظام کی بے مثال گواہی بن گئی ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو؟" (2)

سوال: عمل نہ کرنے اور وعدہ خلافی کی جو مذمت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ...تَفْعَلُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟
جواب: (1) ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو؟" یعنی اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کی تصدیق تم اپنے عمل سے نہیں کرتے۔ تمہارے اعمال تمہارے اقوال کی مخالفت کرتے ہیں۔ (جامع البیان: 87/28)
(2) سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا: "قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چکی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے: اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا: جی ہاں! میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا لیکن میں انہیں خود کیا کرتا تھا۔" (بخاری:3267)

(3) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا اس کے اس کی امت میں سے حواری اور (مخلص) ساتھی ہوتے جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ کام تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو شخص ان سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو شخص ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا (درجہ) نہیں۔" (مسلم:179)

(4) قاشانی نے کہا: حقیقی ایمان کے لوازمات میں سچائی اور ارادوں کی پختگی ہے اور ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ سے مراد جھوٹ کا بار اٹھانا اور وعدہ خلافی کرنا ہے۔ تو جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس پر ان دونوں سے اجتناب لازم ہے۔ یہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ان کے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (تفسیر قاسمی:141/16)

(5) اس آیت میں اس شخص کی مذمت ہے جو وعدہ خلافی کرے اور زبان سے کہہ کر اس پر عمل نہ کرے۔ ایفائے عہد کو ہر پہلو سے واجب قرار دینے پر یہ آیت دال ہے یعنی وعدے میں تاکید ہو یا نہ ہو ہر حال میں اسے پورا کرنا واجب ہے۔ ایک مشہور حدیث میں ہے: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔" (بخاری، مسلم) (مختصر ابن کثیر:2054/2)

(6) شانِ نزول: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بعض مومنوں نے جہاد کی فرضیت سے پہلے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عمل بتا دیتا جو اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہوتا تاکہ ہم اس پر عمل پیرا ہوتے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل میرے نزدیک ایمان ہے جو شک و شبہ سے پاک ہو اور بے ایمانوں سے جہاد کرنا ہے تو بعض مسلمانوں پر یہ گراں گزرا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جنہیں نہیں کرتے۔ ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد منافق ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے لیکن وقت پر پورا نہ کرتے، زید بن اسلم رحمہ اللہ جہاد مراد لیتے ہیں۔ (ابن کثیر:343,342)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو''(3)

سوال: قول وفعل کا تضاد رب العزت کے نزدیک کیوں ناپسندیدہ ہے، اس کی وضاحت ﴿كَبُرَ مَقْتًا ... تَفْعَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو'' قول وفعل میں تضاد نفاق کی علامت ہے۔ قول وفعل میں تضاد کی وجہ سے انسان کے اندر کھوٹ آ جاتا ہے۔ انسان کا قلب روشنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ جیسے بلب فیوز ہو جائیں تو روشنی کے لئے ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے، ایسے ہی بجھے ہوئے دل سے، کھوٹے دل سے فطری روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ جب دل تاریک ہو جاتا ہے تو انسان کی عملی زندگی اندھیروں میں ڈوب جاتی ہے۔ وہ ایک بے عمل انسان بن جاتا ہے، بے اطمینانی کا شکار رہتا ہے اور معاشرے کے لئے مفید کارکن ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کی زندگی بے کار، بے مصرف اور بے مقصد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی انسان زمین کا بوجھ ہیں۔ اسی وجہ سے قول وفعل کا تضاد رب العزت کو سخت ناپسند ہے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق میں سے ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو وفا نہ کرے اور جب اختلاف ہو تو جھگڑا کرے۔'' (بخاری:34)

(3) یعنی تم نیکی کی باتیں کرتے ہو، لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دیتے ہو، اس پر لوگ تمہاری تعریف بھی کرتے ہیں اور تمہاری صورت حال یہ ہے کہ تم خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ تم لوگوں کو برائی سے روکتے ہو اور اپنے آپ کو بعض اوقات اس برائی سے پاک قرار دیتے ہو حالانکہ تم وہ برائی کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی والی بات ہے کہ انسان دوسروں کو ایسی بات کہے جو خود نہ کرتا ہو۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟'' (البقرۃ:44)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اُس کے راستے میں صف بستہ ہو کر جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں" (4)

سوال: ﴿اِنَّ اللّٰهَ... مَّرْصُوْصٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اُس کے راستے میں جہاد کرتے ہیں" یعنی اس کے دین کے راستے میں اور اس کی شریعت کے ضمن میں، نہ اس کے غیر کے راستے میں اور نہ شریعت سے نکلنے والے ہو کر۔ (الاساس فی التفسیر: 5879,5878/10)

(2) مومنوں نے تو کہا: ہم اس سے محبت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعمال کی خبر دے جو اسے محبوب ہیں اگرچہ اس راستے میں ہمارے مال اور ہماری جانیں چلی جائیں۔ (فتح القدیر: 269/5)

(3) سیدنا مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کہنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جب یہ آیت اتری اور معلوم ہوا کہ جہاد سب سے زیادہ عمدہ عمل ہے تو آپ نے عہد کر لیا کہ میں تو اب سے لے کر مرتے دم تک اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر چکا ہوں چنانچہ اسی پر قائم رہے یہاں تک کہ فی سبیل اللہ شہید بھی ہو گئے۔ (ابن کثیر: 343)

(4) ﴿صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ "صف بستہ ہو کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں" الرص کے معنی تعمیر کو ایک دوسرے کے ساتھ پیوست اور مستحکم کرنے کے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پتھر کو پتھر پر رکھ کر پتھریاں اور روڑیاں ملا کر گارا ڈالنے کو اہل مکہ رصاص کہتے ہیں۔ امام راغب رحمہ اللہ ﴿بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ کے معنی مستحکم کے لیتے ہیں۔ یہ کنایہ ہے جنگ میں کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر چلنے کے جیسا کہ فراء رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ روح وصراح میں رص کے معنی چونہ سے گچ کرنے کے ہیں۔ (تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین: 511/6)

(5) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب اور اس بات کی تعلیم ہے کہ انہیں جہاد میں کیا کرنا چاہیے؟ ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ جہاد میں ایک دوسرے کے ساتھ برابر کھڑے ہو کر صف بندی کریں اور صفوں میں کوئی خلل واقع نہ ہو، صفیں ایک نظم اور ترتیب کے مطابق ہوں، جس سے مجاہدین کے مابین مساوات اور ایک دوسرے کے لئے قوت اور دشمن پر رعب طاری ہوتا ہو اور اس سے مجاہدین میں ایک دوسرے کے لئے نشاط پیدا ہوتا ہو بنا بریں جب لڑائی کا وقت آ جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے اصحاب کرام کی صف بندی کرتے اور ان کو ان کی اپنی اپنی جگہوں پر اس طرح ترتیب دیتے جہاں وہ ایک دوسرے پر بھروسہ نہ کریں بلکہ ہر دستہ اپنے مرکز کے ساتھ رابطے کا اہتمام رکھتا اور اپنی ذمہ داری کو پورا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا، اسی طریق کار سے کام پایہ تکمیل کو پہنچتا اور کمال حاصل ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 2759/3)

(6) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص کا گزر ایک گھاٹی سے ہوا، جہاں میٹھے (خوش گوار) پانی کا ایک چشمہ بہتا تھا۔ اس کا ذائقہ اسے اچھا لگا، اس نے سوچا، اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر یہاں ٹھہر جاؤں (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں تو کتنا اچھا ہو) تاہم میں یہ کام اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ بعدازاں اس نے سارا ماجرا رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرنا، بے شک تم میں سے کسی کا جہاد فی سبیل اللہ میں کھڑے ہونا گھر کی ستر (70) سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے؟ سو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو۔ (سنو!) جو شخص اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑا اس پر جنت واجب ہو گئی۔'' (ترمذی: 1650، مسند احمد: 68/2 ح: 2382)

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: ''اے میری قوم! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ یقیناً تم جانتے ہو بلاشبہ میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

تمہاری جانب اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾

نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (5)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ایذاء پہنچانے پر ان سے جو خطاب کیا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذْ قَالَ ... الْفٰسِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ﴾ ''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا:'' یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے حالات پر انہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے کہا۔ (2) ﴿يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ﴾ ''اے میری قوم! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟'' یعنی تم مجھے اپنی باتوں اور اپنے طرز عمل سے کیوں اذیت دیتے ہو۔

(3) ﴿وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ﴾ ''حالانکہ یقیناً تم جانتے ہو بلاشبہ میں تمہاری جانب اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں'' یعنی تم سمجھتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں اس کے باوجود مجھے اذیت دیتے ہو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) یعنی رسول کی عزت کرنا، اس کے احکامات کی فرماں برداری کرنا اور اس کے فیصلوں کو قبول کرنا رسول کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کے بعد رسول کا تم پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ تم یہ سب کچھ جاننے کے باوجود رسول کو اذیت دیتے ہو؟

(5) اس آیت میں نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی قوم اذیت پہنچا رہی ہے تو آپ پریشان نہ ہوں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی لوگوں نے تنگ کیا تھا جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ میری سچائی تم پر روشن ہے پھر مجھ پر ایمان کیوں نہیں لاتے، انہوں نے صبر کیا اور آپ ﷺ بھی صبر سے کام لیں۔ (6) نبی ﷺ نے فرمایا: ”سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو، سب سے زیادہ انہیں ستایا گیا مگر وہ صبر ہی کرتے رہے۔“ (صحیح بخاری:3405)

(7) ﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ ”پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا“ یعنی جب وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایذائیں دے کر حق سے کترا کر باطل کی طرف جھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ہدایت سے ٹیڑھے کر دیے۔ (ایسر التفاسیر:1622,1621) (8) یعنی ان کی کج روی کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت کی توفیق نہ دی۔

(9) یعنی جب وہ جان بوجھ کر حق کی پیروی کرنے سے ہٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے ان کے دل پھیر دیے اور ان کے دلوں میں شک پیدا کر دیا۔

(10) اللہ تعالیٰ کی یہ سُنّت ہے کہ جو انسان کفر اور گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے اُس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ جب کسی کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں تو نافرمانیاں کرنا، کفر کرنا، ظلم کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے جس کو تبدیل کرنے کی کوئی استطاعت نہیں رکھتا۔

(11) ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ ”اور جو رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی اور اہلِ ایمان کے راستے کے علاوہ کسی اور کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُدھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت ہی بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔“ (النساء:115)

(12) اس آیت میں ایمان والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تنگ نہ کرنا۔ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک ثابت کر دیا اُن باتوں سے جو انہوں نے کہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت مرتبے والا تھا۔“ (الاحزاب:69)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(13)﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا جو فاسق ہیں۔

(14)اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو گمراہ کرنا اس کا ظلم نہیں اور نہ بندوں پر اس کی کوئی حجت ہے بلکہ اس گمراہی کا سبب وہ خود ہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو پہچان لینے کے بعد اپنے آپ پر ہدایت کے دروازے خود بند کر لیے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ بدلے کے طور پر سزا دیتے ہوئے اور اپنے عدل کی بنا پر ان کو گمراہی اور کج روی میں مبتلا کرتے ہوئے ان کے دلوں کو بدل ڈالتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسے پہلی بار وہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں گے۔'' (الانعام:110) رسول کا اکرام و تعظیم، اس کے احکامات کی تعمیل اور اس کے فیصلے کو قبول کرنا رسول کا حق ہے۔ رہا رسول کو اذیت پہنچانا جس کا مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے بعد سب سے بڑا احسان ہے، تو یہ سب سے بڑی بے شرمی، جسارت اور صراط مستقیم سے انحراف ہے جسے جان بوجھ کو انہوں نے ترک کر دیا۔(تفسیر سعدی:2760/3)

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا

''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: ''اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس تورات کی تصدیق

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا

کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔''

جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

چنانچہ جب وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ''یہ کھلا جادو ہے''(6)

سوال: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل سے خطاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خوش خبری دینے کی وضاحت ﴿وَاِذْ قَالَ...مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا'' رب العزت نے بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی دشمنی کے بارے میں آگاہ فرمایا جن کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دعوت دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ ”اے بنی اسرائیل!“ یعنی اے اولا دیعقوب جن کا لقب اسرائیل ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اے میری قوم نہیں کہا جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیونکہ وہ ان میں سے نہیں تھے، وہ بن باپ کے پیدا ہوئے اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔

(3)﴿اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ﴾ ”یقینا میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں“ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں بھلائی کی طرف بلاؤں اور برائی سے روکوں۔

(4)﴿مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ﴾ ”اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی“ یعنی میں پہلے آنے والی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور وہی کچھ لے آیا ہوں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام تورات اور شریعت میں سے لے کر آئے تھے۔ اگر میں نبوت کا ایسا مدعی ہوتا جو اپنے دعوائے نبوت میں سچا نہ ہوتا تو میں ایسی چیز لاتا جسے انبیاء اور مرسلین لے کر نہیں آئے۔ میرا اپنے سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ تورات سے میری بعثت کی خبر اور میرے آنے کی خوش خبری دی ہے اور مجھے تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی:2761/3) (5)(i) تورات کی تصدیق کا مطلب یہ تھا کہ تورات اور انجیل کا ماخذ ایک ہے۔

(ii) اس تصدیق میں حکمت یہ تھی کہ جیسے تم سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام اور سیدنا داؤد علیہ السلام پر ایمان لائے تھے ایسے ہی مجھ پر بھی ایمان لے آؤ۔

(6)﴿وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ ”اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا“ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نبی ﷺ کے آنے کی خوش خبری دی۔

(7) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی (یعنی عاقب) ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ اور نبی الرحمہ ہوں۔“ (مسلم:2355)

(8) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حشر میں میرے بعد جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں۔“ (صحیح بخاری:4896)

(9) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں، عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے خواب دیکھا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ ان میں سے ایسا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔'' (مسند احمد:5/262)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''جو لوگ اُس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی نبی ہے، جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ اُن کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور انہیں برائی سے روکتا ہے اور اُن کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں اُن پر حرام کرتا ہے اور اُن پر سے ان کے وہ بوجھ اور طوق اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اُس کو قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی اتباع کی جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔'' (الاعراف:157)

(11) ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''چنانچہ جب وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا'' یعنی جب محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلائل لے کر آ گئے جن کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور جو اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

(12) ﴿قَالُوْا﴾ ''تو انہوں نے کہا:'' تو انہوں نے حق کی دشمنی کی وجہ سے آپ ﷺ کو جھٹلاتے ہوئے کہا۔

(13) ﴿هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''یہ کھلا جادو ہے'' انہوں نے قرآن کو کھلا جادو قرار دیا جیسا کہ فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اور یہود نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ

''اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑے جب کہ وہ اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو؟

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (7)

سوال: مشرک بڑے ظالم ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ ''اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑے'' یعنی اس سے بڑا کوئی ظالم نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اس کی طرف اولاد اور شریکوں کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

منسوب کرے۔(2) یعنی اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دیئے ہوئے کو حرام یا حرام کیے ہوئے کو حلال قرار دے کر کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(3)﴿وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ﴾ ''جب کہ وہ اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو؟'' جب کہ اسے توحید کی طرف بلایا جا رہا ہو۔(4) یعنی اس پر اسلام کے دلائل واضح کیے جا رہے ہوں۔

(5)﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' یعنی جو لوگ اپنے ظلم پر قائم ہیں، جنہیں کوئی نصیحت اپنے ظلم سے باز نہیں رکھ سکتی نہ کوئی دلیل و برہان اس سے ہٹا سکتی ہے، خاص طور پر یہ ظالم لوگ جو حق کے مقابلے میں کھڑے ہوئے ہیں تاکہ اسے ٹھکرا دیں اور باطل کی مدد کریں۔(تفسیر سعدی:2762/3)

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ

''وہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہنے والا ہے

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾

اگرچہ کافر ناپسند کریں''(8)

سوال: اللہ تعالیٰ کا نور پورا ہو کر رہے گا، اس بشارت کی وضاحت ﴿يُرِيْدُوْنَ ... الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ ''وہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں'' یعنی یہ ان کا ارادہ، ان کی آرزو ہے کہ وہ اپنی فاسد باتوں سے، باطل کے تیز جھونکوں سے حق کا نور بجھا دیں۔ جو حق کو ٹھکرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پھونکوں سے سورج کی روشنی کو بجھانا چاہے۔ سورج کی روشنی پر سارے جہان کے انسانوں کی پھونکوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ظالموں کی سازشوں سے اسلام کی روشنی نہیں بجھ سکتی۔

(2) یعنی وہ نبی ﷺ کو جادوگر کہتے ہیں جب کہ آپ ﷺ جادو لے کر نہیں آئے۔(جامع البیان:91/28)

(3)﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ﴾ ''حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ حق کا اعلان کرتا ہے اور اپنے دین کا اظہار کرتا ہے اور محمد ﷺ کا مددگار ہے۔ یہ اس کے نور کا اتمام ہے۔(4) یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔

(5) ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد قرآن ہے۔(جامع البیان:91/28)

(6) یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کو مکمل کیے بغیر، اسلام کو اتمام تک پہنچائے بغیر نہیں رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''اگرچہ کافر ناپسند کریں'' یعنی کافروں کو ناپسند ہو اور اسلام کی روشنی کو دیکھ کر ان کی نظریں چندھیا جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے والا نہیں۔

(8) یعنی کافر اس نور کو بجھانے کی کوشش کریں گے تو مغلوب ہوں گے۔

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾﴾ ''وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مُونہوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ نہیں مانتا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگرچہ کافر لوگ بُرا جانیں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرک لوگ بُرا جانیں۔'' (التوبہ:33,32)

﴿هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کر دے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

اگرچہ مشرک ناپسند کریں'' (9)

ع 1 9

سوال 1: غلبہ دین حق کی بشارت کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِيْۤ...الْمُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هُوَ الَّذِيْۤ﴾ ''وہ ہے جس نے'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے۔

(2)﴿اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ﴾ ''اپنے رسول کو بھیجا'' یعنی جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا ہے۔

(3)﴿بِالْهُدٰى﴾ ''ہدایت کے ساتھ'' یعنی اس نے اپنا رسول نفع مند علم اور عمل صالح کے ساتھ بھیجا۔ (4)﴿وَدِيْنِ الْحَقِّ﴾ ''اور دین حق'' یعنی اللہ تعالیٰ کے دین اور اسلام کے ساتھ۔

(5)﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ ''تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کر دے'' یعنی وہ دین حق جس کے ساتھ محمد ﷺ کو بھیجا ہے اس دین کو حجت اور دلیل کے ذریعے تمام ادیان اور اہل دین پر یعنی باطل قوتوں پر غالب کر دے۔

(6) یعنی کوئی اس دین پر دلیل سے غالب نہیں آ سکتا نہ اس کے بارے میں جھگڑا کرنے والا اس کو زیر کر سکتا ہے۔

(7)﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ ''اگرچہ مشرک ناپسند کریں'' یعنی مشرک خواہ کتنا ناپسند کریں یہ دین غالب آ کر رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ اس کا دین غالب ہو کر رہے گا اگر چہ مشرک ناخوش ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

سوال 2: غلبہ دین کے مراحل کیا ہیں؟

جواب: (1) غلبہ دین کا آغاز دین کے علم سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

(2) اسلام علمی تحریک ہے۔ جب تک مسلمان علمی میدان میں ترقی نہیں کریں گے غلبہ مقدر نہیں ہو سکتا۔

(3) اسلام کے غلبے کے لئے ایسی شخصیات کی تیاری کی ضرورت ہے جو غلبۂ دین کے لئے کام کریں، جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جو مؤمن، مخلص اور محسن ہوں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غلبۂ دین کے لئے تعلیم کے ساتھ تربیت ضروری ہے۔

(4) اسلام کے غلبہ کے لئے Knowledge کی Islamisation ضروری ہے۔ علم کی بنیادوں کو عقیدے کی بنیاد پر درست کئے بغیر غلبے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(5) غلبۂ اسلام کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار اختیار کرنا ضروری ہے یعنی دعوت اور جہاد۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں ایک ایسی تجارت کی طرف تمہاری راہ نمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟(10)

سوال: دردناک عذاب سے نجات دینے والی تجارت کی وضاحت ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... اَلِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو!“ یعنی اے وہ لوگو جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔

(2) ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ﴾ ”کیا میں ایک ایسی تجارت کی طرف تمہاری راہ نمائی کروں“ یعنی کیا اس عظیم تجارت کی طرف آپ کی رہنمائی کروں۔

(3) ﴿تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ”جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟“ یہ ارحم الراحمین ہستی کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے سب سے بڑی تجارت، جلیل ترین مطلوب اور بلندترین مرغوب کی طرف راہ نمائی، دلالت اور وصیت ہے، جس کے ذریعے سے المناک عذاب سے نجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمت کے حصول میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طریقے سے پیش کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بصارت والا ہر شخص اس میں رغبت رکھتا ہے اور ہر عقل منداس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ گویا کہا گیا ہے کہ وہ کون سی تجارت ہے جس کی یہ قدر ہے؟ (تفسیر سعدی:2764/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ”یقینا اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں کہ یقیناً اس کے بدلے میں ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں، چنانچہ وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ذمے پکا وعدہ ہے، اور کون اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے؟ تو اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو تم نے اللہ تعالیٰ سے سودا کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (التوبۃ:111)

(5) سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ عمل پوچھنا چاہا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ محبوب ہے تاکہ وہ اس کی سعادت سے فیض یاب ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری۔ اس سورت کی یہ آیت ہے جو اس سلسلے میں اتری۔ پھر اس جلیل الشان تجارت کی وضاحت فرمائی جو روبہ انحطاط ہونے والی نہیں اور جو منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے اور جہنم کے خطرناک اور دردناک گڑھوں سے بچانے والی ہے۔ (مختصر ابن کثیر:2059/2)

﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ

”اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو،

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

اگر تم جانتے ہو تو تمھارے لیے یہ بہت بہتر ہے“ (11)

سوال: ﴿تُؤْمِنُوْنَ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ”اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ“ ابن ابی حاتم نے سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت (الصف:10) نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا: اگر ہم جانتے کہ یہ تجارت کیا ہے تو ہم اس میں اپنے مال اور گھر والوں کو لگاتے تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (تفسیر منیر:554/14)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2) ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا کہ احد کے دن میدان جنگ سے بھاگنے کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔ اور نیز سیدنا سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں الخ، تو اس پر مسلمان بولے کاش ہمیں اس تجارت کا علم ہو جاتا کہ وہ کیا ہے تو ہم اس میں اپنے مالوں اور گھر والوں کو دے دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عباس:371/3)

(3) یعنی تم اللہ تعالیٰ کے رب اور الٰہ ہونے کی تصدیق کرو اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے کی تصدیق کرو۔ (ایسر التفاسیر:1624،1625) (4) یعنی ایمان صادق جس میں شک اور نفاق کا شبہ نہ ہو۔ (صفوۃ التفاسیر:353/3)

(5) ﴿وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے میں جہاد کرو اور اپنے مالوں اور جانوں کو اس کے راستے میں لگاؤ۔ (جامع البیان:93/28) (6) یعنی جان اور مال لگانے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے کلمے کی سربلندی ہو۔

(7) جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک نفس سے ہوا اور وہ شہوات سے رکنا اور طمع سے رکنا اور خلق پر رحم اور شفقت کرنا ہے اور دوسرا دشمنوں سے جہاد اور ان کی زیادتیوں کو روکنا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے دین کو نشر کرنا ہے۔ (تفسیر منیر:555/14)

(8) ﴿ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ''اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لیے یہ بہت بہتر ہے'' یعنی یہ راس المال ہے جو تم آگے بھیجو گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے، اپنے نفس، مال اور بیٹوں کے ساتھ تجارت کرنا بہتر ہے اگر تم اس کے فائدوں کو چاہتے ہو۔ (ایسر التفاسیر:1625)

(9) اگرچہ یہ نفوس کے لئے ناگوار اور ان پر شاق گزرتا ہے مگر یہ ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ''اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے'' کیونکہ اس میں دنیاوی بھلائی ہے، یعنی دشمنان اسلام پر فتح و نصرت ہے اور عزت ہے جو ذلت کے منافی ہے، وسیع رزق اور انشراح صدر اور اس کی کشادگی ہے۔ (تفسیر سعدی:2764/3)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ ''یقیناً مومن وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا اور انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔'' (الحجرات:15)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح نکلا کہ میری راہ میں جہاد، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے ہی اسے نکلنے پر مجبور کیا تو میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اس کے مسکن تک جہاں سے وہ نکلا ہے اس طرح واپس لاؤں کہ وہ اجر یا غنیمت سے مالا مال ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی شخص کو جو بھی زخم آئے گا وہ قیامت کے دن اسی زخمی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا۔ اس زخم کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر میری امت کے لیے تکلیف دہ نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ رہتا لیکن نہ تو میرے پاس اتنی وسعت ہے کہ میں ان سب کو سامان جنگ مہیا کر سکوں اور نہ ان کو خود ہی اس قدر وسعت حاصل ہے۔ مسلمانوں کو یہ بھی ناگوار گزرتا ہے کہ میں کسی مہم کے لیے نکلوں اور وہ پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں۔'' (صحیح مسلم:4859)

(12) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اس کی پشت پر اللہ کے راستے میں اڑا جا رہا ہو۔ جب وہ دشمن کی آواز سنے یا خوف محسوس کرے تو اڑ کر وہاں پہنچ جائے، ہر اس جگہ قتل اور موت کو تلاش کرتے ہوئے یا اس شخص کی زندگی بہتر ہے جو چند بکریاں لے کر پہاڑ کی ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوۃ ادا کرتا ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہاں تک کہ اسے اس حالت میں موت آئے اور سوائے خیر کے لوگوں کے کسی معاملے میں نہ پڑتا ہو۔'' (صحیح مسلم:4889) (13) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر بھی کوئی عبادت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم وہ عبادت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ یہ سوال آپ کے سامنے دو یا تین مرتبہ دہرایا گیا اور ہر مرتبہ کے جواب میں یہ فرمایا: ''تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے'' اور تیسری مرتبہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو روزہ دار ہو کر نماز میں کھڑا رہے، اللہ تعالیٰ کی آیات کا مطیع ہو، وہ اس وقت تک نہ روزے میں وقفہ آنے دے، نہ نماز میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس آ جائے۔'' (صحیح مسلم:4869)

(14) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تصدیق کرے، اللہ تعالیٰ ایسے مجاہد کو (قتل ہونے کی صورت میں) جنت میں داخل ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمانت دیتا ہے یا (زندہ رہنے کی صورت میں) اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اسے اسی گھر میں جہاں سے وہ نکلا تھا بھرپور اجر اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لائے۔" (مسلم:4861)

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً

"وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ابدی جنت کے پاکیزہ

فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

گھروں میں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے" (12)

سوال: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی جانے والی تجارت کا نفع کیا ہے، اس کی وضاحت ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ... الْعَظِيمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ﴾ "وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا" اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی جانے والی تجارت کا نفع یہ ہے: (i) گناہوں کی معافی۔ (ii) جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ۔

(2) ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ "وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا" اس میں صغیرہ اور کبیرہ سب گناہوں کی مغفرت شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور جہاد سب گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اگرچہ وہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(3) ﴿وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ﴾ "اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں" یعنی اس کے مساکن، اس کے محلات، اس کے بالاخانوں اور اس کے درختوں کے نیچے ایسے پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں گی جس میں بو نہ ہوگی، ایسے دودھ کی نہریں جاری ہوں گی جس کا ذائقہ متغیر نہ ہوگا، ایسی شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دے گی اور خالص شہد کی نہریں ہوں گی اور جنت کے اندر ان کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:2765/3)

(4) ﴿وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ "اور ابدی جنت کے پاکیزہ گھروں میں" عدن کے معنی رہنے کے بھی ہیں اور یہ جنت کے ایک حصہ کا نام بھی ہے اس لئے ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ کا مطلب عدن کے باغ بھی ہو سکتا ہے اور ہمیشہ رہنے والے باغ بھی۔ (اشرف الحواشی:659/1)

(5) اس کو ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ اس لئے کہا گیا ہے کہ اہل جنت اس میں ہمیشہ مقیم رہیں گے اور اس سے کبھی نکلیں گے نہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے منتقل ہونا چاہیں گے۔ یہ ثواب جزیل اور اجر جمیل ہی درحقیقت بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس جیسی کوئی اور کامیابی نہیں ہے اخروی ثواب۔

جنت میں ہر اچھی چیز جمع ہوگی، بلندی، ارتفاع، عمارتوں کی خوبصورتی اور سجاوٹ، حتیٰ کہ اہل علیین کو دیگر اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جیسے مشرقی یا مغربی افق میں چمک دار ستارہ دیکھا جاتا ہے حتیٰ کہ جنت کی (عمارتوں کی) تعمیر کی کچھ اینٹیں سونے کی ہوں گی کچھ چاندی کی، اس کے خیموں میں موتی اور مرجان جڑے ہوئے ہوں گے، جنت کے بعض گھر زمرد اور بہترین رنگوں کے جواہرات کے بنے ہوئے ہوں گے، حتیٰ کہ ان کے صاف وشفاف ہونے کی وجہ سے ان کے اندر سے بیرونی اور باہر سے اندرونی حصہ صاف نظر آئے گا۔

جنت کے اندر خوشبو اور ایسا حسن ہوگا کہ وصف بیان کرنے والے اس کا وصف بیان کر سکتے ہیں نہ اس کا تصور دنیا میں کسی شخص کے دل میں آیا ہے۔ ان کے لئے ممکن نہیں کہ اسے پاسکیں جب تک کہ اسے دیکھ نہ لیں، وہ اس کے حسن سے متمتع ہوں گے اور اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔ اس حالت میں اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو کامل زندگی عطا نہ کی ہوتی، جو موت کو قبول نہیں کرتی، تو ہوسکتا ہے کہ وہ خوشی سے مر جاتے، البتہ پاک ہے وہ ذات کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی ہستی اس کی ثنا بیان نہیں کرسکتی بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے، وہ اس حمد وثنا سے بہت بڑھ کر ہے جو اس کی مخلوق میں سے کوئی بیان کرتا ہے۔ بہت بابرکت ہے وہ جلیل وجمیل ہستی جس نے نعمتوں کے گھر جنت کو تخلیق فرمایا، اس کو ایسا جلال وجمال عطا کیا جو مخلوق کی عقلوں کو مبہوت اور ان کے دلوں کو جکڑ لیتا ہے۔ بالا وبرتر ہے وہ ذات جو کامل حکمت کی مالک ہے۔ یہ اس کی حکمت ہی ہے کہ اگر بندے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھ لیں، تو اس کو حاصل کرنے سے کوئی پیچھے نہ رہے اور انہیں اس دنیا کی ناخوشگوار اور مکدر زندگی کبھی اچھی نہ لگتی، جس کی نعمتوں میں دردوالم اور جس کی فرحتوں میں رنج وغم کی ملاوٹ ہے۔ (تفسیر سعدی:2765/3)

(6) ﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ''یہ بہت بڑی کامیابی ہے'' سب سے بڑی کامیابی جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہونا ہے۔

(7) سیدنا مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ''جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جائے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔'' تو انہوں نے کہا: ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی روحیں سبز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں، ان کے لیے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ جنت میں پھرتی رہتی ہیں جہاں چاہیں، پھر انہی قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔ ان کا رب ان کی طرف مطلع ہو کر فرماتا ہے: کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں: اے رب! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں یہاں تک کہ ہم تیرے راستے میں دوسری مرتبہ قتل کیے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔'' (مسلم:4885)

﴿وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اور دوسری جو تم پسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح ہے اور مومنوں کو خوشخبری دے دو'' (13)

سوال: جہاد میں میری مدد تمہارے ساتھ ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَاُخْرٰى ... وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ﴾ ''اور دوسری جو تم پسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح ہے'' یعنی تمہیں دوسری چیز مزید نعمت عطا کروں گا اور وہ تمہیں بے حد محبوب ہے اور تم اس میں بہت رغبت رکھتے ہو، وہ یہ کہ میری مدد اور قریبی فتح تمہارے ساتھ ہوگی۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔'' (محمد:7)

(2) جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اس کے دین کی مدد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں فتح و نصرت عطا کرتے ہیں۔

(3) ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ یقیناً ضرور اس کی مدد کرے گا جو اُس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت قوت والا، سب پر غالب ہے۔'' (الحج:40)

(4) ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور مومنوں کو خوشخبری دے دو'' یعنی مسلمانوں کو خوش خبری دے دیں کہ مکہ فتح ہوگا۔ حسن رحمہ اللہ نے کہا: فارس اور روم فتح ہوں گے۔ (الکشاف:527/4)

(5) یعنی مومنوں کو دنیاوی اور اخروی ثواب کی بشارت دے دو، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درجے کو تو نہیں پہنچ سکتے تاہم ہر شخص کو اس کے ایمان کے مطابق ثواب ملے گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں سو درجات ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔'' (بخاری:2790)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں

اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

میرے مددگار کون ہیں؟'' حواریوں نے کہا: ''ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔'' چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ

ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا، پھر ہم نے اُن کے دشمن کے مقابلے میں ان لوگوں کی مدد کی جو ایمان لائے

فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ﴾

تو وہی غالب آ گئے'' (14)

ع 2 5 10

سوال 1: مسلمان ہر حال میں دین کے مددگار رہیں، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ'' یعنی اے لوگو! جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔

(2) ﴿كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ'' اپنے دین، اپنے نبی اور اولیاء کی مدد کرو۔ (ایسر التفاسیر:1625)

(3) اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا جائے، دوسروں پر اس کے نفاذ کی خواہش رکھی جائے اور جو کوئی دین سے عناد رکھے اور اس کے خلاف جان و مال کے ذریعے سے جنگ کرے اور جو شخص باطل کی اس چیز کے ذریعے سے مدد کرے جس کو وہ اپنے زعم میں علم سمجھتا ہے، حق کی دلیل کا ابطال کر کے، اس پر حجت قائم کر کے اور لوگوں کو اس سے ڈرا کر اس کو ٹھکرائے، تو اس کے خلاف جہاد کیا جائے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی تعلیم حاصل کرنا، اس کی ترغیب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اللہ کے دین کی مدد کے زمرے میں آتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2766/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) یعنی مسلمان ہر حال میں دین کے مددگار رہیں، اپنے مال، اپنی جان، اپنے قول اور کردار سے دین کی حمایت کریں۔

(5) اللہ تعالیٰ کے مددگار بننے سے مراد ہے: (i) اس کے دین کے غلبے کی کوششوں میں اپنا حصہ ڈالنا۔

(ii) دین کے غلبے کے لیے آغاز میں جو علمی کوششیں کی جاتی ہیں اس میں مالی اور جانی خدمات پیش کرنا۔

(iii) دین کے غلبے کے لیے قرآن مجید کا علم حاصل کر کے اسے دوسروں تک پہنچانا۔

(iv) دین کی دعوت و تبلیغ کے کاموں میں معاون اور مددگار بننا۔

(v) دین کے غلبے کے لیے، جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اپنی جانوں اور مالوں کو پیش کرنا۔

(6) ﴿كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں میرے مددگار کون ہیں'' یعنی جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا تھا کہ اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار بنتا ہے۔

(7) ﴿قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ''حواریوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں'' یعنی اے مسلمانو! تم بھی حواریوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ۔

(8) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان کے بعد جانثاروں نے کہا: ہم حاضر ہیں، ہم آپ کی دعوت کے حامی ہیں اور آپ کے معین و مددگار ہیں۔ آخر کار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں مبلغ بنا کر اسرائیلیوں میں شام کے شہروں میں بھیج دیا اور یونانیوں میں بھی۔ (سراج المنیر: 2060/2)

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے زمانے میں فرماتے تھے: ''کوئی اللہ کا بندہ جو مجھے پناہ دے تاکہ میں اپنے رب کی رسالت پہنچا سکوں؟ قریش نے مجھے رب کا پیغام پہنچانے سے روک دیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اوس اور خزرج کو اٹھایا۔ انہوں نے جانثاری کا وعدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ سے اقرار کیا کہ اب آپ کو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ نہیں سکتا، ہم آپ کی ہر قیمت پر حفاظت کریں گے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو انہوں نے مہاجروں کی اس طرح آؤ بھگت کی کہ دنیا میں آج تک نہ اس کا نمونہ ملا ہے اور نہ ملے گا۔ انصار نے مہاجروں پر اپنی جانیں چھڑک دیں، اپنی ضرورتیں بند کر کے ان کی ضرورتیں پوری کیں اور خود محنت و مشقت کی اور پیداوار میں سے آدھا حصہ انہیں بانٹ دیا۔ غرض یہ کہ اپنا وعدہ پورا کیا اور جو کہا اسے کر کے دکھایا اسی لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام انصار رکھا، رضی اللہ عنھم ورضوا عنه۔ (ابوداؤد: 4734) (مختصر ابن کثیر: 2000/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اللہ تعالیٰ کا مددگار بننے کے لیے انسان کو کیا کرنا پڑتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کا مددگار بننے کے لیے انسان کو اس مدد کی حقیقت اور ضرورت کو سمجھنا پڑتا ہے۔

(2) مددگار بننے کا ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ (3) مددگار بننے کے لیے وقت لگانا پڑتا ہے۔

(4) مددگار بننے کے لیے مال لگانا پڑتا ہے۔ (5) مددگار بننے کے لیے دوسروں کو بھی مددگار بنانا پڑتا ہے۔

(6) مددگار بننے کے لیے لوگوں کو ایک مرکز کے گرد اکٹھا کرنا پڑتا ہے۔

(7) مددگار بننے کے لیے حواریوں کی طرح آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مدد کے لیے خود کو پیش کرنا پڑتا ہے۔

(8) مددگار بننے کے لیے اپنا آپ حوالے کرنا پڑتا ہے۔ یہ کہنا پڑتا ہے: ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ "ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔"

(9) مددگار بننے کے لیے ہر دم پیش پیش رہنا پڑتا ہے۔

سوال 3: دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا مددگار بنانے کے لیے کیسے دعوت دینی چاہیے؟

جواب: دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا مددگار بنانے کے لیے ویسے ہی دعوت دینی چاہیے جیسے سیدہ مریم علیہا السلام کے بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں میرا مددگار ہے۔

سوال 4: بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے نے کفر کیا، اس کی وضاحت ﴿فَاٰمَنَتْ... طَّآئِفَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ﴾ "چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا" جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور چند حواریوں نے جگہ جگہ اس پیغام کی تبلیغ کی تو بنی اسرائیل کے ایک فرقے نے ہدایت قبول کی اور ایک فرقہ گمراہ ہوا یعنی انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور آپ کی والدہ پر الزام لگائے اور وہ یہودی تھے۔

(2) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں نے غلو کیا انہیں مقام نبوت سے اٹھا کر مقام الوہیت تک پہنچا دیا اور کئی فرقوں میں بٹ گئے۔

سوال 5: ایمان والے گروہ کی مدد کی گئی، اس کی وضاحت ﴿فَاَيَّدْنَا... ظٰهِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ﴾ "پھر ہم نے اُن کے دشمن کے مقابلے میں ان لوگوں کی مدد کی جو ایمان لائے" یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دشمن کے مقابلے میں مدد دی، انہیں قوت عطا کی، ان کی نصرت کی اور انہیں فتح عطا کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿فَأَصْبَحُوا ظٰهِرِيْنَ﴾ ''تو وہی غالب آگئے'' زید بن علی رحمہ اللہ نے اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ دلیل و برہان سے غالب آگئے۔(روح المعانی:135/15)

(3) لہٰذا اے امت محمد ﷺ! تم بھی اللہ تعالیٰ کے مددگار، اس کے دین کی دعوت دینے والے بن جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا جس طرح اس نے پہلے لوگوں کی مدد کی تھی اور تمہیں تمہارے دشمن پر غالب کرے گا۔(تفسیر سعدی:2767/3)

اٰیَاتُھَا 11	62 - سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ - 110	رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس کے دو رکوع اور گیارہ آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 62 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 110 ہے۔

سوال 3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الٓمٓ تنزیل اور سورہ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر پڑھا کرتے تھے اور نبی ﷺ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھا کرتے تھے۔(مسلم:2031)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

''اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، جو بادشاہ ہے، بہت پاک ہے، سب

الْحَكِيْمِ﴾

پر غالب، کمال حکمت والا ہے''(1)

سوال 1: دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿يُسَبِّحُ...الْحَكِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہےاور جو زمین میں ہے'' یعنی آسمانوں اور زمین کی وہ ساری مخلوقات جو زبان سے بات کرتی ہیں یا بے زبان ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔

(2) ساری کائنات، جمادات، نباتات، حیوانات اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا﴾ ''اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے یقیناً وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔'' (بنی اسرائیل:44)

(3) ﴿الْمَلِكِ﴾ ''جو بادشاہ ہے'' اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے اور بادشاہ ہے۔ اس کی بادشاہت سارے جہانوں میں ہے۔ اس کی ساری مخلوقات اس کی تدبیر کے تحت ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کا حکم ساری کائنات پر چل رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے میں اس کا تسلط، اسی کا غلبہ اور اسی کا تصرف ہے۔

(5) ﴿الْقُدُّوْسِ﴾ ''بہت پاک ہے'' وہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔ وہ عظمت والا کمال خوبیوں کا مالک ہے۔

(6) ﴿الْعَزِيْزِ﴾ ''سب پر غالب'' وہ تمام بادشاہوں پر غالب ہے۔

(7) وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں سخت ہے۔ (جامع البیان:98/28)

(8) ﴿الْحَكِيْمِ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' مخلوق کے بارے میں اپنی تدبیر میں وہ حکمت والا ہے۔

(9) وہ اپنی تخلیق اور اپنے امر میں اور اپنے تصرف میں حکمت والا ہے۔

(10) وہ اپنی مخلوق کے مصالح کو خوب جانتا ہے اپنی مخلوق کے بارے میں اس کی تدابیر حکمت والی ہیں۔

(11) یہ عظیم صفات اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتی ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ اس کی صفات الملک، القدوس، العزیز اور الحکیم کا کیا تعلق ہے؟

جواب: سورۃ الجمعہ کی پہلی آیت میں تسبیح کے حکم کی گہری مناسبت اللہ تعالیٰ کی صفات اور جمعہ کے دن کی اہمیت سے ہے۔ اس دن سارے کاموں سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور جمعہ کے دن اپنی تجارت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آنا چاہیے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت الملک سے یہ واضح کیا ہے کہ دنیا کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور دنیا کا مال اسی کے اختیار میں ہے، وہی بادشاہ ہے۔ لوگ اس کو چھوڑ کر دنیا کے مال کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اللہ تعالیٰ القدوس ہے۔وہ پاک ہے اور ساری کائنات اس کی پاکی بیان کر رہی ہے اور یہ لوگ اس کی پاکیزگی کو چھوڑ کر کھیل تماشوں اور تجارت کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ العزیز ہے۔وہ غالب ہے،سب لوگوں سے حساب کتاب لینے والا ہے اور یہ غالب کو چھوڑ کر مغلوب ہونے والی دنیا کے کھیل تماشوں کی طرف بھاگ رہے ہیں جو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے ۔اس نے ناخواندہ قوم سے رسول اٹھایا جو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور جمعہ کے خطبے کا مقصد بھی کتاب وحکمت کی تعلیم ہے اور یہ حکمت بھری کتاب کو چھوڑ کر حقیر دنیا کی طرف بھاگ رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یوں اپنی صفات سے اپنی پاکیزگی کا اور جمعہ کے دن کی اہمیت کا شعور دلایا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

''وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں سے بھیجا جو اُنہیں اُس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

کرتا ہے اور اُن کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں تھے''(2)

سوال:رسول اللہ ﷺ کی بعثت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے،اس کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِيْ ...مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾ ''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں سے بھیجا'' امیوں سے مراد وہ عرب ہیں جن کے بارے میں رسالت آئی نہ کوئی آسمانی کتاب آئی۔

(2) ﴿الْاُمِّيّٖنَ﴾ سے مراد بعض لوگوں کے نزدیک قیامت تک کے تمام لوگ ہیں خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سب کے لیے ہے۔

(3) اللہ رب العزت نے امیوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان میں سے رسول مبعوث فرمایا یعنی محمد ﷺ جو عربی قریشی اور ہاشمی تھے۔جن کے اوصاف،ان کی صداقت اور امانت کو وہ خوب جانتے تھے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ہم ناخواندہ لوگ ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب۔''(بخاری:1913)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ﴾ ''جو انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے'' یعنی وہ ان پر قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے تھے جس میں ان کے لیے ہدایت، راہ نمائی اور دونوں جہان کی بھلائی تھی۔

(6) وہ آیات تلاوت کرتے تھے جو ان کے ایمان میں اضافے اور ان کے یقین کی موجب تھیں۔

(7) آیات کی تلاوت کرنے والے رسول محمد ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ ''اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی آپ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے تب تو باطل پرست ضرور شک کرتے۔'' (العنکبوت:48)

(8)﴿وَيُزَكِّيْهِمْ﴾ ''اور انہیں پاک کرتا ہے'' یعنی وہ انہیں شرک کی گندگی اور جاہلی اخلاق سے پاک کرتے تھے۔ وہ لوگ درختوں، پتھروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اور درندوں جیسے اخلاق رکھتے تھے۔ ان کا طاقت ور کمزور کو کھا جاتا تھا۔

(9) رسول اللہ ﷺ انہیں اخلاق حسنہ کی تعلیم دے کر، ترغیب دلا کر انہیں برے اخلاق سے پاک کرتے تھے۔

(10) آپ ﷺ کے تزکیہ کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے، ان کے اقوال، افعال عاجزی اختیار کرنے والے بن جاتے تھے۔

(11)﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ''اور اُن کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے'' رسول اللہ ﷺ انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی اور اس کی شریعت ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

(جامع البیان:99/28)

(12)﴿وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں تھے'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ شرک اور جاہلیت کی گمراہی میں تھے۔

(13) تعلیم وتزکیہ کے بعد وہ ساری مخلوق سے بڑھ کر علم رکھنے والے اور دین کے امام بن گئے۔ وہ سیدھے راستے پر چلے اور انہوں نے دوسروں کو بھی اس پر چلایا، وہ ہدایت پانے والے اور متقیوں کے امام بن گئے۔ اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر عظیم نعمت سے نوازا۔

﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''اور اُن میں سے دوسروں کے لیے بھی جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (3)

سوال 1: محمد ﷺ تمام عرب اور عجم کے لیے رسول ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّاٰخَرِيْنَ...الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾''اور اُن میں سے دوسروں کے لیے بھی جو ابھی اُن سے نہیں ملے'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعہ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾''اور اُن میں سے دوسروں کے لیے بھی جو ابھی اُن سے نہیں ملے'' (نبی ﷺ ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! دوسرے لوگ کون ہیں؟ نبی ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا، مجلس میں سلمان فارسی موجود تھے، نبی ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اگر ایمان ثریا پر ہوگا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے۔'' یا یوں فرمایا: ''ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔'' (بخاری:4897)

(2) اس سے پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت عام ہے۔ آپ ﷺ تمام دنیا کے رسول ہیں کیونکہ آپ نے ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کی تفسیر فارس سے کی ہے اسی لیے آپ ﷺ نے جب فارس اور روم وغیرہ کو خطوط لکھے تو ان میں توحید کی دعوت اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی ترغیب دی تھی۔

(3) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں عجمی لوگ بھی شامل ہیں۔ (تفسیر طبری:100/28)

(4)﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾''اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور کمال حکمت رکھنے والا ہے۔ اس نے اپنے بندوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا انہیں زندگی کا مطلب سمجھانے اور اپنی فطرت کے مطابق زندگی گزارنے کے آداب سکھانے کے لیے رسول مبعوث فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شریعت و تقدیر میں عزت اور حکمت والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سے جو ابھی ایمان نہیں لائے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غلبہ رکھتا ہے، وہ ان لوگوں کو ملا دے گا جو ایمان لائیں گے۔

(2) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کو کیا مقام دینا ہے؟ کس کے درجات بلند کرنے ہیں؟

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اسے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے'' (4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: نبوت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ ... الْعَظِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اسے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے'' یعنی رب العزت نے نبی ﷺ کو جو نبوت عطا کی وہ عظیم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ فضل عطا کرتا ہے۔

(2) ﴿وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کرنے سے بڑے فضل کا شعور دلایا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے درجات کی بلندی سے بڑے فضل کا شعور دلایا ہے۔

(3) یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جس عظیم الشان نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی امت کی طرف آپ کو جو مبعوث فرمایا تو یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر اور آپ کی امت پر بہت بڑا فضل ہے۔ (المصباح المنیر: 211/6)

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ

''ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہیں اُٹھایا گدھے کی مثال کی طرح ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھاتا

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

ہے، اُن لوگوں کی بہت بُری مثال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (5)

سوال 1: اس آیت میں یہودیوں کی جو مذمت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ﴾ ''ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا'' یعنی یہود و نصاریٰ پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی تھی کہ وہ تورات کی تعلیم حاصل کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

(2) ﴿ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا﴾ ''پھر انہوں نے اسے نہیں اُٹھایا'' یہودیوں نے اس ذمہ داری کو نہ اٹھایا اور نہ پورا کیا۔

(3) یہودیوں کی مذمت کی گئی کہ یہودیوں نے تورات پر عمل نہیں کیا۔ انہوں نے محمد ﷺ کو جھٹلایا جب کہ انہیں ایمان، اتباع اور ان کی تصدیق کا حکم دیا گیا تھا۔

(4) ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ ''گدھے کی مثال کی طرح ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے'' وزن اٹھانے میں ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس نے علمی کتابوں کو اپنی پشت پر لاد رکھا ہے جس سے وہ نفع نہیں اٹھاتا اور نہ اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھتا ہے۔کیا گدھے کو علمی کتابوں کے بوجھ سے نفع ہوسکتا ہے؟اسی طرح یہودیوں کوتورات دی گئی جس میں محمد ﷺ کا بیان ہے۔وہ ان پر ایمان نہیں لاتے ،نہ ان کی تصدیق کرتے ہیں نہ ان کا ساتھ دیتے ہیں۔یہ لوگ گدھے سے بھی گئے گزرے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے اکثر کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے،اُن کے لیے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کے لیے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور اُن کے لیے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔''(الاعراف:179)

(5)﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾''اُن لوگوں کی بہت بُری مثال ہے،جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا''یعنی یہ مثال بری ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا۔وہ آیات جو محمد ﷺ کی صداقت اور قرآن کی صحت پر دلالت کرتی ہیں۔

(6)﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾''اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''یعنی جب تک ظلم ان کا وصف اور عناد ان کی صفت ہے،تب تک اللہ تعالیٰ ان کی ان کے مصالح کی طرف راہ نمائی نہیں کرے گا۔یہود کا ظلم اور عناد یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ باطل پر ہیں مگر وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور تمام لوگوں میں سے صرف وہی اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔(تفسیر سعدی:2770,2769/3)

(7)(i)یہاں آیات کو جھٹلانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو آیات کو اٹھائے پھرتے ہیں لیکن اس کی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتے۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتے۔(ii)آیات کو جھٹلانے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن نہ انہیں پڑھنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں،نہ سمجھنا،نہ عمل کرنا،نہ دوسروں تک انہیں پہنچانا۔(iii)اللہ تعالیٰ آیات کو ان جھٹلانے والوں کو ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتے جن کا عمل ان کے زبانی دعوے کا ساتھ نہ دیتا ہو۔

سوال 2:مسلمانوں کا قرآنِ مجید کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟

جواب:(1)مسلمانوں کا قرآنِ مجید کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔عام افراد تو پڑھنے کی ذمہ داری سے بھی گئے،سمجھنا اور عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔(2)علماء اس کتاب کو پڑھتے اور یاد کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) مسلمان کتاب کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے۔

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

''آپ کہہ دیجئے اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو! اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یقیناً تم دوسرے لوگوں کے ماسوا

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم واقعی سچے ہو'' (6)

سوال: یہودیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی کہ مباہلہ کرلو کہ اللہ پاک جھوٹوں کو اکارت کرے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت میں یہود کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے رب العزت کا فرمان ہے: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْ﴾ ''آپ کہہ دیجئے اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو!'' یعنی اے لوگو! جو یہودی بن گئے ہو۔ (ایسر التفاسیر:1628)

(2) ﴿اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ﴾ ''اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یقیناً تم دوسرے لوگوں کے ماسوا اللہ تعالیٰ کے دوست ہو'' یعنی اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہو اور جنت خاص تمہارے لیے ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، آپ کہہ دیں پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی انسان ہو ان میں سے جو اس نے پیدا کیے، وہ (اللہ) جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (المائدہ:18)

(3) ﴿وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ کوئی شخص جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا مگر وہ جو یہودی یا عیسائی ہو، یہ اُن کی تمنائیں ہیں، آپ کہہ دیں کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔'' (البقرہ:111)

(4) ﴿فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''تو موت کی تمنا کرو اگر تم واقعی سچے ہو'' یعنی اگر تم اپنے دعوے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دو اور آخرت کا آغاز موت سے ہوتا ہے لہٰذا اس کی تمنا کرو۔

﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ﴾

''اور وہ کبھی اس کی تمنا نہیں کریں گے اس کی وجہ سے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے'' (7)

سوال: یہود کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ ... بِالظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''اور وہ کبھی اس کی تمنا نہیں کریں گے اس کی وجہ سے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا'' یعنی دنیا میں جو انہوں نے برائیاں کمائیں اور جو گناہ کے کام کیے اس کی وجہ سے وہ موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

(2) موت کی تمنا تو وہ کرے جس کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ ہو اسی وجہ سے فرمایا وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (٩٤) وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (٩٥) وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي حَيٰوةٍ ٠ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ٠ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (٩٦)﴾ ''کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں کے ماسوا خاص تمہارے ہی لیے ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ اور وہ ہرگز اس کی تمنا کبھی نہیں کریں گے اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور آپ انہیں لوگوں میں سب سے زیادہ زندگی پر حریص پاؤ گے اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے شرک کیا۔ ان کا ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس کی عمر دے دی جائے حالانکہ وہ اُسے عذاب سے بچانے والی نہیں یہ کہ اسے لمبی عمر دی جائے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔'' (البقرہ:94-96)

(3) موت سے بھاگنا ان کو موت سے نہیں بچا سکے گا۔ اور موت کو اللہ رب العزت نے بندوں پر لکھ دیا ہے۔

(4) ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس وقت ان میں کوئی موت کی تمنا کرتا تو اسی وقت مر جاتا۔'' (روح المعانی)

(5) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل لعنہ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس دیکھوں گا تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی گردن ناپوں گا جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ ایسا کرتا تو سب کے دیکھتے ہوئے فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود میرے مقابلہ پر آ کر موت طلب کرتے تو یقیناً وہ مرجاتے اور اپنی جگہ جہنم میں دیکھ لیتے اور اگر مباہلہ کے لیے لوگ نکلتے تو وہ لوٹ کر اپنے اہل و مال کو ہرگز نہ پاتے۔'' (مسند احمد:248/1)

(6) ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو خوب جاننے والا ہے لہٰذا ممکن نہیں کہ کسی کا ظلم اللہ تعالیٰ سے چھپ جائے۔

(7) اللہ تعالیٰ یہود کے دل کے حال کو جانتا ہے کہ وہ موت سے محبت نہیں رکھتے۔ ان کے اعمال کو بھی جانتا ہے کہ وہ بے عمل اور نافرمانیاں کرنے والے ہیں۔

(8) اللہ تعالیٰ نے حق سے ہٹے ہوئے طرزِ عمل کو ظلم قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ظلم کرنے والوں کو میں جانتا ہوں۔

﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

''آپ کہہ دیں بلاشبہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو تو یقیناً وہ تم سے ملنے والی ہے، پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ع 1/8 11

اور ظاہر کو جاننے والا ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے'' (8)

سوال: موت سے کترا کر دیکھ لو آ کر رہے گی، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیں بلاشبہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو تو یقیناً وہ تم سے ملنے والی ہے'' یعنی میں موت سے تم بھاگتے ہو اور نفرت کرتے ہو وہ تمہیں آ کر رہے گی رب العزت نے فرمایا: ﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پہنچ ہی جائے گی اور اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔'' (النساء:78)

(2) ﴿ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ ''پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے'' یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو تمہارے کھلے چھپے کو خوب جانتا ہے۔

(3) ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اچھے برے اعمال کے بارے میں آگاہ کرے گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت

وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو''(9)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جلدی کرنے کے حکم اور اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی حرمت کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو'' یعنی اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو مان لیا ہے، ان کی تصدیق کی ہے۔

(2) ﴿اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ﴾ ''جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے'' یعنی جب جمعہ کے لیے اذان دی جائے۔ اذان سے مراد امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد دی جانے والی اذان ہے۔

(3) ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو'' یعنی نماز کے لیے جلدی کرو۔ اس سے مراد کاموں میں جلدی کرنا ہے چلنے میں نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تکبیر سن لو تو نماز کے لیے پورے سکون سے چل کر آؤ بھاگ کر نہ آؤ، جو نماز پالو اسے ادا کرلو، جو رہ جائے اسے پوری کرلو۔'' (بخاری: 908، مسلم)

(4) سعی سے دوڑنا مراد نہیں ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا﴾ ''اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے اس کے لائق کوشش کی۔'' (بنی اسرائیل: 19)

(5) یہاں سعی سے مراد اہتمام کرنا اور نماز جمعہ کو سب سے اہم کام سمجھنا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ اپنے منبر کی لکڑیوں پر فرما رہے تھے کہ ''لوگ جمعہ چھوڑ دینے سے باز آئیں نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (مسلم: 2002)

(6) ﴿وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ ''اور خرید و فروخت چھوڑ دو'' یعنی جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو تجارت اور خرید و فروخت چھوڑ کر نماز کے لیے چل پڑو۔ خرید و فروخت چھوڑنے کا حکم جمعہ کی مدت تک کے لیے ہے۔

(7) ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ''یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے'' جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی سب سے افضل کام ہے۔ اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وقت خرید وفروخت میں مشغول ہونے سے فرض نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

(8)﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اگر تم جانتے ہو'' یعنی اگر تم علم رکھتے ہو تو اس حقیقت کو ضرور جانتے ہو گے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے جو دین کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے وہ حقیقی فلاح پاتا ہے اور جو دنیا کو ترجیح دیتا ہے وہ اپنے آپ کو خسارے میں ڈالتا ہے۔

سوال 2: جمعہ کے دن کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں میں سے بہتر دن، جن میں سورج نکلتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے اور قیامت بھی اسی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔'' (مسلم: 1977)

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہو جانے والے ہیں اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ مگر البتہ اتنی بات ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہمیں ان کے بعد ملی اور انہوں نے سچی بات میں اختلاف کیا سو یہ جمعہ کا دن وہی ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی پھر یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے اور دوسرا دن یہود کا (یعنی ہفتہ) اور تیسرا دن نصاریٰ کا (یعنی اتوار۔ جو انہوں نے اپنے لئے مقرر کئے)۔'' (بخاری: 876، مسلم: 1978)

(3) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ممکن ہو صفائی اور طہارت کا اہتمام کرے، پھر تیل یا خوشبو لگائے، پھر چلے اور دو (آدمیوں) میں تفریق نہ کرے (یعنی دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ کھڑا ہو) اور جتنی نماز اس کی قسمت میں لکھی ہے پڑھے، پھر جب امام تشریف لائے (اور خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔'' (بخاری: 910)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن مثل غسل جنابت کے (خوب اچھی طرح) غسل کرے، اس کے بعد (نماز کے لیے) چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کا صدقہ کیا اور جو دوسری گھڑی میں چلے تو گویا اس نے ایک گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلے تو گویا اس نے ایک سینگوں والا مینڈھا صدقہ کیا اور جو چوتھی گھڑی میں چلے تو گویا اس نے ایک مرغی صدقہ میں دی اور جو پانچویں گھڑی میں چلے تو اس نے گویا ایک انڈا صدقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دیا پس جس وقت امام (خطبہ دینے) نکل آتا ہے تو فرشتے سننے کے لیے اندر آجاتے ہیں (اور ثواب کا سلسلہ موقوف ہو جاتا ہے)۔" (بخاری:881)

سوال 3: نماز جمعہ کس پر واجب ہے؟

جواب: اہل ایمان پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔ اس میں شرکت کے لیے جلدی کرنا، اس کے لیے کوشش کرنا اور اہتمام کرنا واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کی نماز جماعت سے ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے سوائے چار لوگوں کے: غلام، عورت، نابالغ بچہ، اور بیمار۔" (ابوداؤد:1067)

سوال 4: جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفرخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) جمعہ کی اذان کے بعد بیع یعنی خرید وفروخت حرام ہے۔

(2) اس میں اس چیز کی قطعی دلیل ہے کہ جمعہ کی اذان ہو جائے تو مسلمان کے لئے اپنے کاروبار میں لگے رہنا حرام ہے۔ (اشرف الحواشی:661/1) (3) نماز جمعہ سے فارغ ہو کر کاروبار میں لگ جانے کی رخصت ہے۔

سوال 5: جمعہ کے دن کے کیا آداب ہیں؟

جواب: (1) جمعہ کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا اور عمدہ کپڑے پہننا مستحب ہے۔ (2) نماز جمعہ کے لیے اذان ہوتے ہی دنیاوی مصروفیات ترک کر دینا۔ (3) نماز جمعہ کے لیے جانا۔

(4) خطبۂ جمعہ توجہ اور خاموشی سے سننا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ)

(5) سورۂ کہف پڑھنا۔ (نسائی) (6) رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا۔ (ابن ماجہ)

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ" (10)

سوال: نماز جمعہ سے فارغ ہو کر کاروبار میں لگ جانے کی رخصت کی وضاحت ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ... تُفْلِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے جس کا جی چاہے بیٹھے اور جس کا جی چاہے نکل جائے۔(جامع البیان:107/28)

(2)﴿وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے تلاش کرو'' یعنی کوشش اور عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرو۔(ایسر التفاسیر:1630)

(3) اس سے مراد ہے کہ تجارت کے کاموں میں مصروف ہو جاؤ یعنی جمعہ کے پورے دن تجارت کا سلسلہ ختم کرنے کی ضرورت نہیں فقط نماز کے وقت پر ضرورت ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کے پورے دن کی چھٹی ضروری نہیں۔

(4) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھوں سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری:2072)

(5) سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو) اپنی رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے اور اسے بیچے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے، اسے وہ دیں یا نہ دیں۔'' (صحیح بخاری:1471)

(6) سیدنا عراک بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹ کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور یہ دعا پڑھتے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَآ اَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ یعنی اے اللہ میں نے تیری آواز پر حاضری دی اور تیری فرض کردہ نماز ادا کی پھر تیرے حکم کے مطابق اس مجمع سے اٹھا، اب تو مجھے اپنا فضل نصیب فرما تو سب سے بہتر روزی رساں ہے۔(تفسیر قرطبی:82/9)

(7)﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو'' چونکہ تجارت اور کاموں میں مشغول ہونے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی کثرت کا حکم دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تلافی ہو جائے۔(تفسیر سعدی:2771/3)

(8)﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ''تاکہ تم فلاح پاؤ'' یعنی تم آگ سے نجات پاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(9) ذکر الٰہی کی کثرت کامیابی کا سب سے بڑا سبب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ

”اور جب وہ کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اُس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، کہہ دیجئے کہ جو اللہ تعالیٰ

ع 2/3 12

اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾

کے پاس ہے کھیل تماشے سے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب رزق دینے والوں سے بہترین ہے“(11)

سوال 1: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو مسجد سے جانے کی ممانعت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا رَاَوْا... الرّٰزِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ باہر سے قافلہ آیا تو نمازی اس کی طرف چلے گئے اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو مسجد سے جانے کی ممانعت ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الجمعہ)

(2) مسند ابویعلیٰ میں اتنا اور بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بھی باقی نہ رہتے اور سب اٹھ کر چلے جاتے تو تم سب پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھتی“، جو لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے نہیں گئے تھے، ان میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ (مسند ابویعلیٰ: 979)

(3) ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا﴾ ”اور جب وہ کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اُس کی طرف چلے جاتے ہیں“ یعنی جب وہ کوئی سودا دیکھتے یا تجارت ہوتی دیکھتے تو اس کی حرص میں مسجد سے نکل جاتے یا کوئی لہو ولعب دیکھتے تو بھلائی کو چھوڑ کر مسجد سے نکل جاتے۔

(4) ﴿وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾ ”اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں“ یعنی تجارت اور لہو ولعب کے پیچھے نبی ﷺ کو کھڑا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ تھوڑے سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نبی ﷺ کے پاس باقی رہ گئے تھے۔

(5) ﴿قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ﴾ ”کہہ دیجئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کھیل تماشے سے اور تجارت سے بہت بہتر ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص کے لئے، جو بھلائی کا التزام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت پر اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتا ہے، جو اجر و ثواب ہے ﴿خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ﴾ وہ لہو ولعب اور اس تجارت سے بہتر ہے جس سے اگرچہ بعض مقاصد حاصل ہوتے ہیں تاہم وہ بہت قلیل، ختم ہونے والے رزق اور آخرت کی بھلائی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوفوت کردینے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر رزق کوفوت نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، چنانچہ جوکوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 2771/3) (6) اس سے مراد یہ ہے کہ نیک اعمال کا جو بدلہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: آپ ﷺ کہہ دیں کہ آخرت میں تمہارے رب کے پاس جو ثواب ہے وہ تمہارے تماشوں اور تجارتی مال سے بہتر ہے۔

(8) ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سب رزق دینے والوں سے بہترین ہے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اپنی روزی کے لیے کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والا ہے۔

(9) لہٰذا وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اس سے رزق کی امید رکھی جائے اور رزق طلب کیا جائے۔

(10) رزق کے حصول کے بڑے اسباب یہ ہیں: (i) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا۔ (ii) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ (iii) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا۔

سوال 2: اس آیت کریمہ سے کیا فوائد ملتے ہیں؟

جواب: (1) اہل ایمان پر جمعہ کی نماز فرض ہے، اس میں شرکت کے لیے جلدی کرنا، اس کے لیے کوشش کرنا اور اس کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

(2) ان آیات کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن دو خطبے فرض ہیں اور ان میں حاضر ہونا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کی تفسیر دو خطبوں سے کی ہے اور اس کی طرف کوشش کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہے۔

(3) اس سورہ مبارکہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت ممنوع اور حرام ہے اور یہ صرف اس وجہ سے ہے تاکہ واجب سے غافل ہو کر خرید وفروخت میں مشغول ہونے سے واجب فوت نہ ہو جائے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر وہ کام جو اصل میں مباح ہو مگر جب اس سے کسی واجب کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اس حال میں یہ کام جائز نہیں ہے۔

(4) ان آیات کریمہ میں جمعہ کے دن دونوں خطبوں میں حاضر ہونے کا حکم ہے اور جو حاضر نہیں ہوتا اس کی مذمت مستفاد ہوتی ہے اور دونوں خطبوں میں خاموش رہنا اس کے لوازم میں شمار ہوتا ہے۔

(5) وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ نفس کے لہو ولعب، تجارت اور شہوات میں حاضر ہونے کے دواعی نفس کو وہ بھلائیاں یاد کرائے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہشات پر ترجیح دیتی ہیں۔(تفسیر سعدی:2772/3)

سوال3: کھڑا چھوڑ دینے کے الفاظ سے خطبۂ جمعہ کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خطبۂ جمعہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے۔حدیث رسول ﷺ میں ہے: آپ ﷺ کے دو خطبے ہوتے تھے جن کے درمیان آپ ﷺ بیٹھتے تھے، قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے۔(صحیح مسلم، کتاب الجمعہ)

اٰیَاتُھَا 11 - سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّةٌ 63 - 104 - رُکُوْعَاتُھَا 2

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے اس کے دو رکوع اور گیارہ آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 63 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 104 ہے۔

سوال3: اس سورت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ خود ہی رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائیں۔اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔(راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔نبی ﷺ نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔انہوں نے قسم کھالی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔اس پر نبی ﷺ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبداللہ کو سچا سمجھا۔مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ نبی ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں'' اس کے بعد نبی ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا:''اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔''(بخاری:4900،مسلم:7024)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ

"جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾

کہ بلاشبہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں" (1)

سوال: منافق رسالت کی گواہی دینے میں جھوٹے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِذَا جَآءَكَ ... لَكٰذِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور یہاں اسلام نہایت کثرت سے پھیل گیا اور اسے غلبہ حاصل ہوا تو اہل مدینہ، یعنی بنو اوس اور خزرج میں سے کچھ لوگ اسلام ظاہر کرنے اور باطن میں کفر رکھنے لگے تاکہ ان کا جاہ باقی، ان کی جان محفوظ اور ان کا مال سلامت رہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ایسے اوصاف بیان فرمائے ہیں جن کے ذریعے سے وہ پہچانے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان سے بچیں اور لوگوں کو ان کے بارے میں بصیرت حاصل ہو۔ (تفسیر سعدی: 2773/3)

(2) ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا﴾ "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں" یعنی عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو اپنی زبان سے جھوٹ کہتے ہیں۔

(3) ﴿نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں" منافق جھوٹی گواہی دیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی تائید کے لیے ان کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔

(4) یہ گواہی وہ نفاق اور خوف سے دیتے ہیں اور خالص دل سے نہیں کہتے۔

(5) ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ﴾ "اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بلاشبہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں" یعنی اے محمد ﷺ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اس کے سچے رسول ہیں کیونکہ اس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(6) ﴿وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾ "اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں" یعنی منافق اپنے قول میں جھوٹے ہیں کیونکہ وہ اپنے دل سے آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے وہ جھوٹا دعویٰ کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس کی گواہی ان کا اپنا دل نہیں دیتا۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اُنھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا یقیناً بہت برا کام ہے جو وہ کرتے رہے ہیں'' (2)

سوال: منافقوں کے حالات کی وضاحت ﴿اِتَّخَذُوْٓا ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ ''اُنھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے'' وہ اپنی جھوٹی قسموں کو اپنے لیے ڈھال بناتے ہیں۔ آپ کی رسالت کے اقرار پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں کھوٹ اور نفاق ہے، وہ جھوٹے ہیں۔ (2) قسموں کو ڈھال بنانے سے مراد قسموں کے ذریعے سے خود کو بچانا۔

(3) ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''وہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔'' (التوبہ:96)

(4) ﴿فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے دین سے منہ موڑتے ہیں جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اس شریعت سے منہ موڑتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے مقرر فرمایا۔ (جامع البیان:113/28)

(5) یعنی وہ لوگوں کو ایمان اور جہاد اور اطاعت کے اعمال سے روکتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ تشکیک میں مبتلا ہیں۔ (فتح القدیر:5/282) (6) یعنی انہوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک رکھا ہے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں جو ان کے بارے میں نہیں جانتے۔

(7) وہ اسلام لانے والوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور اس راستے پر چلنے کے لیے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

(8) ﴿اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''یقیناً بہت برا کام ہے جو وہ کرتے رہے ہیں'' یعنی دنیا میں اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر، جھوٹ اور نفاق جیسے برے اعمال کرتے ہیں۔ (جامع البیان:113/28)

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾

''یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ ایمان لائے پھر اُنھوں نے کفر کیا تو اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ وہ کچھ نہیں سمجھتے'' (3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: نفاق کی وجہ کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ ... يَفْقَهُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ﴾ ''یہ'' یعنی وہ چیز جس نے ان کے سامنے نفاق کو خوبصورت بنا دیا۔

(2) ﴿بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا﴾ ''اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ ایمان لائے پھر اُنہوں نے کفر کیا'' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایمان پر مستقل مزاجی سے عمل نہیں کرتے۔

(3) ﴿فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ ''تو اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ وہ کچھ نہیں سمجھتے'' نفاق ان کے دلوں میں رچ بس جانے اور ایمان سے ہٹ کر کفر کی طرف آنے اور ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کی طرف آنے کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے۔ ان سے بات سمجھنے کی صلاحیت چھن گئی۔

(4) پس وہ سمجھتے نہیں کہ کون سی چیز انہیں فائدہ دیتی ہے اور وہ یاد نہیں رکھتے کہ کیا چیز ان کے مصالح کے لئے فائدہ مند ہے؟ (تفسیر سعدی: 2774/3) (5) یعنی وہ ایمان کی صحت اور اس کی حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے۔

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ڈال دیا جاتا ہے اور جب وہ گناہ سے باز آجاتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔'' (ترمذی: 3334)

(7) منافق ایمان لا کر کفر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں اس وجہ سے اُن کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ

''اور جب آپ اُنہیں دیکھیں تو اُن کے جسم آپ کو اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں تو آپ اُن کی بات سنتے رہ جاؤ گے، گویا

مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ

وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں، وہ ہر بلند آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، وہی اصل دشمن ہیں چنانچہ آپ اُن سے چوکنے رہیں

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ اُنہیں ہلاک کرے! کہاں سے وہ بہکائے جا رہے ہیں'' (4)

سوال 1: منافقوں کے حالات کی وضاحت ﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ ... مُّسَنَّدَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ﴾ ''اور جب آپ اُنہیں دیکھیں تو اُن کے جسم آپ کو اچھے لگیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے“ یعنی جب آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے جمال اور ان کی تر و تازگی کی وجہ سے ان کے جسم آپ کو اچھے لگتے ہیں۔

(2)﴿وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ﴾ ”اور اگر وہ بات کریں تو آپ اُن کی بات سنتے رہ جاؤ گے“ یعنی اگر ان کو کلام کرتے ہوئے سنو تو آپ کو ان کا فصیح کلام سن کر لذت ملے گی مگر دل لبھانے والی باتوں کے پیچھے نہ اخلاق اچھے ہیں نہ دیگر اعمال۔

(3)﴿كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ ”گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں“ منافقوں کے لیے بہت ہی عمدہ تشبیہ ہے کہ وہ طویل القامت، حسن و جمال، کم فہمی اور قلت خیر کا مجموعہ ہیں گویا کہ وہ دیوار کے ساتھ سیدھی کھڑی کی ہوئی لکڑیاں ہیں جن سے نفع تو نہیں ملتا نقصان ضرور مل جاتا ہے۔

(4)(i) دیوار پر لگائی ہوئی لکڑیاں اپنی خوب صورتی کے لحاظ سے دل کو بھلی لگتی ہیں ایسے ہی منافقوں کا حسن ہے جو اپیل کرتا ہے۔(ii) دیوار گیر تصویریں بسا اوقات مرعوب کر دیتی ہیں ایسے ہی منافق بھی درازی قد سے مرعوب کرتے ہیں۔ (iii) دیواروں پر لگی ہوئی لکڑیاں کچھ سمجھ نہیں سکتیں ایسے ہی منافقوں کو کچھ سمجھ نہیں آتی ہے۔(iv) دیواروں پر لگی ہوئی لکڑیوں سے کسی کو کوئی بھلائی نہیں پہنچتی، ایسے ہی منافق بے فیض ہوتے ہیں۔ان سے کسی کو کوئی بھلائی نہیں پہنچتی۔

سوال 2:﴿يَحْسَبُونَ...يُؤْفَكُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ﴾ ”وہ ہر بلند آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں“ یہ منافقوں کے خوف، بزدلی اور دلی کمزوری کی تصویر ہے۔جب کوئی انسان شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ خوف کھاتا ہے۔جب کسی کے دل میں چور ہوتا ہے تو وہ ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی میرے معاملے سے واقف نہ ہو جائے۔

(2)(i) منافقوں کے دل میں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہمارے خلاف کسی کاروائی کا آغاز تو نہیں ہو گیا۔(ii) منافق کا دل زور کی آواز سے ایسے ہی ڈرتا ہے جیسے چور کا دل ڈرتا ہے چور کو بھی پکڑے جانے کا ڈر ہوتا ہے اور منافق کو بھی۔ (iii) منافق کا دل خائن کی طرح ڈرتا ہے جیسے خیانت کرنے والے کو ہر دم پکڑے جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے ایسے ہی منافق کو بھی اپنی خیانت کے پکڑے جانے کا ڈر رہتا ہے۔

(3)﴿هُمُ الْعَدُوُّ﴾ ”وہی اصل دشمن ہیں“ یہ چالباز، چالاک، دھوکے باز اور حقیقی دشمن ہیں۔جب یہ آپ سے ملتے ہیں تو بظاہر یہ آپ کے ساتھ ہوتے ہیں مگر ان کے دل آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ان کی نظریں جب تم پر پڑتی ہیں تو دراصل تمھارے دشمنوں کی نظریں ہوتی ہیں۔

(4)﴿فَاحْذَرْهُمْ﴾ ”چنانچہ آپ اُن سے چوکنے رہیں“ حقیقی دشمن سے بچ جاؤ یہ تمھارے بارے میں گردش دوراں کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتظار کر رہے ہیں۔

(5)﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اُنہیں ہلاک کرے!'' اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے جو قیامت کے دن تک ان سے جدا نہیں ہوگی۔

(6)﴿اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ ''کہاں سے وہ بہکائے جا رہے ہیں؟'' وہ کیسے حق سے اور اس کی روشنی سے پھر جاتے ہیں؟ حق کی روشنی قرآن کی روشنی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا اور محمد ﷺ اس کی تعلیم دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں اور زندگیوں کو پاک کرتے ہیں اور اس کے آثار مومنوں کے اخلاق اور ان کی آراء سے نظر آتے ہیں ان میں سے کوئی چیز منافقوں پر نظر نہیں آتی۔ ان کے دل اندھے ہیں اور نظریں چندھیائی ہوئی ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1633,1632)

(7) منافق دین اسلام کے دلائل واضح ہو جانے اور اس کے کارنامے نمایاں ہو جانے کے بعد بھی دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف مائل ہو رہے ہیں جو انہیں خسارے اور بدبختی کے سوا کچھ نہیں دیتا؟ (تفسیر سعدی: 2774/3)

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ! اللہ کا رسول تمہارے لیے بخشش کی دعا کرے وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اور آپ اُنہیں

يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾

دیکھیں گے کہ وہ رک جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں'' (5)

سوال: منافقوں کو رسول اللہ ﷺ سے استغفار کروانے کے لیے کہا جائے تو وہ اعراض کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا قِيْلَ ... مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے'' جب منافقوں سے کہا جاتا ہے۔

(2)﴿تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ '' آؤ! اللہ کا رسول تمہارے لیے بخشش کی دعا کرے'' یعنی جب مسلمان منافقوں سے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر دعائے مغفرت کروا لو تاکہ تمھارے حالات درست ہوں اور تمھارے اعمال قبول ہوں۔

(3)﴿لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ﴾ ''وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں'' وہ دعا کروانے سے شدت سے رکتے ہیں اور اپنے سر جھٹکتے ہیں تاکہ دعائے استغفار نہ کروانی پڑے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ﴾ ''اور آپ اُنہیں دیکھیں گے کہ وہ رُک جاتے ہیں'' آپ انہیں دیکھتے ہیں وہ استغفار سے رکتے ہیں۔ وہ حق کو قبول کرنے سے رک جاتے ہیں اور دوسروں کو حق سے روکتے ہیں۔

(5)﴿وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں'' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے حق کی پیروی نہیں کرتے۔

﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

''آپ اُن کے لیے بخشش کی دُعا کریں یا نہ کریں ان پر برابر ہے، اللہ تعالیٰ اُنہیں ہرگز معاف نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾

نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (6)

سوال: منافقوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار کرنا یا نہ کرنا برابر ہے، اس کی وضاحت ﴿سَوَآءٌ... الْفٰسِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ ''آپ اُن کے لیے بخشش کی دُعا کریں یا نہ کریں ان پر برابر ہے، اللہ تعالیٰ اُنہیں ہرگز معاف نہ کرے گا'' اس آیت میں بتایا کہ ان کے حق میں دعائے مغفرت بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ عام آدمی تو کیا، خود اللہ کے رسول ﷺ ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں تو بھی انہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ (ترجمان القرآن: 490,489/3)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے بخشش مانگیں اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا، یہ اس وجہ سے کہ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (التوبہ:80)

(3) عوفی کے واسطہ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سورہ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس چیز کے بارے میں اجازت دی گئی ہے سو اللہ کی قسم! میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کروں گا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے تب یہ آیت نازل ہوئی۔'' (تفسیر ابن عباس: 378,377/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے" تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عباس: 378,377/3)

(4) منافق اپنے نفاق اور کفر پر ڈٹے ہونے کی وجہ سے ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں استغفار اور عدم استغفار برابر ہے۔ اگر انہوں نے اسی طرح نفاق پر جان دے دی تو اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا لیکن اگر یہ کفر اور نفاق سے توبہ کرلیں تو پھر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے۔

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا" اللہ تعالیٰ جھوٹے لوگوں اور اطاعت سے نکلنے والوں کو ایمان لانے کی توفیق نہیں دیتا۔ (جامع البیان: 117/28)

(6) فاسق نہ ہدایت قبول کرنا چاہتے ہیں نہ اس راستے کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو جس راستے پر چلنا چاہتا ہے اس کے لیے اسی میں آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔

(7) اس سے مقصود نبی ﷺ کو تسکین دینا ہے کیونکہ منافقوں کی تمام شرارتوں اور بے ادبیوں کے باوجود آپ ﷺ اپنی طبعی رحمت و شفقت کی بنا پر چاہتے تھے کہ ان کے لئے معافی کی دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان کی سرکشی حد سے بڑھ چکی تھی۔ (اشرف الحواشی: 662/1)

﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ

"یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر مت خرچ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ منتشر ہوجائیں حالانکہ

خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾

آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن منافق سمجھتے نہیں ہیں" (7)

سوال 1: منافق رسول اللہ ﷺ کے رفقاء پر خرچ کرنے سے اعراض کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿هُمُ الَّذِيْنَ... يَفْقَهُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا﴾ "یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر مت خرچ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ منتشر ہوجائیں" غزوہ بنی المصطلق جسے غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے اس میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کا جھگڑا ہوگیا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لیے لوگوں کو پکارا اس پر عبداللہ ابن اُبی نے انصار سے کہا تم نے ان مہاجرین کی مدد کی، ان کو اپنے ساتھ رکھا، اب نتیجہ تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے ہے۔ یہ تمہارا کھاتے ہیں اور تم پر ہی غرّاتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دیں یہ خود ہی تتر بتر ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا: کہ ہم میں جو عزت والے ہیں وہ ان ذلیل لوگوں کو مدینے سے باہر نکال دیں گے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات سن لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا اس سے پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ ہوا۔ ان کی سچائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمادی جس میں عبداللہ ابن ابی کے کردار کو پوری طرح واضح کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ المنافقون)

(2) نبی ﷺ سے منافق شدید دشمنی رکھتے تھے انہوں نے جب نبی ﷺ کی الفت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں انصار کی بھاگ دوڑ دیکھی تو کہنے لگے ان پر مال خرچ نہ کرو خود ہی منتشر ہو جائیں گے۔

(3) ﴿وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں'' یعنی آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے، جس کے لیے چاہے حصول رزق آسان کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے رزق کا حصول مشکل بنا دیتا ہے۔

(4) ﴿وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ ''لیکن منافق سمجھتے نہیں ہیں'' یعنی منافق محمد ﷺ پر خرچ کرنے سے اس لیے روکتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں رزق کے خزانے ان کی مشیت کے تحت ہیں اور وہ رزق کے مالک ہیں یہ ان کا اندھا پن اور دلوں کی سیاہی اور بیماری ہے کہ انہیں حق سمجھ نہیں آتا۔

(5) منافقوں کو حقیقت سمجھ نہیں آتی وہ سمجھتے ہیں کہ مہاجرین سے اگر انصار تعاون نہیں کریں گے تو وہ بھوکوں مر جائیں گے۔ انہیں یہ حقیقت سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے۔

سوال 2: منافق اسلام کے لیے کیے جانے والے خرچ کو کیوں بند کروانا چاہتے ہیں؟

جواب: منافق یہ چاہتے ہیں کسی طرح دین کا کام رُک جائے اس وجہ سے کبھی وہ کام کرنے والوں کی خرابیاں گنواتے ہیں کبھی کسی اور طریقے سے تنگیوں اور پریشانیوں کا اظہار کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کے لیے خرچ کرنا گھاٹے کا سودا ہے۔ اس طرح وہ اسلام کے لیے کیے جانے والے خرچ کو بند کروا کر دراصل دین اسلام کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔

سوال 3: ''اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں کل خزانے ہیں'' اس سے کیا بات سمجھائی گئی؟

جواب: (1) اس سے یہ سمجھایا گیا کہ رزق کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کا اختیار ہے وہ فیصلے کر سکتا ہے کہ کس کو دے اور کس سے روک لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ تمہارا یہ اختیار نہیں ہے کہ تم رزق روک دینے کے فیصلے کرو۔ تم روکو گے تو اللہ تعالیٰ کوئی اور انتظام کر دے گا۔

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

”وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو لازماً نکال دے گا، حالانکہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے

وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ع 1/8 13

لیے اور اُس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن منافق جانتے نہیں ہیں“ (8)

سوال 1: ﴿يَقُوْلُوْنَ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾ ”وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹے تو عزت والا اُس سے ذلیل کو ضرور نکال دے گا“ یہ واقعہ غزوہ مریسیع میں پیش آیا، جب کچھ مہاجرین اور انصار کے درمیان تلخ کلامی اور شکر رنجی پیدا ہوئی، اس وقت منافقین کا نفاق سامنے آ گیا اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا ظاہر ہوا۔ ان کے سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا: ”ہماری اور ان کی، یعنی مہاجرین کی مثال تو بس ایسے ہے جیسا کہ کسی کا قول ہے: ”اپنے کتے کو موٹا کرو تجھے ہی کھائے گا“ اور کہنے لگا: ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾ ”کہ اگر ہم مدینہ لوٹے تو عزت والا اُس سے ذلیل کو ضرور نکال دے گا۔“ (تفسیر سعدی: 2776/3)

(2) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے جنگ ختم ہونے کے بعد ایک مہاجر نے ایک انصار کے لات ماری اس پر بات بڑھ گئی اور دونوں نے اپنی اپنی جماعت کو مدد کے لیے بلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر وہی جاہلیت کی بات کر رہے ہو چھوڑ دو کریدنے سے بد بو پھیلے گی“ ابن ابی بولا: کیا واقعی مہاجر نے جرأت کی ہے؟ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں کے معزز ترین ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ بقول سیدنا جابر رضی اللہ عنہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی کثرت تھی۔ پھر مہاجروں کی کثرت ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: مجھے اس منافق کی گردن اڑانے دیجیے۔ فرمایا: جانے دو کہیں یہ چرچا نہ ہو جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مار ڈالتا ہے۔ (بیہقی) (مختصر ابن کثیر: 2072/2)

(3) ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ”حالانکہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اُس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے“ یعنی عزت والے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومن ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن منافق جانتے نہیں ہیں''یعنی منافق خود فریبی میں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہی عزت والے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے عزت اور ذلت کے بارے میں کیا وضاحت فرمائی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (1) عزت اور غلبہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ وہ جس کو چاہے عزت اور غلبہ عطا کر دے۔ (2) عزت رسولوں کے لیے ہے جن کو وہ چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے۔ (3) عزت ایمان والوں کے لیے ہے جو اس کے فرمانبردار ہو کر عزت پاتے ہیں۔ (4) معزز صرف وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ معزز سمجھے۔

(5) جسے اہل دنیا معزز سمجھیں یا انسان خود اپنے آپ کو سمجھے تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں اس کا کوئی مقام نہیں۔

(6) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نفاق اور کفر کی وجہ سے کبھی کسی کو عزت نہیں مل سکتی۔

سوال 3: منافق عزت اور ذلت کی حقیقت کو نہیں جانتے اس وجہ سے منافقوں کے اندر کیا تبدیلی آئی؟

جواب: منافق لاعلمی اور ناسمجھی کی وجہ سے مفید کام نہیں کرتے اور نقصان دہ چیزوں سے نہیں بچتے جیسے کم فہم افراد کیا کرتے ہیں یا جیسے نادان بچے اپنے نقصان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نقصان دہ کام کرتے ہیں اسی طرح منافقوں کی زندگی نقصان دہ کاموں سے بھری ہوئی ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے تمہیں غافل نہ کر دیں اور جو لوگ

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

ایسا کریں گے وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں'' (9)

سوال 1: ذکر اللہ کی کثرت کے حکم کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ... الْخٰسِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ان آیات میں مومنوں کو منافقوں کے اخلاق سے ڈرایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(2)﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے تمہیں غافل نہ کر دیں'' اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کثرت سے ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مال اور اولاد کی محبت انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بے شمار بھلائیاں ہیں۔ ان بھلائیوں سے اولاد کی محبت اور ان پر شفقت آڑے آتی ہے۔

(4) اولاد اور مال کی محبت انسان کی جبلت میں ہے اسی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال اور اولاد کو ترجیح دے بیٹھتے ہیں۔

(5)(i) مال اور اولاد کی محبت جب انسان پر غالب آجاتی ہے تو انسان اللہ کے احکامات اور فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ (ii) مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے انسان اللہ کی قائم کردہ حلال و حرام کی حدود کا خیال نہیں رکھتا۔ (iii) مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے انسان محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو نہیں سمجھتا۔ نہ قرآن حکیم پڑھنے کو ذمہ داری خیال کرتا ہے، نہ اس کی تعلیم کو ذمہ داری سمجھتا ہے، وہ نہ اس تعلیم کو سب تک پہنچانے کے لیے سوچنا بھی گوارا کرتا ہے اور نہ دینی ذمہ داریوں کو اپنی ذمہ داری خیال کرتا ہے۔ دین کے دفاع کے لیے اور اسلام کی سربلندی کے لیے غور وفکر بھی کرنا نہیں چاہتا۔ یوں یہ پتہ چلتا ہے کہ مال و اولاد کی محبت انسان کو غفلت تک پہنچا دیتی ہے۔

(6) ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ﴾ ”اور جو لوگ ایسا کریں گے“ جس کو بھی مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کریں گے۔

(7) ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ”وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں“ یعنی وہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے محروم ہو جانے والے ہیں کیونکہ انہوں نے ہمیشہ کی زندگی پر فانی زندگی کو ترجیح دی ہے۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ”تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تو بس آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔“ (التغابن:15)

سوال 2: منافقوں کے تذکرے کے فوراً بعد مال اور اولاد کی محبت کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: منافقین کے تذکرے کے فوراً بعد مال اور اولاد کی محبت کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ محبت ہے جو غفلت میں ڈالتی ہے اور مال و اولاد کی محبت کی وجہ سے ذمہ داریوں سے غافل ہو جانا منافقانہ کردار ہے جو خسارے تک پہنچانے والا ہے۔

سوال 3: مال اور اولاد کے بارے میں مومنوں کا طرزِ عمل کیا ہوتا ہے؟

جواب: (1) مومن مال اور اولاد کے بارے میں سچا شعور رکھتے ہیں۔ وہ مال کو بھی اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی۔ (2) مومن مال کو چونکہ اپنی ذاتی ملکیت نہیں سمجھتا اس لیے رب کی ہدایت کے مطابق کماتا ہے، اور رب کی چاہت کے مطابق اس کی رضا کے حصول کے لیے اپنی ذات پر، اپنے گھر والوں پر اور دینی ضروریات پر خرچ کرتا ہے۔

(3) مومن اپنے مال سے دنیا کے لیے بھی اہتمام کرتا ہے اور جنت بھی کماتا ہے۔ مومن کا نقطہ نظر وسیع ہوتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(4) مومن اپنی اولاد کو چونکہ رب کی امانت سمجھتا ہے اس لیے اپنی اولاد کو اپنا یا کسی اور کا نہیں، اللہ کا غلام بنانے کے لیے تگ ودو کرتا ہے۔ (5) مومن اپنی اولاد کو آگ سے بچانے کی کوششیں کرتا ہے۔ (6) مومن اپنی اولاد کو بھی وحی کی تعلیم دلوانے کے لیے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تعلیم دلوانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

(7) مومن اپنی اولاد کو رب کی رضا کی خاطر جان دینے کے لیے تیار کرتا ہے۔

(8) مومن مال اور اولاد سے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

سوال 4: مال اور اولاد پا کر اہل ایمان کا کردار کیسا ہوتا ہے؟

جواب: (1) مال اور اولاد پا کر اہل ایمان اپنے رب کو یاد رکھتے ہیں۔

(2) اس کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے نعمتیں عطا کیں۔

(3) ان احکام و فرائض کی پابندی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عائد کیے ہیں۔

(4) حلال و حرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔

(5) دنیا میں رہنے کے مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ اور وہ احیائے دین کے لیے اپنا وقت، صلاحیتیں اور مال لگاتے ہیں۔

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ

"اور خرچ کرو اُس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وہ کہے: "اے میرے رب!

اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

تو نے مجھے قریبی مدت تک مہلت کیوں نہ دی؟ کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا" (10)

سوال: موت سے پہلے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب کی وضاحت ﴿وَاَنْفِقُوْا ... الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ "اور خرچ کرو اُس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے" اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے کہ اس سے پہلے کہ موت آ جائے اور مہلت ختم ہو جائے اور بے بسی اور ندامت کام نہ آئے خرچ کر ڈالو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (99) لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ "یہاں تک کہ جب ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی ایک پر موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب! مجھے لوٹا دے۔ تاکہ میں اس (دنیا) میں نیک کام کروں جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں، بس ایک بات ہے جو وہ کہنے والا ہے اور اُس دن تک ان سب کے آگے ایک برزخ ہے جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔'' (المومنون:100,99)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ﴾ ''اور آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں جب اُن پر عذاب آجائے گا تو ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑا قریب کے وقت تک مہلت دے، ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ اور کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تمہارے لیے کوئی زوال نہیں؟'' (ابراہیم:44)

(3) اس حکم میں تمام نفقات واجبہ، مثلاً: زکوۃ، کفارات، اہل وعیال اور غلاموں وغیرہ کا نان ونفقہ اور تمام نفقات مستحبہ، مثلاً: تمام مصالح میں مال خرچ کرنا شامل ہیں یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسے نفقے کا مکلف نہیں بنایا جو ان کے لیے نہایت مشکل ہو اور ان پر شاق گزرے بلکہ ان کو اس رزق میں سے کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکالنے کا حکم دیا ہے جو اسی نے ان کو عطا اور میسر کیا اور اس کے اسباب مہیا کیے۔ پس انہیں چاہیے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کی مالی مدد کر کے اس ہستی کا شکر ادا کریں جس نے ان کو رزق عطا کیا ہے اور موت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر لیں۔ موت جب آجائے گی تو بندے کے لئے ممکن نہ ہو گا کہ وہ ذرہ بھر بھی بھلائی کر سکے۔ (تفسیر سعدی:3/2777)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا صدقہ بڑا ہے؟ تو فرمایا: ''تو صدقہ کرے اس حال میں کہ تو تندرست اور حریص ہو اور محتاجی کا خوف کرتا ہو اور مالداری کا امیدوار ہو اور تو دیر نہ کر یہاں تک کہ سانس گلے میں آجائے تو اس وقت تو کہے اتنا فلاں کا ہے اور اتنا فلاں کا۔ اب تو وہ فلاں (وارث) کا ہو ہی چکا ہے۔'' (صحیح مسلم:2382)

(5) ﴿فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''تو وہ کہے: اے میرے رب! تو نے مجھے قریبی مدت تک مہلت کیوں نہ دی؟ کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا'' یعنی اے میرے رب مجھے مہلت دے دے کہ میں صدقہ کر کے تیرے عذاب سے بچ جاؤں۔ یعنی میں تیرے احکامات بجالا کر اور تیرے نواہی سے رک کر صالحین میں شامل ہو جاؤں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زندگی ناقابل اعتبار ہے اس لیے نیک کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے مثلاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا، حج کرنا وغیرہ۔

(7) اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرلو پھر مہلت مانگو گے سب کچھ لٹادینا چاہو گے لیکن موقع نہیں ملے گا۔

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

''اور اللہ تعالیٰ کسی جان کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اُس کی مقررہ مدت آجائے گی اور اللہ تعالیٰ اُس سے

ع 2/3 14

بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'' (11)

سوال 1: مقررہ مدت آنے کے بعد ڈھیل نہیں ملتی، اس کی وضاحت ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کسی جان کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اُس کی مقررہ مدت آجائے گی'' یعنی مقررہ مدت آجانے پر اللہ تعالیٰ کسی کو ڈھیل نہیں دیتا اور وہ خوب جانتا ہے کہ کس کی نیت میں خلوص ہے۔ اگر یہ دنیا میں واپس بھیج بھی دیے جائیں تو پھر اس کی بہاروں اور رنگینیوں میں کھو کر رہ جائیں گے۔

(2) دنیا میں لوٹنے کی تمنا صرف کافر کریں گے۔

(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے'' اور پھر ہاتھ گدی پر رکھا پھر کھولا اور پھیلایا اور دراز کیا اور فرمایا: ''یہ اس کی امید ہے، یہ اس کی امید ہے۔'' (جامع ترمذی: 2334)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے کسی حصے کو چھوا اور فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہو گویا کہ اجنبی ہو یا راہ چلتے مسافر اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔ مجاہد کہتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ''جب تم صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور جب شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو کیونکہ اے اللہ کے بندے! تم نہیں جانتے کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا۔'' (جامع ترمذی: 2333)

(5) ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'' رب العزت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کو اپنے اعمال کی اصلاح کی ترغیب دلائی ہے تاکہ وہ آخرت کے لیے زادِ راہ لے لیں۔ اور یہ بات جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر مطلع ہے اور ان کی خبر رکھتا ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ ہر انسان کے اچھے برے اعمال سے باخبر ہے۔ وہ نیتوں کے حال بھی جانتا ہے اور اعمال کی بھی اسے خبر ہے۔ وہ اپنے علم کے مطابق اچھے برے اعمال کی جزا دے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے خبیر ہونے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے خبیر ہونے کا شعور اس لیے دلایا ہے کہ انسان اپنے اعمال کی فکر کر لیں۔

اٰیَاتُهَا 18 — 64- سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ - 108 — رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں 2 رکوع اور 18 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 64 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 108 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫

”اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“ (1)

سوال 1: اللہ تعالیٰ مختار کل ہے ساری کائنات تسبیح خواں ہے، اس کی وضاحت ﴿يُسَبِّحُ ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے“ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے، اسی کا تصرف ہے۔ وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ وہی مختار کل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2) یہ آیات کریمہ اللہ تعالیٰ کے عظیم اوصاف کے وسیع حصے پر مشتمل ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل الوہیت، بے پایاں غنا اور تمام مخلوق کے اس کے سامنے محتاج ہونے کا ذکر فرمایا ہے، نیز ذکر فرمایا کہ زمین اور آسمان کی تمام مخلوق اپنے رب کی حمد وثنا کے ذریعے سے اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2778/3)

(3) ﴿لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ﴾ "اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے سب تعریف ہے" اس کے اقتدار سے کوئی چیز باہر نہیں۔ حمد وثنا کا صرف وہی مالک ہے۔ اس کے لیے حمد ہے اس بناء پر کہ وہ صفات کمال کا مالک ہے۔ اس کے لیے حمد ہے اس بناء پر کہ اس نے تمام اشیاء کو وجود بخشا، اس کے لیے حمد ہے کہ اس نے احکام شریعت مشروع کیے اور مخلوق کو نعمتیں عطا کیں۔ اس کی قدرت سب کو شامل ہے۔ موجودات میں سے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ "ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے یقیناً وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل:44)

(5) ﴿وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ "اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے" وہ ہر چیز کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور کسی چیز سے عاجز نہیں ہے۔ (ایسر التفاسیر:1636)

(6) وہ ہر چیز پر قادر ہے، جو چاہے کرے، نہ کوئی رکاوٹ پیدا کرے اور نہ کوئی مزاحم ہو اور جس چیز کو نہ چاہے، کسی کی طاقت نہیں کہ اسے وجود میں لے آئے۔ (مختصر ابن کثیر:2074/2)

سوال 2: آسمان وزمین کی تسبیح سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: (1) آسمان وزمین کی تسبیح سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آسمان بھی مومن ہے اور زمین بھی مومن ہے۔

(2) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آسمان وزمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا بادشاہت کسی کی نہیں۔ اس کے سوا اختیار کسی کا نہیں۔ اگر کسی کا اختیار ہے تو اس کا ذاتی نہیں، اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے۔ اگر کسی کے پاس مال ہے تو وہ بھی اس کا ذاتی نہیں اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شعور کا ایمان لانے والے کے ذہن پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شعور سے ایمان لانے والے کا ذہن متاثر ہوتا ہے۔ وہ یہ حقیقت جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

11

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قدرت ہی ہر چیز میں کارفرما ہے۔اسی کا ارادہ ہے، اسی کا اختیار ہے۔اس یقین کے بعد وہ اپنے آپ کو قدرت کے سپرد کر دیتا ہے کہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے۔وہ راضی برضا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَ اللّٰهُ

''وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کو خوب

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو''(2)

سوال1:اللہ تعالیٰ ہدایت کا حق رکھنے والوں کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِيْ ... بَصِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ﴾ ''وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے'' یعنی وہ تم سب کا خالق ہے۔اچھے اور برے انسانوں کی تخلیق اسی کی ہے۔

(2)﴿فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ ''پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے'' اللہ تعالیٰ کے ارادے سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن۔

(3)اللہ تعالیٰ کامل طریقے سے جانتا ہے کہ کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون ہدایت کا حق نہیں رکھتا۔

(4)پس ان کا ایمان اور کفر تمام اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے، یہی اس کی مشیت ہے، اس نے ان کو قدرت اور ارادہ عطا کیا جس کی بنا پر وہ امر و نہی میں سے جس چیز کا ارادہ کریں، اس کا اختیار رکھتے ہیں۔(تفسیر سعدی:2779,2778/3)

(5)زجاج رحمہ اللہ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ کافر اور اس کے کفر کا خالق ہے جس کو وہ اختیار کرتا ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفر کا خالق ہے۔اور اس نے مومن کو تخلیق کیا اور اس کے ایمان کو جس کے ساتھ وہ کام کرتا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ ایمان کا خالق ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے تخلیق کرنے کے بعد کافر کفر کرتا ہے اور کفر کو اختیار کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اسی کا اندازہ کیا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے۔کیونکہ مقدر کے خلاف کوئی چیز وجود میں آنے سے عاجز ہے اور معلوم کے خلاف کسی چیز کا وجود جہالت ہے۔(فتح القدیر:287/5)

(6)﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اُس کو خوب دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہارے اعمال کو وہ دیکھتا ہے اور ان کا پورا علم رکھتا ہے۔اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور وہ تمہیں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جزا دینے والا ہے لہٰذا اس کے اوامر و نواہی کی مخالفت سے ڈرو۔(جامع البیان:126/28)

(7) اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال خیر و شر کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔اسی بناء پر وہ سب کو ان کے اچھے اور برے اعمال کی جزا دے گا۔رب العزت نے فرمایا:﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾ ”وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔“ (الملک:2)

سوال 2: انسان کو اپنے عمل پر جزا کیوں ملے گی؟

جواب: (1) انسان اپنے ارادہ سے عمل اختیار کرتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کفر کا خالق بھی ہے اور ایمان کا خالق بھی لیکن جو کفر اختیار کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اس لیے کافر بننے کی سزا ہے۔اور جو ایمان کا راستہ اختیار کر کے مومن بنتا ہے وہ اپنے ارادے سے بنتا ہے اس لیے اس کی جزا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے انسان کو برائی بھلائی کی پہچان دی ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر، کتابیں عطا کر کے اپنے دین کو واضح کیا ہے۔اب اپنی عقل اور وحی کے علم کے ساتھ وہ اپنے لیے ایمان کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔اگر وہ کرے تو اس کے لیے جزا ہے۔اور اگر نہ کرے تو سزا ہے۔

(4) انسان کو اس کے اعمال پر جزا اس لیے ملے گی کہ اس کے اعمال کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

”اُس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں تو اچھی صُورتیں بنائیں

وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ﴾

اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے“(3)

سوال 1: زمین و آسمان اور انسان کو مصلحت کے تحت بنایا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿خَلَقَ ... الْمَصِیْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ ”اُس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے“ یعنی اس نے زمین و آسمان اور ان تمام چیزوں کو جو ان کے اندر ہیں حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور اس مقصد کے لیے جو اسے مطلوب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ”وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا پھر اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں، پس بہت ہی اچھی تمہاری صورتیں بنائیں اور اُس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، پس بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ، سارے جہانوں کا رب ہے۔“ (غافر:64)

(2)﴿وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ ”اور اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں تو اچھی صُورتیں بنائیں“ یعنی انسان تمام زمینی مخلوقات میں سب سے زیادہ اچھی صورت والا ہے۔

(3)اللہ تعالیٰ نے ماؤں کے رحم میں اپنے بندوں کی صورتیں بنائیں اور انسان کو خوبصورت اور دل کش بنایا، رب العزت نے فرمایا:﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ ”بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔“ (التین:4)

(4)﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝﴾ ”اے انسان! اپنے رب کریم کے بارے میں تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا؟ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے درست بنایا، پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں اُس نے چاہا تجھے جوڑ دیا۔“ (الانفطار:6-8)

(5)انسان کو اللہ تعالیٰ نے روحانی اور شعوری اعتبار سے بھی بہترین بنایا اور قابلیتوں کے لحاظ سے بھی بہترین بنایا۔

(6)﴿وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ ”اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے“ یعنی اے انسانو! سب انسانوں نے لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

(7)اس سے مراد قیامت کے دن کا لوٹنا ہے جب اعمال کی جزا و سزا کے فیصلے ہوں گے اور نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا کہ ان کا شکر ادا کیا یا ناشکری کی؟

(8)اللہ تعالیٰ نے محاسبے اور مواخذے کا شعور دلایا ہے۔ وہ عادل ہے، حق پر فیصلے کرنے والا، سب پر غالب اور کمال حکمت رکھنے والا ہے۔

سوال 2: ”کائنات کی تخلیق حق پر ہے“ اگر کسی شخص کو اس کا شعور نصیب ہو جائے اور یہ یقین اس کے اندر اتر آئے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب: (1) ”کائنات کی تخلیق حق پر ہے“ اس شعور اور یقین سے انسان کا اپنے دین پر اعتماد قائم ہوتا ہے کیونکہ دین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی بنیاد حق ہے۔

(2) انسان جب کائنات کو حق پر قائم دیکھتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ حق غالب آئے گا اور حق باقی رہے گا اور باطل تو جھاگ ہے جو اُڑ جائے گا۔

﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ

''وہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

اور اللہ تعالیٰ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے'' (4)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے، اس کی وضاحت ﴿يَعْلَمُ ... بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''وہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے'' اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات، سارے واقعات، غیب اور حاضر کا، ظاہر اور باطن کا کامل علم رکھنے والا ہے۔

(2) ﴿وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال، افعال اور نیتوں کو جانتا ہے۔ ان میں سے جو ظاہر ہے اور جو پوشیدہ ہے وہ سب کا علم رکھتا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1637,1636)

(3) ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے'' یعنی جو کچھ تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو اور جو تمہارے سینوں کے اندر اچھے بھید چھپے ہوئے ہیں یا گندے، نیک نیتیں مستور ہیں یا برے مقاصد، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے تو ایک عقل مند دیدہ ور شخص پر یہ بات متعین ٹھہری کہ وہ اپنے باطن کی اخلاق رذیلہ سے حفاظت کرے اور اخلاق جمیلہ سے متصف ہونے کا حریص ہو اور اس کی کوشش کرے۔ (تفسیر سعدی: 2779/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کا شعور ایمان رکھنے والے پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کے شعور کی وجہ سے ایمان رکھنے والا ہر وقت خود کو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں محسوس کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اللہ تعالیٰ کی نظروں کے احساس سے انسان کے اندر ڈر پیدا ہوتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے انسان کی ہر حرکت کا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ یوں وہ خدا رُخی زندگی گزارتا ہے۔

﴿اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِھِمْ وَلَھُمْ

''کیا تمہارے پاس اُن کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا؟ پھر وہ اپنے کام کا وبال چکھ چکے اور اُن کے لیے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

دردناک عذاب ہے'' (5)

سوال: ﴿اَلَمْ یَاْتِکُمْ ... اَلِیْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ﴾ ''کیا تمہارے پاس اُن کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا؟'' رب العزت نے اپنے وجود کے دلائل اور اپنی عظیم صفات کے تذکرے کے بعد جن سے اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے، پہلی قوموں کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے نبوت اور بعث کا انکار کیا۔

(2) رب العزت نے سوال کیا ہے کہ کیا تمہارے پاس پہلی قوموں کے حالات کی خبریں نہیں پہنچیں جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال پر عذاب کا مزا چکھایا اور آخرت کے عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

(3) ان لوگوں کے پاس جب رسول حق لے کر آئے تو انہوں نے حق کو جھٹلایا اور اس کے ساتھ دشمنی رکھی۔

(4) ﴿فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِھِمْ﴾ ''پھر وہ اپنے کام کا وبال چکھ چکے'' یعنی انہیں دنیا میں اپنے کفر کی سزا دی گئی۔

(5) ﴿وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ ''اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے'' یعنی آخرت میں ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا دردناک عذاب ہے۔

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّهٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا ۫

''یہ اس لیے ہے کہ یقیناً اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ آتے رہے تھے تو انہوں نے کہا: ''کیا انسان ہماری راہنمائی کریں

فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ﴾

گے؟'' چنانچہ انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی اُن سے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے، تمام خوبیوں والا ہے'' (6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: پچھلی قوموں کی ہلاکت کا سبب رسولوں کو جھٹلانا تھا، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ ... حَمِيْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ﴾ "یہ" یعنی دنیا اور آخرت کا عذاب۔

(2) ﴿بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ "اس لیے ہے کہ یقیناً اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ آتے رہے تھے" یعنی عذاب کی وجہ یہ تھی کہ ان کے رسول جب ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے ناگواری کا اظہار کیا اور ان کی رسالت کے بارے میں اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

(3) ﴿فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا﴾ "تو اُنہوں نے کہا: "کیا انسان ہماری راہ نمائی کریں گے؟" یعنی ہمیں انسان کیسے ہدایت دے سکتا ہے؟ کسی بشر کا رسول ہونا ناممکن ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ "اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو انہیں کسی چیز نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں اس کے سوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟" (بنی اسرائیل:94)

(4) ﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ "اُن کے رسولوں نے کہا کہ کیا اُس اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور تمہیں ایک مدتِ مقررہ تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا کہ تم اور کچھ نہیں مگر ہمارے جیسے انسان ہی ہو، تم چاہتے ہو کہ ان سے ہمیں روک دو، جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے چنانچہ تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔" (ابراہیم:10)

(5) ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾ "اور اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور جن کو دنیا کی زندگی میں ہم نے خوش حال رکھا تھا اُنہوں نے کہا: "یہ تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہے، یہ اس میں سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہ اس میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔" (المومنون:33)

(6) ﴿فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا﴾ "چنانچہ اُنہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا" یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے سے منہ پھیر لیا۔

(7) ﴿وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ﴾ "اور اللہ تعالیٰ بھی اُن سے بے پرواہ ہو گیا" اللہ تعالیٰ نے ان سے نظرِ رحمت پھیر لی ہے۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے نیاز ہے اسے کسی کی گمراہی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسے ان کی پرواہ نہیں ہے۔

(8) مقاتل رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے غلبے کی وجہ سے اپنے بندوں کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔(تفسیر قرطبی:102/9)

(9)﴿وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ، تمام خوبیوں والا ہے“ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بے نیاز اور مخلوق پر اپنی نعمتوں اور اپنے افعال کی وجہ سے قابل تعریف ہے۔(ایسر التفاسیر:1637) (10) وہ ایسا غنی ہے جو ہر لحاظ سے غنائے کامل اور مطلق کا مالک ہے۔ وہ اپنے اقوال، افعال اور اوصاف میں قابل تعریف ہے۔(تفسیر سعدی:2780/3)

(11) اللہ تعالیٰ کے غنی ہونے سے مراد ہے کہ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اس کی عبادت نہ کرے تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔

(12)(i) اللہ تعالیٰ کے حمید ہونے سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں قابل تعریف ہے۔(ii) تمام مخلوقات اس کی حمد کرتی ہیں۔(iii) اللہ تعالیٰ کسی کی حمد کا محتاج نہیں وہ خود ہی قابل تعریف ہے۔

سوال 2: کفر لوگوں کے لیے عذاب کا باعث بنتا ہے پھر بھی لوگ اسے اختیار کرتے ہیں، اس کا سبب کیا ہے؟

جواب: (1) کفر کو لوگ اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ وہ بشر کو رسول تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

(2) لوگ کفر اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ انسان کا ہدایت لے کر آنا، اُن کی راہ نمائی کرنا ان کے لیے قابل قبول نہ تھا۔ اب بھی جو لوگ رسول کو بشر نہیں مانتے وہ ان کی ہدایات کی اتباع نہیں کرتے۔

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ

”جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجیے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم!

بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾

تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا تمہیں ضرور بتایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت آسان ہے“(7)

سوال: زندگی بعد الموت برحق ہے، اس کی وضاحت ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ۔۔۔يَسِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا﴾ ”جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے“ یعنی جھوٹے لوگوں نے کہا کہ وہ قبروں سے ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(2)﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾ ”آپ کہہ دیجیے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے“ رب العزت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے نبی ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ کہہ دیں اللہ کی قسم! تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا، تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾ ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ واقعی حق ہے؟ آپ فرمادیں کہ ہاں میرے رب کی قسم! یقیناً وہ حق ہے اور تم ہرگز عاجز کرنے والے نہیں۔'' (یونس:53)

(3)﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ قیامت ہم پر نہیں آئے گی، آپ کہہ دیں کہ کیوں نہیں! قسم ہے میرے عالم الغیب رب کی! وہ تم پر ضرور آئے گی، اُس سے ذرہ برابر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ذرے سے چھوٹی اور نہ ہی اس سے بڑی مگر ایک واضح کتاب میں ہے۔'' (سبا:3)

(4)﴿ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ ''پھر جو کچھ تم نے کیا تمہیں ضرور بتایا جائے گا'' یعنی زندہ کرنے کے بعد تمہارے بڑے چھوٹے، کھلے چھپے سب اعمال تمہیں بتادیں گے۔

(5)(i) اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کی پوری پوری جزا کے لیے ایک ایسے دن میں انصاف کرنا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ (ii) دنیا میں ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا بدلہ نہیں ملتا اس لیے یوم الدین میں ہر ایک کو پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (iii) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا انسان کو اپنی زندگی کا مقصد پورا کرنے کے لیے نیک اعمال کرنے ہیں۔

(6)﴿وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت آسان ہے'' اس کے لیے دوبارہ زندہ کرنا اور اعمال کا بدلہ دینا بہت آسان ہے۔

(7) اس سے مراد ہے تمہارے لیے جس چیز کو سمجھنا مشکل ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا کرنا آسان ہے۔

﴿فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ

''چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا ہے ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

اس سے جو تم عمل کرتے ہو خوب باخبر ہے'' (8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت کی وضاحت ﴿فَاٰمِنُوْا ... خَبِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ "چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لے آؤ" رب العزت نے اس چیز کا حکم دیا جو بدبختی سے بچانے والی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، اس کی کتاب اور موت کے بعد کی زندگی پر ایمان ہے۔

(2) ﴿وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾ "اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا ہے" یعنی قرآن پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو نور سے موسوم کیا ہے کیونکہ اس کی ضد تاریکی ہے۔ جو احکام، قوانین اور اخبار اس کتاب میں ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، روشنی ہیں جس کے ذریعے سے جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں راہ نمائی حاصل ہوتی ہے اور جس کے ذریعے سے رات کی سیاہ تاریکی میں چلا جاتا ہے کتاب اللہ کی راہ نمائی کے سوا تمام علوم ایسے ہیں جن کے نقصانات ان کے فوائد سے بڑھ کر اور جن کا شر ان کے خیر سے زیادہ ہے بلکہ اس میں کوئی خیر اور کوئی فائدہ ہی نہیں سوائے اس کے جو انبیاء و مرسلین کی لائی ہوئی تعلیمات کے موافق ہو۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر ایمان، عزم کامل ان (احکامات وقوانین) پر یقین صادق، اس تصدیق کے مقتضیٰ، یعنی اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کا تقاضا کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2781/3)

(4) قرآن نور ہے کیونکہ وہ ہر چیز کی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ پھر اس سے لوگ راہ نمائی پاتے ہیں جیسے روشنی کی وجہ سے راستہ دیکھنا ممکن ہوتا ہے اسی طرح زندگی میں سیدھے راستے کو قرآن روشن کرتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے بعث اور جزا و سزا کے معاملے کو سچ ثابت کرنے کے بعد ایمان کی دعوت دی ہے کہ اب جزا و سزا کا تقاضا یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔

(6) ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ "اور اللہ تعالیٰ اس سے جو تم عمل کرتے ہو خوب باخبر ہے" اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ وہ تمہارے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔ تم اس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے۔ وہ تم سب کو تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

"جب اجتماع کے دن کے لیے وہ تم سب کو جمع کرے گا، وہی ہار جیت کا دن ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

تو وہ اُس کی برائیاں اُس سے دور کردے گا اور اُس کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

اُس میں رہنے والے ہیں ہمیشہ ہمیشہ، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"(9)

سوال 1: قیامت کا دن یوم الجمع اور یوم التغابن ہے، اس کی وضاحت ﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ... التَّغَابُنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ﴾ "جب اجتماع کے دن کے لیے وہ تم سب کو جمع کرے گا" قیامت کا دن ہی جمع کرنے والا دن ہے۔ اس دن پہلوں اور پچھلوں کو حساب اور جزا کے لیے ایک چٹیل میدان میں جمع کیا جائے گا۔ اس دن وہ پکارنے والے کی آواز کو سنیں گے۔ اس دن ہولناک مقام پر سب کو ان کے اعمال کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا۔

(2) قیامت کو یوم الجمع اس لیے کہا گیا ہے کہ اس دن پہلے پچھلے سب جمع ہوں گے۔ سب آواز سنیں گے۔ ہر ایک آخر تک دیکھ رہا ہوگا۔ کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ﴾ "بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، وہ ایسا دن ہے جس کے لئے سب جمع کیے جائیں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا۔" (ہود: 103)

(3) ﴿قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ "آپ کہہ دیں بلاشبہ پہلے اور پچھلے ایک معلوم دن کے مقررہ وقت پر یقیناً جمع کیے جانے والے ہیں۔" (الواقعہ: 50,49)

(4) ﴿ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ "وہی ہار جیت کا دن ہوگا" تغابن۔ غبن معروف لفظ ہے بمعنی چوری چھپے کسی دوسرے کا حق مار لینا، اور تغابن بمعنی چوری ایک دوسرے کے حقوق، خواہ ان کا تعلق مال و دولت سے ہو یا دوسرے حقوق سے، مارنے کی کوشش کرنا۔ (تیسیر القرآن: 4/464)

(5) یعنی مومن اس دن کافروں کا حق مار لیں گے جنت میں ان کے جو گھر ہیں ان کو مومن لے لیں گے اور کافر جہنم میں جو مومنوں کا مقام ہے اس کو لے لیں گے۔

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے ائمہ تفسیر نے قیامت کو یوم التغابن کہنے کی وجہ بیان کی ہے اور بہت سے ائمہ تفسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ اس دن غبن اور خسارے کا احساس صرف کفار، فجار اور اشقیاء ہی کو نہیں بلکہ صالحین مؤمنین کو بھی اس طرح ہوگا کہ کاش ہم عمل اور زیادہ کرتے تاکہ جنت کے مزید درجات حاصل کرتے، اس روز ہر شخص کو اپنی عمر کے اوقات پر حسرت ہوگی جو فضول ضائع کئے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور پوری مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو یہ مجلس قیامت کے روز اس کے لئے حسرت ہوگی۔'' (تفسیر معارف القرآن: 466/8)

(7) کافروں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں لے لیا انہوں نے خسارہ اٹھایا اور اس میں انہیں کوئی نفع نہیں ہوا۔ اس دن مومن جنہوں نے اپنی جانوں کو جنت کے بدلے میں فروخت کیا اس کا نفع اٹھائیں گے اور خسارہ نہیں اٹھائیں گے۔

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ آدمی ہے جس کے پاس مال و اسباب نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم: 6579)

(9) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یوم التغابن قیامت کا ایک نام ہے۔ اس نام کی ایک وجہ یہ ہے کہ اہل جنت اہل دوزخ کو نقصان میں ڈالیں گے۔ سیدنا مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے زیادہ تغابن کیا ہوگا کہ ان کے سامنے انہیں جنت میں اور ان کے سامنے انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔ (ابن کثیر: 366)

سوال 2: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ ... الْعَظِيْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ پر ایسا ایمان رکھتا ہے جو کامل ہے جس کا رب العزت نے حکم دیا ہے۔

(2) ﴿وَيَعْمَلْ صَالِحًا﴾ ''اور نیک عمل کرے'' یعنی جو نیکی کے کام اللہ تعالیٰ کی خوشی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتے ہیں۔

(3) ﴿يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ﴾ ''تو وہ اُس کی برائیاں اُس سے دور کردے گا''

(4) ﴿وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ ''اور اُس کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں"یعنی جنت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہوگی۔اس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل تمنا کریں گے اور جس کی طرف روحوں کی رغبت ہوگی۔(5)﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا﴾"وہ ہمیشہ اُس میں رہنے والے ہیں ہمیشہ ہمیشہ"یعنی اس جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہ مریں گے اور نہ اس سے نکلیں گے۔(جامع البیان:129/28)

(6)﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾"یہی بہت بڑی کامیابی ہے"یعنی برائیوں کو دور کرنا اور ایسی جنتوں میں داخل کرنا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ بڑی کامیابی ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

"اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، یہی لوگ آگ والے ہیں جو اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾

اور لوٹ کر جانے کی بہت بری جگہ ہے"(10)

ع 1 10 15 التغابن

سوال:﴿وَالَّذِيْنَ...الْمَصِيْرُ﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾"اور جن لوگوں نے کفر کیا"یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اس کی ملاقات کا انکار کیا۔(2)﴿وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ﴾"اور ہماری آیات کو جھٹلایا"یعنی قرآن کا اور اس پر عمل کرنے کا انکار کیا۔

(3)یعنی انہوں نے واضح دلائل کو جھٹلایا۔

(4)﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾"یہی لوگ آگ والے ہیں جو اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور لوٹ کر جانے کی بہت بری جگہ ہے"یہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور کتنا برا ہے وہ ٹھکانہ جہاں ہر بدبختی، ہر مصیبت اور عذاب ہوگا۔یاارحم الرحمین!ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالینا جن سے آپ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرنا جن کو آپ نے وعیدیں دی ہیں۔(آمین)

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ

"اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کوئی مصیبت نہیں پہنچتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"(11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: مصیبت اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے پہنچتی ہے، اس کی وضاحت ﴿مَآ اَصَابَ ... بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کوئی مصیبت نہیں پہنچتی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہے۔'' (2) یہ آیت کریمہ جان، مال، اولاد اور احباب کے مصائب وغیرہ سب کو شامل ہے، چنانچہ بندوں پر نازل ہونے والے تمام مصائب اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر سے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے، اس پر اس کا قلم جاری ہو چکا، اس پر اس کی مشیت نافذ ہو چکی اور اس کی حکمت نے اس کا تقاضا کیا۔ مگر اصل معاملہ یہ ہے کہ آیا بندے نے اس ذمے داری کو پورا کیا جو اس مقام پر اس پر عائد تھی یا وہ اس کو پورا نہ کر سکا؟ اگر اس نے اس ذمے داری کو پورا کیا تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں ثواب جزیل اور اجر جمیل ہے۔ (تفسیر سعدی: 2784,2783/3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾ ''کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ ہی تمہاری ذات میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اُسے پیدا کریں وہ ایک کتاب میں ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے۔'' (الحدید: 22)

(3) واضح رہے کہ مصائب تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو لوگوں کے اپنے اعمال کے نتیجہ یا شامت اعمال کے طور پر آتے ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ﴾ ''لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا'' دوسرے وہ مصائب جن سے ایمانداروں کو آزمائش اور تربیت کیلئے گزارا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ﴾ ''اور یقیناً ہم تمہیں خوف اور بھوک سے، مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان میں سے کسی نہ کسی چیز سے ضرور آزمائیں گے۔ تیسرے وہ جن کا تعلق مندرجہ بالا دونوں اقسام سے نہیں ہوتا اور وہ محض اتفاقی قسم کے حوادث ہوتے ہیں۔ ایسے مصائب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔''
(تیسیر القرآن: 466,465/4)

(4) یعنی کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر کے بغیر نہیں ہلتا۔ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مصیبت پہنچی پھر اس پر صبر کرے اور اس کی رضا پر راضی رہے اور اس کی قضا کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور اپنی بہتری کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کی کھوئی ہوئی دنیا کے لیے ہدایت کی درخشانی اور یقین کی چمک پیدا کر دیتا ہے اور کبھی اس کے بدلے دنیا ہی میں اس کے برابر یا اس سے زیادہ نعمت مل جاتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مصائب سے انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوجاتا ہے اوراسے پختہ یقین ہوجاتا ہے کہ جو مصیبت آئی وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو نہیں آئی وہ آنے والی نہ تھی۔

(5) مومن پر دو چیزیں واجب ہیں سعی اور توکل۔ سعی سے مراد خیر کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے استطاعت کے مطابق اس راستے پر چلنے کی کوشش کرنا ہے۔ دوسرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر سے واقع ہوتی ہے پھر نہ وہ غم کھاتے ہیں اور جو شر واقع ہوتا ہے اس پر غمگین نہیں ہوتے اور خوشی کے موقع یا خیر پہنچنے پر اتراتے نہیں۔

سوال 2: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ ... عَلِيْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کسی پر کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اس کے دل کو اپنے حکم سے سر تسلیم خم کرنے کی توفیق دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوجاتا ہے۔

(2) جو ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو بھلائی میں اضافے کے لیے کھول دیتا ہے اور اس کے قدم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں چلا دیتا ہے اور اس سے عظیم اور کون سی نعمت ہوسکتی ہے؟ وہ خیر کے کاموں میں آگے نکل جاتا ہے اور غم وحزن کے موقع پر اسے راحت ملتی ہے اور نفس کو اطمینان ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر وہ اعتماد کرتا ہے۔ (تفسیر مراغی: 107/10)

(3) پھر جب وہ اس حقیقت پر ایمان لے آیا کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تب اس پر راضی ہوا اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ہدایت سے بہرہ مند کر دیتا ہے، پس وہ مطمئن ہوجاتا ہے، تب وہ مصائب کے وقت گھبراتا نہیں جیسا کہ اس شخص کا وتیرہ ہے جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا نہیں کرتا۔ مصائب کے وارد ہونے پر اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدمی اور موجبات صبر کو قائم کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، اس سے اس کو دنیاوی ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ، جزا وسزا کے دن کے لئے ثواب کو ذخیرہ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ''یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا'' (الزمر: 10) اس سے یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ جو کوئی مصائب کے وارد ہونے پر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کا لحاظ نہیں کرتا بلکہ محض اسباب کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے، تو اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے۔ جب بندہ نفس پر بھروسا کرتا ہے تو نفس کے پاس چیخ و پکار اور بے صبری کے سوا کچھ نہیں، یہ وہ فوری سزا ہے جو آخرت کی سزا سے پہلے بندے کو اس دنیا میں اس پاداش میں ملتی ہے کہ اس نے صبر میں کوتاہی کی جو اس پر واجب تھا۔ (تفسیر سعدی:2784,2783/3)

(4) اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے تو مصائب کے خاص وقت میں بھی اللہ اس کے دل کو ہدایت عطا کرتا ہے۔ رہی وہ چیز جو عموم لفظی کی حیثیت سے اس سے تعلق رکھتی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ ہر وہ شخص جو ایمان لایا، یعنی ایسا ایمان جو مامور بہ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا۔ پھر ایمان جن لوازم و واجبات کا تقاضا کرتا ہے، اس کے ایمان نے ان کی تصدیق کی۔ بلاشبہ یہی سبب جس کو بندے نے اختیار کیا، اس کے اقوال و افعال، اس کے تمام احوال اور اس کے علم و عمل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ہدایت کا سب سے بڑا سبب ہے۔ یہ بہترین جزا ہے جو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو عطا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں ثابت قدمی سے بہرہ مند کرتا ہے۔ اصل ثابت قدمی دل کی ثابت قدمی، اس کا صبر اور ہر قسم کے فتنے کے وارد ہونے کے وقت اس کا یقین ہے چنانچہ فرمایا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ایک پختہ بات سے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے۔“ (ابراہیم:27) پس اہل ایمان کے دل لوگوں میں سب سے زیادہ راہ ہدایت پر ہوتے ہیں اور وہ گھبراہٹ اور خوف کے موقعوں پر سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایمان ہے۔ (تفسیر سعدی:2784,2783/3)

(5) سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو (اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے، تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)۔“ (مسلم:7500)

(6) ﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“ اللہ تعالیٰ اشیاء کا کامل علم رکھتا ہے وہ دلوں اور ان کے احوال کا کامل علم رکھتا ہے اور وہ پوشیدہ اور ظاہر سب کی خبر رکھتا ہے۔ اس لیے اس سے ڈر جائیں اور پوشیدہ اعلانیہ معاملات کی نگہبانی کریں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ﴾ ”تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔“ (بخاری:50) (7) یعنی تمہارے ایمان کے مراتب، تمہارے دلوں کے راز اور تمہارے اعمال کے حالات و آفات اور اس کے خلوص کا کامل علم رکھتا ہے۔ (تفسیر قاسمی:184/16)

(8) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پہنچنے والی مصیبت سے یہ شعور دلایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں۔ انسان مصیبت میں دعائیں کرتا ہے تو اس یقین کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ میرے حال سے باخبر ہے اور اللہ تعالیٰ میری مصیبت دور کر سکتا ہے۔ یوں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصیبت سے اللہ تعالیٰ کے علم کا شعور یقینی طور پر ملتا ہے۔

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

”اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اگر تم پھر جاؤ تو ہمارے رسول پر محض

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾

صاف صاف پہنچا دینا ہے“ (12)

سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے حکم کی وضاحت ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ...الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو“ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اس کے اوامر کی تعمیل کریں اور نواہی سے اجتناب کر کے ان کی اطاعت کریں۔ (2) رب العزت نے اطاعت کرنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اطاعت پر ہی فلاح کا دارومدار ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے مصائب سے بندہ مومن کو نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں مشغول ہو جانے کا حکم دیا۔ (4) یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اطاعت کر کے اس کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کی شخصی اطاعت کرو اور ان کی وفات کے بعد ان کی سنت کی اطاعت کرو۔

(5) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی واجب ہے۔

(6) ﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ”پھر اگر تم پھر جاؤ تو ہمارے رسول پر محض صاف صاف پہنچا دینا ہے“ یعنی اگر وہ اس دعوت سے منہ موڑیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کریں تو ہمارے رسول کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری صرف بلاغ مبین، کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔

(7) یعنی ہدایت دینا رسول کے اختیار میں نہیں کیونکہ رسول کا کام صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

12

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ﴾ ’’پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے آپ کو اُن پر نگران بنا کر تو نہیں بھیجا۔ آپ پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔‘‘ (الشوریٰ:48)

(9) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام بھیجنا ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام اس پیغام کو (لوگوں تک) پہنچا دینا ہے اور ہمارا فرض اسے تسلیم کر لینا ہے۔ (بخاری قبل الحدیث:7530)

(10)﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (۲۱) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ ’’پس آپ نصیحت کریں، یقیناً آپ نصیحت کرنے والے ہی ہیں۔ آپ اُن پر ہرگز کوئی مسلط کیے ہوئے نہیں ہیں۔‘‘ (الغاشیہ:22,21)

﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمان والوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں‘‘ (13)

سوال: اللہ تعالیٰ کی توحید کی وضاحت ﴿اللَّهُ ... الْمُؤْمِنُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں‘‘ یعنی جس نے تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کے سوا عبادت کسی کے لائق نہیں، کسی کا حق نہیں کیونکہ وہ خالق، رازق، اور تمہاری زندگی کا مدبر ہے۔ (ایسر التفاسیر:1648)

(2) وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا ہر معبود باطل ہے۔ وہی عبادت اور الوہیت کا مستحق ہے۔

(3)﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ’’اور ایمان والوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں‘‘ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے لہٰذا ایمان والوں کو جو معاملہ بھی پیش آئے انہیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا چاہیے۔

رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾ ’’وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں چنانچہ اُسی کو اپنا وکیل بناؤ۔‘‘ (المزمل:9)

(4) توکل کرنے کا مطلب ہے کہ: (i) اللہ تعالیٰ پر اعتماد کریں۔ (ii) اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کریں۔ (iii) اپنے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

(5) پس اہل ایمان کو ہر معاملے میں جو بھی انہیں پیش آئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی معاملہ آسان نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بندے کا اعتماد اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک بندے کا اپنے رب کے ساتھ حسن ظن نہ ہو اور اس معاملے میں اس کے کافی ہونے کا وثوق نہ

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ہو جس پر بھروسا کر رہا ہے اور بندے کے ایمان کے مطابق اس کے توکل میں قوت اور ضعف ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:2784/3)

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے بعض تمہارے لیے دشمن ہیں سو اُن سے ہوشیار رہو

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“(14)

سوال: بیوی بچوں سے ہوشیار رہنے کے حکم کی وضاحت ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ ... رَّحِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے بعض تمہارے لیے دشمن ہیں سو اُن سے ہوشیار رہو“ رب العزت نے ایمان والوں کو بیوی بچوں سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا ہے کیونکہ بعض کی بیویاں دشمن ہو جاتی ہیں اور بعض کی اولاد دشمن ہو جاتی ہے۔

(2) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیویاں شوہروں کو اور بچے ماں باپ کو نیک اعمال سے روک دیتے ہیں۔

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے آیت: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے مدینہ جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا مگر ان کے بیوی بچوں نے اصرار کیا کہ وہ انہیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ بہر حال جب وہ (کچھ عرصہ بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ (پہلے آنے والے) لوگوں نے دین میں کافی سمجھ بوجھ حاصل کر لی ہے، تو انہوں نے بیوی بچوں کو (پیچھے رہ جانے کی وجہ سے) سزا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی۔(ترمذی:3317)

(4) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو تنبیہ ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ ان میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ دشمن وہ ہوتا ہے جو تمہارے خلاف برائی کا ارادہ رکھتا ہو اور تمہارا وظیفہ (ذمے داری) ایسے شخص سے بچنا ہے جس کی یہ صفت ہو۔ بیویوں اور اولاد کی محبت نفس کی جبلت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ایسی محبت کے بارے میں نصیحت کی ہے جو ان کے لئے بیوی اور اولاد کے ایسے مطالبات کے سامنے جھکنے کا موجب بنتی ہے جس میں کوئی شرعی ممانعت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے احکام کی تعمیل اور اس ثواب عظیم کے لئے اس کی رضا کو مقدم رکھنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی ترغیب دی ہے جو بلند مطالب اور عالی قدر محبت پر مشتمل ہے اور اس امر کی ترغیب دی ہے کہ وہ آخرت کو ختم ہو جانے والی فانی دنیا پر ترجیح دیں۔ (تفسیر سعدی: 2785/3)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ ''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشات کی محبت خوش نما بنا دی گئی، جو عورتیں اور بیٹے اور سونا چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان زدہ گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔ یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔'' (آل عمران: 14)

(6) ﴿وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا﴾ ''اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو'' یعنی اے مومنو! اگر تم معاف کر دو گے اور درگزر کرو گے اور بخش دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرما کر انہیں بخش دے گا۔

(7) عمل کی جزا اس کی جنس سے ہے لہٰذا جو کوئی معاف کر دے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے ہیں اور جو درگزر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے درگزر کرتا ہے۔ جو اس کے بندوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی اور بندوں کی محبت عطا کرتے ہیں اس طرح وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

(8) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے جو دوسروں کے گناہ معاف کرتا ہے اور رحم کرنے والے پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔

(9) جو بندہ اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہے تو وہ غفور گناہ بخش دیتا ہے اور وہ رحیم ہے جب تم گناہوں سے توبہ کر لو گے تو وہ تمہیں ان پر سزائیں دے گا۔ (جامع البیان: 133/28)

(10) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات غفور اور رحیم کی طرف متوجہ کر کے انہیں معاف کرنے کے لئے تیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہوں، غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے کہ اُس نے رحمت سے ایمان قبول کرنے اور ہجرت کرنے کی توفیق دی۔ جب اُس کی مغفرت نے تمہیں ڈھانپ لیا اور اس کی رحمت نے تمہیں معاف کر دیا تو تم بھی معاف کر دو۔

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾

''تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تو بس آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے'' (15)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مال اور اولاد آزمائش ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ ... عَظِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تو بس آزمائش ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ مال اور اولاد دے کر آزماتا ہے تو کوئی فرماں برداری کرنے والا ہے اور کوئی نافرمانی کرنے والا ہے۔

(2) انسان کو اولاد کی محبت قطع رحمی اور گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے۔

(3) سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' (ترمذی: 2336)

(4) سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سرخ رنگ کے لمبے لمبے کرتے پہنے ہوئے آگئے۔ کیفیت یہ تھی کہ دونوں بچے کرتوں میں الجھ کر گرتے پڑتے آرہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جب ان پر پڑی تو آپ منبر سے اتر کر انھیں اٹھا لائے اور انھیں اپنے سامنے بٹھا کر فرمانے لگے: ''سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے: ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں۔'' میں ان دونوں بچوں کو گرتے پڑتے آتے دیکھ کر صبر نہ کر سکا، آخر میں نے خطبہ چھوڑ کر انھیں اٹھا لیا۔'' (ترمذی: 3774، ابوداؤد: 1109)

(5) مال اور اولاد کی آزمائش میں انسان تبھی کامیاب ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت نہ کی جائے۔

(6) ﴿وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے لیے عظیم ثواب ہے۔ جب تم اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کی مخالفت برداشت کرتے ہو، تم اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہو اور جنت میں ایسے لوگوں کے لیے اجر عظیم ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ کا اجر عظیم اس کے لئے ہے:

(i) جو مال اور اولاد کی محبت کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے۔

(ii) جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے رُکتا ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط

''سو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرتے رہو یہی تمہارے لیے بہتر ہے

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں''(16)

سوال: بقدر استطاعت تقویٰ اختیار کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ ... الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''سو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو'' اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ اس کی اطاعت کرنے اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے بچنے کا نام ہے۔

(2) یعنی جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

(3) ابن ابی حاتم نے سیدنا سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا شاق ہو گیا چنانچہ وہ نفلوں میں اس قدر کھڑے ہوتے کہ ان کے قدموں پر سوج آجاتی اور چہرے پھٹ جاتے تھے تب مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے تخفیف نازل فرمائی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (تفسیر ابن عباس: 383/3)

(4) یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ واجب جس کو ادا کرنے سے بندہ عاجز ہو، اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کچھ امور پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور کچھ پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ انہی امور پر عمل کرے گا جن پر عمل کرنے کی وہ قدرت رکھتا ہے اور جن پر عمل کرنے سے عاجز ہے وہ اس سے ساقط ہو جائیں گے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جتنی تم میں استطاعت ہے اس کے مطابق اس پر عمل کرو'' (بخاری: 7288) اس شرعی قاعدے میں اتنی زیادہ فروع داخل ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر سعدی: 2786/3)

(5) ﴿وَاسْمَعُوْا﴾ ''اور سنو'' یعنی اللہ تعالیٰ جو نصیحت کریں تم اسے سنو، جان لو اور سر جھکا دو۔

(6) ﴿وَاَطِيْعُوْا﴾ ''اور اطاعت کرو'' یعنی اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

(7) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم جب سمع و طاعت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کیا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرمایا کرتے تھے: ''جہاں تک تم سے ہو سکے۔'' (بخاری: 7202)

(8) ﴿وَاَنْفِقُوْا﴾ ''اور خرچ کرتے رہو'' اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرو۔ اس میں واجب اور مستحب انفاق آجاتے ہیں۔

(9) ﴿خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ﴾ ''یہی تمہارے لیے بہتر ہے'' یعنی تمہارا خرچ کرنا تمہارے لیے دنیا و آخرت میں بہتر ہوگا۔

(10) خیر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کی نصیحت قبول کرنے میں ہے اور شر اس کی مخالفت کرنے میں۔

(11) ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا تو وہی فلاح

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پانے والے ہیں'' یعنی جس کو مال خرچ کرنے کی توفیق دے دی گئی وہ فلاح پانے والا ہے۔

(12) کیونکہ بخیل انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے رکتا ہے تو جسے نفس کے بخل سے بچا کر مال خرچ کرنے کی توفیق دی گئی ہے تو وہ فلاح پا گیا۔

(13) جس کا نفس سخی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر شرح صدر کے ساتھ مطمئن ہو جاتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ﴾ ''سنو تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں بلایا جاتا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض لوگ بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے بس وہ اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہارے علاوہ کسی دوسری قوم کو بدل لائے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔'' (محمد:38)

(14) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کے دل میں بخل اور ایمان بیک وقت کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔'' (نسائی:3112)

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

''اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ اُسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ

شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

بڑا قدر دان، بے حد بردبار ہے'' (17)

سوال: قرض حسنہ کی جو ترغیب دلائی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ تُقْرِضُوا ... حَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو گے'' یعنی جب بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی حلال کمائی سے خرچ کرو گے اور اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور صحیح مقام پر خرچ ہو تو وہ قرض حسنہ ہو گا۔

(2) اللہ رب العزت نے اپنی شفقت سے انفاق کو اپنے ذمے قرض قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون مال کو بڑھا سکتا ہے۔

(3) ﴿يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ﴾ ''تو وہ اُسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا'' وہ تمہارے لیے صدقے کے اجر کو دس سے سات سو گنا اور اس سے بھی کئی گنا کرے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک دانے جیسی ہے جو سات خوشے اُگاتا ہے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کئی گنا بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر جو انہوں نے خرچ کیا اس کے پیچھے نہ کسی طرح کا احسان جتلانا لاتے ہیں اور نہ ہی کوئی تکلیف پہنچانا، اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (البقرہ:262,261)

(4)﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''کون ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ سو وہ اس کو بڑھا چڑھا کر اس کے لیے کئی گنا کر دے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔'' (البقرہ:245)

(5)﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ﴾ ''کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ تو وہ اُسے کئی گنا تک اُس کے لئے بڑھا دے اور اُسی کے لیے باعزت اجر ہے۔'' (الحدید:11)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ لے لیتا ہے پھر اس کو صدقہ دینے والے کے لیے بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچے کو بڑھائے یہاں تک کہ وہ (کھجور کے برابر والا صدقہ احد) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' (بخاری:1410) (7)﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾ ''اور تمہیں بخش دے گا'' یعنی تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے گا۔

(8)﴿وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے'' یعنی وہ کم قبول کر کے کثیر بدلہ عطا کرتا ہے۔

(9)﴿حَلِيْمٌ﴾ ''بے حد بردبار ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف کرتا ہے ان کے گناہ ڈھانپ دیتا ہے اور برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔

(10) جو اس کی نافرمانی میں تیزی کرتا ہے وہ اسے پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔" (فاطر:45)

ع 2 8 16

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

"پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے" (18)

سوال: اللہ تعالیٰ کھلی چھپی ہر چیز کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ...الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ "پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا" یعنی وہ ان ساری مخلوقات کا علم رکھتا ہے جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور ان کا بھی علم رکھتا ہے جنہیں لوگ دیکھتے ہیں۔ وہ کھلی چھپی ہر چیز کو جانتا ہے۔

(2) رب العزت نے انفاق کی ترغیب دی ہے کہ جو کام چھپا کر کرتے ہو اس سے مخفی نہیں ہے۔

(3) ﴿الْعَزِيْزُ﴾ "سب پر غالب" جو ہر چیز پر کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے، جس کے مقابلے میں نہ کوئی غالب آسکتا ہے، نہ رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیب کے علم سے اپنے غلبے کا شعور دلایا ہے۔

(4) ﴿الْحَكِيْمُ﴾ "کمال حکمت والا ہے" جو اپنے خلق اور امر میں حکمت والا ہے، جو تمام چیزوں کو ان کے اپنے مقام پر رکھتا ہے۔ (5) اللہ تعالیٰ نے غیب کو چھپا لینے اور حاضر کو سامنے رکھنے سے اپنی حکمت کا شعور دلایا ہے۔

ایاتها 12	65 - سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ - 99	رکوعاتها 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مدنی سورت ہے۔ اس میں 2 رکوع اور 12 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 65 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 11 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا

"اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں اُن کی عدت میں طلاق دو اور عدت کو شمار کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ

ڈرو جو تمہارا رب ہے تم اُنہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کریں

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ

اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو بلاشبہ اُس نے خود پر ہی ظلم کیا ہے آپ نہیں جانتے اس کے بعد شاید

اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿

اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کردے" (1)

سوال 1: عورتوں کو عدت کے آغاز میں طلاق دی جائے اور عدت کو شمار کیا جائے، ان احکامات کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... رَبَّكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ "اے نبی!" اللہ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ اور اہل ایمان سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔

(2) ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ "جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو" جب تم انہیں طلاق دینے کا ارادہ کرو۔ یعنی طلاق کی شرعی وجہ تلاش کرو اور اگر سبب مل جائے تو طلاق میں جلدی نہ کرو۔

(3) ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ "تو انہیں اُن کی عدت میں طلاق دو" یعنی ان کو ان کی عدت کے لئے طلاق دو، وہ اس طرح کہ شوہر اپنی بیوی کو اس کے طاہر ہونے کی حالت میں، نیز اس طہر میں اس سے مجامعت کئے بغیر طلاق دے، پس یہی وہ طلاق ہے جس میں عدت واضح ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو وہ اس حیض کو شمار نہیں کرے گی جس کے دوران طلاق واقع ہوئی ہے، تو سبب سے اس پر عدت کا عرصہ طویل ہو جائے گا۔ (تفسیر سعدی: 2789/3)

(4) سیدنا ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو اس وقت وہ حائضہ تھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ رجعت کر لیں اور انہیں اس وقت تک اپنے ساتھ رکھیں جب تک وہ اس حیض سے پاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ حائضہ نہ ہوں۔ اس وقت بھی ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور جب وہ اس حیض سے بھی پاک ہو جائیں تو اگر اس وقت انہیں طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طہر میں اس سے پہلے کہ ان سے ہم بستری کریں طلاق دیں۔ پس یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے۔ (صحیح بخاری: 5332)

(5) ﴿وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ "اور عدت کو شمار کیا کرو" یعنی عدت حیض شمار کرو یہاں تک کہ تمہارے لیے مراجعت کا امکان ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) یعنی 3 حیض شمار کرلو جو کامل ہیں اس میں کمی نہ ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: آغاز اور انجام یاد رکھو اور عدت کی مدت کی حفاظت کرو۔ عورت کی عدت کی حفاظت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ عورت کی عدت لمبی ہو جائے اور وہ نکاح نہ کر پائے۔ (الاساس فی التفسیر:5973/10)

(7) ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ﴾ "اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے" یعنی تمام امور میں تقویٰ اختیار کرو اور طلاق یافتہ بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔

(8) معاملات میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہی انسان کو حق پر قائم رکھتا ہے تو حق پر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال 2: دوران عدات نفقہ اور مکان شوہر کے ذمہ ہے، اس حکم کی وضاحت ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ... حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ "تم انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو" یعنی عدت کے دوران عورتوں کو گھروں سے نہ نکالو بلکہ مطلقہ اس گھر میں رہے جس گھر میں شوہر نے اس کو طلاق دی ہے۔ مطلقہ کو گھر سے نکالنے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ بیوی کو گھر فراہم کرنا شوہر پر واجب ہے تاکہ وہ اس گھر میں رہ کر عدت پوری کر سکے جو شوہر کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔ (تفسیر سعدی:2789/3)

(2) عورتوں کو گھروں سے نہ نکالنے کا حکم اس لیے ہے کیونکہ اس مدت میں نفقہ اور مکان شوہر کے ذمہ ہے۔

(3) ﴿وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ "اور نہ ہی وہ خود نکلیں" یعنی طلاق یافتہ بیویوں کے لیے ان کے گھروں سے نکلنا جائز نہیں۔ مطلقہ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شوہر کے حق کو ضائع کرتی ہے عدت پوری ہونے تک یہ حکم برقرار رہے گا۔

(4) یہ حکم اس مطلقہ کے لئے ہے جو رجعی طلاق کی عدت گزار رہی ہو۔ وہ مطلقہ جس کی طلاق بائنہ ہو، اس کو سکونت فراہم کرنا واجب نہیں کیونکہ سکونت نان و نفقہ کے تابع ہے اور نان و نفقہ صرف اس مطلقہ کے لئے ہے جسے رجعی طلاق دی گئی ہو اور جس کو طلاق بائنہ دی گئی ہو اس کے لئے نان و نفقہ نہیں ہے۔ (تفسیر سعدی:2789/3)

(5) ﴿اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ "مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کریں" کھلی بدکاری سے مراد زنا ہے اور بعض مفسرین کے بقول بدکاری اور بدزبانی بھی۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عورت کا عدت پوری ہونے سے پہلے (بلا ضرورت) نکلنا (بجائے خود) کھلی بدکاری ہے۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی:666/1)

(6) ﴿بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ "کھلی بے حیائی" سے مراد نشوز کی بداخلاقی اور زبان درازی کی یعنی یہ طلاق کے بعد عدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شمار اور بیوہ عورت کے گھر سے نکلنے کے بارے میں یعنی جب تک اس کی عدت باقی ہو۔(ایسر التفاسیر:164)

(7)﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ ”اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں“ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے احکام اور اس کے محارم ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر:375/3)

(8) جو حرمتوں کے پردے چاک کرتا ہے وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑتا اپنا ہی کچھ بگاڑے گا۔﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ ”اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو بلاشبہ اُس نے خود پر ہی ظلم کیا ہے۔“ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی مقررہ کردہ حدود کی اتباع میں سے، جن میں دنیا وآخرت کی اصلاح ہے، اپنے حصے کو ضائع کرے۔(تفسیر سعدی:2790/3)

سوال 3: شوہر کے گھر میں عدت گزارنے کی حکمت ﴿لَا تَدْرِيْ ...اَمْرًا﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ ”آپ نہیں جانتے اس کے بعد شاید اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کردے“ یعنی اللہ تعالیٰ نے طلاق کو مشروع کر کے عدت کے ذریعے محدود کیا ہے۔ عدت میں بڑی حکمت ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں محبت پیدا کردے پھر وہ بیوی کی جدائی پر نادم ہوجائے اور رجوع کرنا چاہے۔

(2) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شوہر نے کسی خاص وجہ سے طلاق دی ہو اور عدت کی مدت میں وہ وجہ دور ہوجائے اور مرد اپنی بیوی سے رجوع کرلے۔(3) ہوسکتا ہے کہ عدت کی مدت میں عورت کا حمل ظاہر ہوجائے۔

﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

”چنانچہ جب وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو اُن کو معروف کے مطابق روک لو یا معروف کے مطابق ان کو جدا کردو اور اپنے میں سے

ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

دو عادل آدمی گواہ بنالو اور گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے قائم کرو۔ اس کے ساتھ تم میں سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾

آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادیتا ہے“ (2)

سوال 1: رجوع کا ارادہ ہو یا نہ ہو، ہر حال میں عورت کے ساتھ حسن سلوک مناسب ہے، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ ...بِمَعْرُوْفٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ﴾ ''چنانچہ جب وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں'' یعنی جب طلاق یافتہ عورت کی عدت ختم ہونے کے قریب ہو تو دو میں سے کسی ایک بات کا پختہ ارادہ کر لے یا تو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لے یا اسے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لے۔ کیونکہ اگر عدت پوری ہوگئی تو شوہر کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

(2)﴿فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ ''تو اُن کو معروف کے مطابق روک لو'' یعنی یا تو حسن معاشرت کے طور پر انہیں روک لو کیونکہ برائی کے ارادے سے طلاق یافتہ عورت کو روکنا جائز نہیں ہے اس لیے ضرر پہنچانے یا محض اپنی قید میں رکھنے کے لیے عورت کو روکے رکھنا جائز نہیں۔

(3)﴿اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ ''یا معروف کے مطابق ان کو جدا کر دو'' یا برا بھلا کہے بغیر اسے عدت پوری ہونے پر چھوڑ دے۔

(4) یہ اس طرح ہو کہ جو مہر کا حصہ ہے وہ واپس کر دے غنی ہو یا فقیر اپنی استطاعت کے مطابق کچھ دے دلا کر رخصت کرے۔

سوال 2: گواہ بنانے کے حکم کی وضاحت ﴿وَّاَشْهِدُوْا ... الْاٰخِرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ ''اور اپنے میں سے دو عادل آدمی گواہ بنا لو'' یعنی نکاح، طلاق اور رجوع پر گواہ کر لو۔ نکاح کے موقع پر گواہی نکاح کا رکن ہے۔ اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہوگا۔ جہاں تک طلاق اور رجوع کا تعلق تو وہ دونوں گواہی کے بغیر بھی درست ہو جاتی ہیں۔

(2)﴿وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ ''اور اپنے میں سے دو عادل آدمی گواہ بنا لو'' یعنی طلاق اور رجوع مل کر دو عادل مردوں کو گواہ کر لو۔ (3) گواہوں کے لیے عادل ہونا شرط ہے۔ اور یہ کہ مسلمان ہوں کافر نہ ہوں۔ (ایسر التفاسیر: 1644)

(4)﴿وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ ''اور گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے قائم کرو'' یعنی جب بھی گواہی دیں حق پر دیں۔ اور ٹھیک ٹھیک گواہی دو جب بھی تمہیں گواہی کے لیے بلایا جائے۔ (جامع البیان: 145/28)

(5) یعنی کسی کمی بیشی کے بغیر گواہی کو اسی طرح ادا کرو جس طرح کہ وہ حقیقت میں ہے گواہی دینے میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھو اور گواہی میں کسی رشتے دار کی، اس کی رشتے داری اور کسی دوست کی، اس کی محبت کی وجہ سے رعایت نہ رکھو۔ (تفسیر سعدی: 2791/3) (6)﴿ذٰلِكُمْ﴾ ''یہ'' یعنی یہ جو تمہارے لیے احکام اور حدود بیان کیے ہیں۔

(7)﴿يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اس کے ساتھ تم میں سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان، صاحب ایمان پر واجب ٹھہراتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرے اور جتنے بھی نیک اعمال ممکن ہیں اپنی آخرت کے لئے آگے بھیجے۔اس شخص کے برعکس جس کے دل سے ایمان کوچ کر گیا، پس اسے کوئی پروا نہیں ہوتی کہ اس نے کیا برائی آگے بھیجی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ کی تعظیم بھی نہیں کرتا کیونکہ اس کا موجب معدوم ہے۔(تفسیر سعدی:2781/3)

(8)ان معاملات پر گواہ بنانے اور درست ادا کرنے کا حکم وہ شخص مانے گا جس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان ہوگا۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہو۔

سوال3:﴿وَمَنْ ... مَخْرَجًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے'' شعبی رحمہ اللہ اور ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص مسنون طریقہ سے طلاق دیتا ہے اللہ تعالیٰ عدت میں رجوع کے لئے اس پر راستہ کھول دیتا ہے یا مصیبت میں صبر پر دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل ہونے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ یہ قول کلبی کا ہے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام کاموں سے بچنے کا راستہ نکال دیتا ہے وغیرہ آیت اپنے تمام عموم کے اعتبار سے ان تمام اقوال کو شامل کیا ہے۔(شوکانی)(اشرف الحواشی:666/1)

(2)ابن ابی حاتم میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بہت ہی جامع آیت ہے:﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ اور سب سے زیادہ کشادگی کا وعدہ اس آیت ﴿وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ میں ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اسے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے ہر کرب و بے چینی سے نجات دے گا۔ سیدنا ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں پر جو کام بھاری ہو اس پر آسان ہو جائے گا۔ سیدنا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اللہ تعالیٰ اسے نکاسی اور نجات دے گا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے دے اگر نہ چاہے نہ دے۔ سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام امور کے شبہ سے اور موت کی تکلیف سے بچا لے گا اور روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں گمان بھی نہ ہو۔ سیدنا سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ سنت کے مطابق طلاق دے اور سنت کے مطابق رجوع کرے۔(ابن کثیر:373)

(3)چونکہ طلاق کبھی کبھی تنگی، کرب اور غم میں مبتلا کر دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیا ہے اور اس شخص کے ساتھ جو طلاق وغیرہ میں تقویٰ پر مبنی رویہ اختیار کرتا ہے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کے لئے کشادگی اور (رنج و غم سے) نجات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہ نکالے گا، لہٰذا جو کوئی طلاق کا ارادہ کرے تو وہ شرعی طریقے سے طلاق دے اور وہ یہ ہے کہ ایک ہی طلاق دے اور وہ حیض میں نہ ہو، نہ ایسے طہر میں ہو جس میں اس نے مطلقہ کے ساتھ مجامعت کی ہو، تو اس کے لئے معاملہ تنگی کا حامل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے فراخی اور وسعت پیدا کرتا ہے، جب اسے طلاق پر ندامت ہوتی ہے تو نکاح کے لئے مطلقہ کی طرف رجوع کرنا ممکن ہوتا ہے۔ آیت کریمہ اگرچہ طلاق اور رجوع کے سیاق میں ہے مگر اعتبار عموم لفظ کا ہے، پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اپنے احوال میں اس کی رضا کا التزام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسے ثواب سے بہرہ مند کرتا ہے۔ منجملہ اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی سختی اور مشقت میں سے اس کے لئے فراخی اور نجات کا راستہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے فراخی اور نجات کی راہ نکالتا ہے اور جو کوئی اس سے نہیں ڈرتا وہ بوجھ تلے اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا پڑا رہتا ہے جن سے گلوخلاصی اور ان کے ضرر سے نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ طلاق کے معاملے میں اس پر غور کیجئے کیونکہ جب بندہ طلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا بلکہ حرام کردہ طریقے سے طلاق دیتا ہے، مثلاً یک بارگی تینوں دے دینا وغیرہ، تو اسے ایسی پشیمانی ہوگی کہ جس کا تدارک کرنا اور اس سے نجات حاصل کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہوگا۔ (تفسیر سعدی:2791/3)

﴿وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

”اور اُس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں رکھتا اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ

بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾

اپنا کام پورا کر کے رہنے والا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے“(3)

سوال 1:﴿وَّيَرْزُقْهُ... قَدْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾”اور اُس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں رکھتا“یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے کے لیے وہ ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ کیا ہو۔

(2)یعنی اس کے رزق کے لیے ایسے اسباب پیدا کیے جاتے ہیں جن کو نہ وہ جانتا ہے نہ اسے علم ہوتا ہے۔(تفسیر جامع البیان:146/28)

(3)سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:﴿يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ سے مراد ہے امور میں شبہات اور موت کے وقت اسے کرب سے بچا لیا جاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے جس کی امید تک نہیں ہوتی۔(تفسیر جامع البیان:147/28)

(4)﴿وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾”اور اُس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں رکھتا“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں بھی نجات دے گا (الدرالمنثور:353/6) (5) ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی نفع مند چیز کو حاصل کرنے اور ضرر رساں چیز کو ہٹانے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے۔ ﴿فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ ''تو وہی اُس کو کافی ہے'' اس معاملے میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک دن (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند (اہم) باتیں بتلاتا ہوں (انہیں یاد رکھ)۔ تو اللہ تعالیٰ کے (احکام) کی حفاظت کر! اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا (یعنی اس کی حفاظت کر مدد تیرے ہم رکاب رہے گی)۔ جب تو سوال کرے تو صرف اللہ تعالیٰ سے کر جب تو مدد چاہے (ماورائے اسباب طریقے سے) تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور یہ بات جان لے کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور وہ اگر تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے (یعنی لکھ کر فارغ ہو گئے) اور صحیفے (نوشتہ ہائے تقدیر) خشک ہو گئے۔'' (ترمذی:2516) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔'' (جامع ترمذی:2344)

(7) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے باندھ دو، پھر توکل کرو۔'' (جامع ترمذی:2517)

(8) اللہ رب العزت نے توکل کے لیے تدبیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور جو تم استطاعت رکھتے ہو ان کے (مقابلے) کے لیے قوت سے اور گھوڑے باندھنے سے تیاری کرو، تم اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور ان کے علاوہ دوسروں کو خوف زدہ کرو گے، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو چیز بھی تم خرچ کرو گے وہ پوری پوری تمہاری طرف لوٹا دی جائے گی اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الانفال:60)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(9)﴿اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہنے والا ہے''یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امر کو نافذ کرتا ہے اور اس کی مخلوق میں اس کی قضا جاری ہے۔

(10)﴿قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے''یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جیسے چاہتا ہے احکامات نافذ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار اور وقت رکھا ہے۔ لہٰذا کسی مومن کو جانے والی چیز جس کی وہ امید رکھتا تھا اس پر غم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کام اپنے وقت پر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وقت مقرر کر رکھا ہے، جیسا کہ فرمایا:﴿وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ﴾ ''اور ہر چیز اُس کے یہاں ایک اندازے سے ہے۔'' (الرعد:8)(تفسیر المراغی:120/10)

(11)سیدنا ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر لازم کر رکھا ہے کہ جو اس پر توکل کرے گا وہ اس کے لیے کافی ہو جائے گا، جو اس پر ایمان لائے گا وہ اس کو ہدایت دے گا، جو اس پر اعتماد کرے گا وہ اس کو نجات دے گا اور جو اس سے دعا کرے گا، وہ اس کی دعا قبول کرے گا، اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ملتی ہے:﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے'' (التغابن:11)﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے۔'' (الطلاق:3)﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑے گا تو یقیناً وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیا گیا۔'' (آل عمران:101)﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ﴾ ''اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہی ہوں، میں پکارنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں۔'' (البقرہ:186) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو یہ پسند کرتا ہو سب انسانوں سے زیادہ قوی ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔'' (تفسیر الرازی الکبیر:70/34)

سوال 2: طلاق کے احکامات کے ساتھ رزق کی بات کی گئی، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1) یہ بات اس لئے کی گئی کہ بعض اوقات لوگ بیٹی کو طلاق کی بجائے صرف اس لئے طلاق کو روکنا چاہتے ہیں کہ پھر آئندہ رزق کا مسئلہ کیسے حل ہوگا۔

(2) بعض اوقات شوہر بھی اپنی کسی بیوی کو اسی وجہ سے لٹکتا چھوڑ دیتے ہیں کہ پڑی رہے ورنہ بیچاری کھائے گی کہاں سے؟ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ رزق تو اس کی ذمہ داری ہے اس کی فکر نہ کرو۔

13

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔیْ

’’اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں، اگر تمہیں شک ہو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے اور اُن کی بھی جنہیں

لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ

ابھی تک حیض نہیں آیا اور حمل والی عورتوں کی عدّت یہ ہے کہ وہ وضعِ حمل کر دیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، وہ اُس

مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا﴾

کے کام میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دے گا‘‘ (4)

سوال 1: جو عورتیں حیض سے نا امید ہوں یا جنہیں ابھی حیض نہ آتا ہو، ان کی عدت کا حکم ﴿وَالّٰٓـِٔیْ ... یَحِضْنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ﴾ ’’اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں، اگر تمہیں شک ہو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے‘‘ یعنی وہ عورتیں جن کو بڑھاپے میں حیض آنا بند ہو گیا۔ وہ تین حیضوں کے بدلے تین ماہ کی عدت گزاریں گی۔

(2) ﴿وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ ’’اور اُن کی بھی جنہیں ابھی تک حیض نہیں آیا‘‘ یہی معاملہ ان نابالغ بچیوں کا بھی ہے جنہیں ابھی تک حیض نہیں آیا۔

سوال 2: حاملہ عورت کی عدت کی وضاحت ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ ... حَمْلَهُنَّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ ’’اور حمل والی عورتوں کی عدّت یہ ہے کہ وہ وضعِ حمل کر دیں‘‘ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ اگرچہ وضع حمل طلاق یا شوہر کی وفات کے تھوڑی دیر بعد ہو جائے۔

(2) ایک شخص سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنے والے نے پوچھا: آپ مجھے عورت کے متعلق مسئلہ بتائیے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابو سلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں۔ ان کی مراد سیدنا ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تھی۔ آخر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے۔ ام المومنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ) شہید ہو گئے تھے۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا۔ ابو السنابل بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں سے تھے۔ (صحیح بخاری:4909)

(3) سبیعہ نے اپنے شوہر کی موت کے تئیس یا پچیس دن بعد بچہ جنا، اور جب وہ نفاس سے پاک ہو گئی تو نکاح کے لیے زینت کرنے لگی، اس پر اعتراض کیا گیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتی ہے (تو حرج کی بات نہیں) اس کی عدت پوری ہو چکی ہے۔'' (جامع ترمذی:1193)

سوال 3: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ ۔۔۔ يُسْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، وہ اُس کے کام میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دے گا'' یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اطاعت کے کام کرے اور اس کے عذاب کے خوف سے نواہی کو چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ ایسے متقی کے کام آسان کر دے گا یعنی ہر مشکل سے آسانی اور ہر تکلیف سے نجات عطا فرمائے گا۔

(2) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فاقہ اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہوا تو اس نے اپنی حالت زار لوگوں سے بیان کی (تاکہ وہ اس سے تعاون کریں) تو اس کا فاقہ کبھی ختم نہیں ہوگا اور جو فاقہ میں مبتلا ہوا اور اس نے اپنی محتاجی کا اظہار اللہ تعالیٰ سے کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر رزق دے گا۔'' (ابوداؤد:1645)

سوال 4: عدت کے احکامات مختصراً بیان کریں؟

جواب: (1) جن کو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے حیض نہیں آتا ان کی عدت تین ماہ ہے۔

(2) جن کو حیض آنا شروع نہیں ہوا ان کی عدت تین ماہ ہے۔

(3) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے چاہے وہ بیوہ ہو یا طلاق یافتہ۔

(4) عام طلاق یافتہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔ (5) بیوہ کی عدت 4 ماہ اور دس دن ہے۔

﴿ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

''یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اُس نے تمہاری جانب نازل کیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا وہ اُس کی برائیاں دور کر دے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا﴾

اور اسے اس کا بڑا اجر دے گا'' (5)

سوال: ﴿ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ ... اَجْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اُس نے تمہاری جانب نازل کیا ہے۔'' یعنی اس سورت میں طلاق، رجوع اور عدت اور ان کی تفصیلات کے جو احکامات دیے گئے ہیں۔ اس نے اس لیے تم پر نازل کیے ہیں تا کہ تم اس کا حکم مانو، عمل کرو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور اس کے عذاب کے خوف میں ڈھیلے نہ ہو جاؤ۔ (ایسر التفاسیر:1645)

(2) ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا وہ اُس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے اس کا بڑا اجر دے گا۔'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں دور کردے گا اور اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (3) اللہ تعالیٰ متقیوں کے گناہ بخش دے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ

''اُنہیں بھی وہیں رہائش دو اپنی حیثیت کے مطابق جہاں تم خود رہتے ہو اور تم انہیں تکلیف نہ دو کہ تنگی کرو ان پر

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

اور اگر وہ حمل والی ہوں تو اُن پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ وضعِ حمل کردیں پھر اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ

تو اُن کی اجرت اُنہیں دے دو اور اچھے انداز سے آپس میں مشورہ کرو اور اگر تم آپس میں تنگی کرو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى﴾

تو جلد ہی کوئی دوسری عورت اُس کے لیے دودھ پلائے گی'' (6)

سوال 1: کیا طلاق یافتہ عورت کو عدت کی مدت میں حسب حیثیت گھر دیا جائے گا، کی وضاحت ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ ... عَلَيْهِنَّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ﴾ ''اُنہیں بھی وہیں رہائش دو اپنی حیثیت کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مطابق جہاں تم خود رہتے ہو' اللہ رب العزت نے طلاق یافتہ عورت کو گھر سے نکالنے سے روکا ہے اور یہاں اس کے لیے سکونت یعنی رہائش کا انتظام کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ رہائشی مکان حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے۔

(2) سیدہ زینب بنت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن) نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں، وہ آپ سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا وہ قبیلہ بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا کر رہ سکتی ہیں؟ کیونکہ ان کے شوہر جب اپنے فرار ہو جانے والے غلاموں کا پیچھا کرتے ہوئے طرف القدوم نامی مقام پر پہنچے اور ان سے جا ملے تو ان غلاموں نے انہیں قتل کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤں؟ کیونکہ انہوں نے مجھے جس مکان میں چھوڑا تھا وہ ان کی ملکیت میں نہ تھا اور نہ ہی خرچ کے لیے کچھ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (وہاں چلی جاؤ)'' فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (یہ سن کر) میں نکل پڑی لیکن حجرے یا مسجد تک ہی پہنچ پائی تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے بلا لیا، یا بلانے کے لیے آپ ﷺ نے کسی سے کہا، (میں آئی) تو پوچھا: ''تم نے کیسے کہا؟'' میں نے وہی قصہ دہرا دیا جو میں نے اپنے شوہر کے متعلق ذکر کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اسی گھر میں رہو یہاں تک کہ قرآن کی بتائی ہوئی مدت (عدت) پوری ہو جائے'' سیدہ فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں نے عدت کے چار مہینے دس دن اسی گھر میں پورے کیے، جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو انہوں نے مجھے بلوایا اور اس مسئلہ سے متعلق مجھ سے دریافت کیا، میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے اسی کی پیروی کی اور اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔ (سنن ابوداؤد: 2300)

(3) ﴿وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ﴾ ''اور تم انہیں تکلیف نہ دو کہ تنگی کرو ان پر'' یعنی ان کی سکونت کے دوران انہیں اپنی زبان سے یا اپنے عمل سے اس لیے تکلیف نہ پہنچاؤ کہ وہ عدت پوری ہونے سے پہلے تنگ آ کر گھروں سے نکل جائیں، اس صورت میں تم انہیں گھروں سے نکالنے والے شمار ہو گے۔

سوال 2: کیا طلاق یافتہ عورت کا خرچ وضع حمل تک شوہر کے ذمہ ہے، اس کی وضاحت ﴿وَإِنْ ... حَمْلَهُنَّ﴾ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ ''اور اگر وہ حمل والی ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ وضعِ حمل کر دیں'' یعنی طلاق یافتہ عورت حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے۔

(2) یعنی اگر طلاق بائنہ ہے تو یہ نان ونفقہ اس حمل کی وجہ سے ہے جو اس کے پیٹ میں ہے اور اگر طلاق رجعی ہے تو یہ نفقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوداس کے لئے اور اسکے حمل کے لئے ہے۔نان ونفقے کی انتہاوضع حمل تک ہے۔(تفسیر سعدی:2793/3-2795)

سوال 3: کیا طلاق یافتہ عورت کو رضاعت کی اجرت دی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿فَاِنْ اَرْضَعْنَ ... اُخْرٰی﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ''پھر اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں تو اُن کی اجرت اُنہیں دے دو'' وضع حمل کے بعد اگر طلاق یافتہ عورتیں آپ کے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں رضاعت کی اجرت دے دو۔ کیونکہ طلاق کے بعد عورت کو اختیار ہے خواہ وہ دودھ پلائے یا نہ پلائے۔

(2) عورت کو پہلا دودھ ضرور پلانا چاہیے کیونکہ اسی پر بچے کی زندگی موقوف ہے پھر بھی اگر وہ دودھ پلاتی رہے تو ہم مثل اجرت کی حق دار ہے۔ اگر وہ بچے کے سرپرست سے مزدوری طے کرلے تو کرسکتی ہے۔ فرمایا: تمہارے باہمی کام خیرخواہی اور دستور کے موافق ہونے چاہئیں۔ نہ مرد عورت کو نقصان پہنچائے اور نہ عورت مرد کو جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''نہ کسی ماں کو اُس کے بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی باپ کو اُس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور یہی ذمہ داری وارث پر بھی ہے، پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں تو بھی ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم ارادہ کرلو کہ اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں جب معروف طریقے کے مطابق جو دینا ہو وہ تم ان کو پورا ادا کردو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان رکھو یقیناً جو بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے۔'' (البقرہ:233)

(3) ﴿وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ﴾ ''اور اچھے انداز سے آپس میں مشورہ کرو'' یعنی شوہر اور بیوی عدت کے اختتام پر جب کہ ان دونوں کا مشترکہ بچہ ہو ایک دوسرے کو معروف کا حکم دیں یعنی ایسا کام کرنے کا جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ اور اس کی کوئی مصلحت ہو۔ (4) اگر معروف کی تلقین نہ کی جائے تو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(5) ایک دوسرے کو معروف کا حکم دینے میں نیکی اور تقویٰ پر تعاون ہے۔

(6) عدت کے اختتام پر جدائی کے وقت بیوی اور بچے کے نفقے کے بارے میں عموماً جھگڑا ہو جاتا ہے اور دلوں میں بغض پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا آپس کے معاملات میں نیکی، حسن معاشرت اور خیرخواہی کی جائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿وَاِنۡ تَعَاسَرۡتُمۡ فَسَتُرۡضِعُ لَهٗۤ اُخۡرٰى﴾ ’’اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو جلد ہی کوئی دوسری عورت اُس کے لیے دودھ پلائے گی۔‘‘یعنی اگر شوہر اور طلاق یافتہ بیوی متفق نہ ہو سکیں کہ بچے کی ماں اپنے بچے کو دودھ پلائے تو اس طلاق یافتہ عورت کی جگہ کوئی دوسری عورت بچے کو دودھ پلائے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّاۤ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ﴾ ’’تو تم پر کوئی گناہ نہیں جب معروف طریقے کے مطابق جو دینا ہو وہ تم ان کو پورا ادا کردو۔‘‘(البقرۃ:233)

(8)یہ اس صورت میں ہے جب بچہ اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ قبول کرتا ہو،اگر بچہ اپنی ماں کے سوا کسی عورت کا دودھ قبول نہ کرتا ہو،تو اس کی ماں رضاعت کے لئے متعین ہوگی اور ماں پر رضاعت واجب ہوگی اور اگر وہ دودھ پلانے سے انکار کرے تو اس کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر دونوں میں اجرت پر اتفاق نہ ہو سکے تو اس کے لئے ہم مرتبہ دودھ پلانے والی کی اجرت ہے۔یہ حکم اس آیت کریمہ کے معنی سے ماخوذ ہے کیونکہ بچہ جب حمل کی مدت کے دوران میں اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور وہ تو باہر نہیں آسکتا،تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچے کے ولی پر نفقہ کی ادائیگی ضروری ہے اور جب بچہ متولد ہو جاتا ہے اور وہ خوراک اپنی ماں سے یا ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت سے حاصل کرسکتا ہے،تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دونوں صورتیں مباح کردی ہیں۔چنانچہ بچہ اگر ایسی حالت میں ہو کہ وہ اپنی ماں کے سوا کہیں سے خوراک نہ لیتا ہو تو وہ بمنزلہ حمل کے ہے اور اس خوراک کے لئے اس کی ماں ہی کو مقرر کیا جائے گا۔(تفسیر سعدی:2793/3-2795)

﴿لِيُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَيۡهِ رِزۡقُهٗ فَلۡيُنۡفِقۡ مِمَّاۤ

’’لازم ہے کہ خوش حال اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے گا جو

اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجۡعَلُ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا ہے مگر اسی کی جو اس نے اسے دیا ہے اللہ تعالیٰ تنگ دستی

ع 1 7 17

بَعۡدَ عُسۡرٍ يُّسۡرًا﴾

کے بعد جلد ہی آسانی پیدا کردے گا۔‘‘(7)

سوال:خرچ دستور اور حیثیت کے مطابق ہوگا،اس کی وضاحت﴿لِيُنۡفِقۡ...يُّسۡرًا﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لِيُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ﴾ ’’لازم ہے کہ خوش حال اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے‘‘یعنی بچے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا سرپرست اگر خوش حال ہے تو وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے گا۔

(2)﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ﴾ ”اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے۔“ یعنی جو تنگ دست اور نادار ہو تو وہ اپنی بساط کے مطابق جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے وہ خرچ کرے گا۔

(3)﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا﴾ ”اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا ہے مگر اسی کی جو اس نے اسے دیا ہے“ اللہ تعالیٰ کسی پر اتنا ہی بوجھ اور ذمہ داری ڈالتا ہے جتنا اس نے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حکمت سے یہ بات مناسبت رکھتی ہے کہ اس نے ہر ایک کو اتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی اس میں استطاعت ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ کسی جان کو صرف اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنا اس نے اسے رزق دیا۔

(5) اللہ تعالیٰ نفقے میں کسی کی طاقت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہیں دیتا۔

(6)﴿سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا﴾ ”اللہ تعالیٰ تنگ دستی کے بعد جلد ہی آسانی پیدا کر دے گا“ رب العزت نے نادار لوگوں کو بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے برے حالات سے اچھے حالات نکال دے گا۔ جو رب اندھیری رات سے روشن سورج نکالتا ہے وہ ہمیں بھی ہمارے مشکل حالات سے نکال لے گا۔

(7) اللہ تعالیٰ عنقریب مالی تنگیوں کو دور کر دے گا اور مشقت سے نکالے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ ”پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔“ (الم نشرح:6,5)

(8) جو انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حالات کی شدتوں میں آسانی دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ

”اور کتنی ہی بستیوں نے اپنے رب اور اُس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے اُن کا محاسبہ کیا، بہت سخت محاسبہ کرنا اور

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا﴾

ہم نے اُنہیں سزا دی، ایسی سزا جو جانی پہچانی نہ تھی“ (8)

سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور سرکشی خوف ناک عذاب میں مبتلا کروانے کا سبب بنتی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَاَيِّنْ ... نُّكْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ﴾ ''اور کتنی ہی بستیوں نے اپنے رب اور اُس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی'' سیدنا ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: عتو سے مراد یہاں لغو اور معصیت ہے۔ یعنی کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چھوڑ دیا اور انہیں قبول نہیں کیا۔ (تفسیر جامع البیان: 159/28) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اتباع اور اس کے رسولوں کی اطاعت کے بجائے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔

(2)﴿فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا﴾ ''تو ہم نے اُن کا محاسبہ کیا، بہت سخت محاسبہ کرنا'' اللہ رب العزت نے انبیاء کو جھٹلانے والوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرایا ہے کہ پہلی قوموں کا بھی ان کے اعمال کی وجہ سے سخت حساب لیا گیا اور انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔ (3)﴿وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا﴾ ''اور ہم نے اُنہیں سزا دی، ایسی سزا جو جانی پہچانی نہ تھی۔'' یعنی سرکشوں کو ان کے برے اعمال کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھایا۔

(4) اللہ تبارک وتعالیٰ سرکش قوموں اور رسولوں کی تکذیب کرنے والے لوگوں کو ہلاک کرنے کے بارے میں آگاہ فرماتے ہیں کہ جب سخت حساب اور دردناک عذاب کا وقت آیا تو ان کی کثرت اور قوت ان کے کسی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کا مزا چکھایا جو ان کے اعمال بد کا نتیجہ تھا۔ دنیا کے عذاب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2796/3)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ﴾ ''اور کتنی ہی بستیاں جو تمہاری اس بستی سے قوت میں زیادہ تھیں جس نے تمہیں نکال دیا ہے ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا پھر اُن کے لیے کوئی مددگار نہ تھا۔'' (محمد: 13)

(6)﴿وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (٣٧) وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا (٣٨) وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (٣٩) وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا﴾ ''اور نوح کی قوم کو ہم نے غرق کر دیا جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا اور ہم نے اُنہیں لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنوئیں والے اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا اور ہر ایک کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے برباد کر دیا بری طرح تباہ و برباد کرنا۔ اور بلا شبہ یقیناً یہ لوگ اس بستی پر سے آئے ہیں جس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدترین بارش برسائی گئی تو کیا وہ اسے دیکھا نہیں کرتے تھے؟ بلکہ وہ دوبارہ اُٹھائے جانے کی اُمید ہی نہیں رکھتے۔“ (الفرقان:37-40)

﴿فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا﴾

”تو اُنہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور اُن کے کام کا انجام خسارہ ہی ہوا“ (9)

سوال: انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اپنے انجام کو پہنچتا ہے اس بات کا اللہ تعالیٰ نے کیسے شعور دلایا، اس کی وضاحت ﴿فَذَاقَتْ ... خُسْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے پچھلی بستیوں کی مثال دے کر شعور دلایا ہے کہ انہوں نے اپنے کاموں کا مزہ چکھ لیا ہے اور ان کا انجام خسارہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا﴾ ”تو اُنہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا“ یعنی انہوں نے اپنی حرکتوں کا مزا چکھ لیا تو نادم ہوئے مگر ندامت کام نہ آئی۔

(2) ﴿وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا﴾ ”اور اُن کے کام کا انجام خسارہ ہی ہوا۔“ یعنی ان کی سزا دنیا میں ہی ختم نہیں ہوئی ان کا آخرت کا انجام خسارہ اور ہلاکت ہے۔

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ

”اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ سوائے عقل مندو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾

نے تمہاری طرف نصیحت نازل کی ہے“ (10)

سوال: ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ ... ذِكْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کیا ہے“ یعنی ان کے لیے جنہوں نے شرک اور ظلم کیا قیامت کے دن شدید عذاب ہوگا۔

(2) ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ”سوائے عقل مندو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ“ یعنی عقل رکھنے والو! اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر کرو۔ گزرے ہوئے زمانوں کے لوگوں سے عبرت پکڑو کیسے ان کے جھٹلانے کی سزا میں انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ تم ان جیسے نہ ہو جانا جو عذابوں میں گرفتار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور فرائض ادا کرو اور معاصی سے اجتناب کرو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''جو ایمان لائے ہو'' یعنی بصیرت والے وہ ہیں جو ایمان لے آئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے اور قرآن پر ایمان لائے۔

(4)﴿قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف نصیحت نازل کی ہے'' ذکر سے مراد قرآن ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ''بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (الحجر:9)

(5) ذکر سے مراد رسول ہے چونکہ مبلغ قرآن رسول ہے اس لیے آپ کو ذکر سے تعبیر کیا گیا۔ (ابن جریر)

(6) عقل والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا جس میں تمہارا ہی ذکر ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔'' (الانبیاء:10)

(7) اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قرآن ایک رسی ہے، اس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، کیونکہ اس کے بعد تم ہرگز نہ گمراہ ہو سکتے ہو اور نہ ہلاک۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:713) تاکہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تمہیں اللہ کی آیات تلاوت کر کے سناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی آیات اس کے لیے واضح ہیں جو اس پر تدبر کرتا ہے اور اس کو سمجھ لیتا ہے۔ وہ ہدایت کی استعداد رکھنے والوں کو گہرے اندھیروں سے نکال کر ایمان کے نور میں لے آتا ہے۔ (تفسیر مراغی:127/10)

(8) اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے ذکر کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس نے نازل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب جو عقل والوں کے لیے نصیحت ہے۔

﴿رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

''وہ ایک رسول ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی واضح بیان کرنے والی آیات پڑھ کر سناتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

نے نیک عمل کیے، ان کو تاریکیوں سے روشنی کی جانب نکال لائے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ، ہمیشہ، بلاشبہ

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا﴾

اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے بہترین رزق بنایا ہے''(11)

سوال 1: رسول اللہ ﷺ کی صفات کی وضاحت ﴿رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا ... اِلَى النُّوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ﴾ ''وہ ایک رسول ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی واضح بیان کرنے والی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔'' رسول سے مراد محمد ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات پڑھ کر سناتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾ ''الر۔ یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، اس کے راستے کی طرف جو سب پر غالب، بے حد تعریف والا ہے۔'' (ابراہیم:1)

(2) ﴿لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ ''تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، ان کو تاریکیوں سے روشنی کی جانب نکال لائے'' تاکہ وہ ان لوگوں کو جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سچا مانا اور نیک اعمال کیے، انہیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آئے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (البقرۃ:257) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک رُوح کی وحی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اُسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔" (الشوریٰ:52)

(3) یہاں وحی کو نور کہا گیا کیونکہ اس سے ہدایت ملتی ہے اور اسے روح کہتے ہیں کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر نیک اعمال کرنے والوں کو دی گئی خوش خبری کی وضاحت ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ... رِزْقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا﴾ "اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے" یعنی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر نیک عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو واجب قرار دیا ہے ان کو پابندی کے ساتھ ہمیشہ بجالائے اور جن کاموں کو مستحب قرار دیا ہے ان پر عمل کرے۔ (2) ﴿يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا﴾ "وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ ہمیشہ" ان جنتوں میں ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی کان نے سنی ہیں، نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے جہاں نہریں جاری ہیں انہیں باغات میں بسایا جائے گا۔ ان کے لیے پاکیزہ روزی ہوگی۔

(3) ﴿قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے بہترین رزق بنایا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا ہی خوب رزق دیا ہے جنت کی نعمتیں جو کبھی ختم نہیں ہوں۔ (زاد المسیر، ابن جوزی: 46/8)

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

"اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی اُن ہی کی مثل۔ اُن کے درمیان حکم اُترتا ہے تاکہ تم

ع 2/5/18 لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾

جان لو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے علم میں یقیناً ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے" (12)

سوال: اللہ تعالیٰ کی جلالت قدرت کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ... عِلْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ "اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی اُن ہی کی مثل" اللہ رب العزت نے اپنی جلیل الشان قدرت اور سلطنت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ اس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے ہیں؟'' (نوح:15)

(2) اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں کو پیدا کیا اور ان تمام چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے یقیناً وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔'' (بنی اسرائیل:44) (3) یقیناً وہ خالق ہی معبود حقیقی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(4) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی زمین ظلم سے لے لی اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔'' (صحیح بخاری:2452)

(5) ﴿يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ ''اُن کے درمیان حکم اُترتا ہے'' یعنی اس نے اپنی شریعت اور دین کے احکامات نازل فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکامات کو اس لیے نازل فرمایا تاکہ مخلوق نصیحت حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اور یہ کہ وہ جان لیں۔

(6) رب العزت نے اپنی جلالت شان اور قدرت کو اس لیے بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ اس کی قدر و منزلت پہچانیں اور اس کی شریعت پر عمل کریں: ﴿لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' یعنی بندے خوب اچھے طریقے سے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبہ ایسا ہے کہ وہ ارادہ کرتا ہے اور اس کے ارادے میں کوئی حائل نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے اس پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

(7) ﴿وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ ''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے علم میں یقیناً ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے میں لے رکھا ہے تاکہ تم اس سے خوف رکھو اور اس کی نگرانی کو محسوس کرو اور اس کی رضا کے مستحق ہو جاؤ۔ (8) جب وہ اس کے اسمائے حسنیٰ سے اسے پہچانیں گے تو وہ اس کی عبادت کریں گے، اس سے محبت کریں گے اور اس کے حقوق کو ادا کریں گے۔ خلق و امر کا یہی مقصد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول اور اس کی عبادت، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے، جن کو توفیق سے بہرہ مند کیا گیا ہے، وہ اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں جبکہ ظالم اور روگردانی کرنے والے لوگ اس سے روگرداں ہیں۔ (تفسیر سعدی:2797/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰيَاتُهَا 12 — 66 - سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ - 107 — رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ التحریم مدنی سورت ہے۔ اس میں 2 رکوع اور 12 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 66 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 107 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ

''اے نبی! آپ اُس چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کیا ہے؟ آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

ہیں اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (1)

سوال 1: حلال کو حرام قرار دینے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو خفگی کا اظہار کیا، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ''اے نبی!'' یہ رب العزت کی جانب سے اپنے نبی محمد ﷺ پر عتاب ہے۔ یعنی اے وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت کے لیے منتخب فرمایا۔

(2) ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ ''آپ اُس چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کیا ہے؟'' آپ ﷺ ان پاک چیزوں کو اپنے اوپر کیوں حرام ٹھہراتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے حلال فرمایا۔

(3) نبی ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں نسبتاً زیادہ ٹھہرتے تھے اور وہاں شہد کا مشروب پیتے تھے۔ معمول سے زیادہ دیر تک ٹھہرنے سے روکنے کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ سکیم تیار کی کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں تو وہ ان سے یہ کہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ (مغافیر ایسا پھول ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں بساند ہوتی ہے)۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر صرف شہد پیا ہے۔ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ نہیں پیوں گا لیکن یہ بات تم کسی کو نہ بتانا۔'' اس واقعے میں چونکہ رسول اللہ ﷺ نے شہد کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ (بخاری: 4912، مسلم: 1474)

(4) دوسرے واقعے کو امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھیں جسے آپ ﷺ نے اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تھا۔ وہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئیں جبکہ وہ موجود نہیں تھیں۔ اتفاق سے ان کی موجودگی میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آگئیں۔ ان کو سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں وقت گزارنا ناگوار گزرا۔ نبی ﷺ نے بھی اسے محسوس کر لیا۔ اس پر آپ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لئے قسم کھا کر سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو تاکید کی کہ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ مگر انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کر دیا۔ اس کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی: 666/1)

(5) نبوت کے لفظ سے خطاب کرنا عزت و توقیر اور آپ ﷺ کے مقام بلند کے اعتبار سے ہے۔ آپ ﷺ کو آپ کے نام سے نہیں پکارا گیا جیسے دوسرے انبیاء کو پکارا گیا مثلاً یا ابراہیم، یا نوح، یا عیسیٰ ابن مریم۔ آپ ﷺ کے لیے نبوت اور رسالت کا لفظ خاص کیا ہے اور یہ نبی ﷺ کے انبیاء اور مرسلین پر افضل ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ (صفوۃ التفاسیر: 383/3)

(6) ﴿تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ﴾ ''آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں'' یعنی اس تحریم کے ذریعے سے آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کی دل جوئی کرنا چاہتے ہیں؟

(7) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اپنے اوپر حرام ٹھہرانے کے پیچھے کام کرنے والے جذبے کو واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا ہے کہ کیا آپ ﷺ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

(8) ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا ہے۔ اس نے اپنے نبی ﷺ کو بخش دیا اور وہ بے حد رحم والا ہے اُس نے اپنے رسول پر رحم فرمایا اور ان سے ملامت کو دور کر دیا اور آپ ﷺ سے ہونے والی غلطی کو ساری امت کے لیے ایک عام حکم کی تشریع کا سبب بنا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام قسموں کے لیے عام حکم جاری فرما دیا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''غفور'' اور ''رحیم'' کا کیسے شعور دلایا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے حلال چیز کوحرام ٹھہرانے پر اپنی بخشش کا شعور دلایا ہے کہ وہ غفور ہے، بخشنے والا ہے۔اس کی مغفرت انسان کی غلطیوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔

(2)رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے ایک حلال چیز کوحرام کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رحمت کا دروازہ کھولا ہے۔ان کی اس غلطی کو معاف کر کے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے۔

سوال3:اس آیت سے حلال وحرام کے بارے میں کیا چیز واضح ہوتی ہے؟

جواب:اس آیت سے حلال وحرام کے بارے میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کوحرام کرنے کا اختیار کسی کے پاس نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار اپنے رسول ﷺ کو بھی نہیں دیا۔

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کو کھولنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور وہ

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾

سب کچھ جاننے والا ، کمال حکمت والا ہے“(2)

سوال1:قسم توڑنے کے طریقے کی وضاحت ﴿قَدْ فَرَضَ...الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کو کھولنا مقرر کر دیا ہے“ یعنی اللہ رب العزت نے وہ طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کے ذریعے قسم کو توڑنے سے پہلے اس سے نکلا جا سکے۔

(2)رب العزت نے قسم توڑنے کا کفارہ بتا دیا جس کو قسم توڑنے کے بعد ضرور ادا کریں گے۔اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 89 میں آیا ہے:﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ”اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرے گا لیکن وہ ان قسموں پر تمہاری گرفت کرے گا جنہیں تم نے پختہ کیا ہوگا چنانچہ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا اُنہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، چنانچہ جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اس

14

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکامات تمہارے لیے بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔'' (المائدہ:89) جو شخص کسی حلال کھانے یا مشروب وغیرہ کو حرام ٹھہرائے یا کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے پھر وہ قسم توڑنے کا ارادہ کرے یا توڑ ڈالے تو اس پر آیت میں ذکر کردہ کفارے کی ادائیگی واجب ہے۔

(3) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کفارہ ادا کیا اور سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے تعلق قائم رکھا۔ (ابن کثیر بحوالہ نسائی)

(4) ﴿وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے امور کا سرپرست ہے تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرتا ہے۔ تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی فلاح کے راستے آسان کرتا ہے اور تمہارے لیے ہدایت کے راستے کو روشن کرتا ہے جس میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی سعادت ہے۔ (تفسیر مراغی:133/10)

(5) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے امور کی سرپرستی کرنے والا ہے اور تمہارے دین و دنیا کے امور میں تمہاری بہترین طریقے سے تربیت کرنے والا ہے، جس کے سبب سے تم سے شر دور ہوتا ہے۔ بنابریں اس نے تمہاری قسمیں حلال کرنے کے لئے تمہارے لئے ایک طریقہ مقرر فرمایا تاکہ تم پر جو ذمہ داری ہے وہ پوری ہو جائے۔ (تفسیر سعدی:2799/3)

(6) ﴿وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اور وہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ یعنی اے لوگو! تمہارے لیے اس نے بیان کر دیا ہے یا واضح کر دیا ہے ﴿وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ﴾ اے ایمان والو! وہ تمہاری نصرت کرتا ہے ﴿وَهُوَ الْعَلِيْمُ﴾ یعنی تمہاری مصلحتوں اور ضروریات کو جانتا ہے۔ ﴿الْحَكِيْمُ﴾ تمہارے بارے میں اپنی تدبیر میں صاحب حکمت ہے اور جس کو وہ بہتر سمجھتا ہے تم سے دور کر دیتا ہے۔ (جامع البیان:169/28)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''علیم'' اور ''حکیم'' کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ جو قوانین دیتا ہے وہ اپنے علم کی وجہ سے دیتا ہے۔ یقیناً وہ علیم ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت 'حکیم' کا شعور ایسے احکامات سے دیا ہے جن پر عمل پیرا ہوا جا سکتا ہے۔ یقیناً وہ حکیم ہے جس کے احکامات حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ

''اور جب نبی نے ایک بات اپنی کسی بیوی سے چھپا کر کہی پھر جب اُس نے اس بات کی خبر دے دی اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو اُس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ

اطلاع دے دی تو نبی نے کچھ بات سے آگاہ کیا اور کچھ سے اِعراض کیا پھر جب نبی نے اُسے یہ بات بتائی تو اُس نے پوچھا:

مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾

''آپ کو کس نے یہ خبر دی ہے؟'' نبی نے کہا: ''مجھے اس نے خبر دی ہے جو سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے'' (3)

سوال 1: رسول اللہ ﷺ نے کون سی پوشیدہ بات اپنی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن میں سے کسی کو بتائی تھی، واقعے کی وضاحت ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ۔۔۔الْخَبِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ ''اور جب نبی نے ایک بات اپنی کسی بیوی سے چھپا کر کہی'' وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ جب نبی ﷺ نے انہیں کہا کہ میں نے فلاں عورت کو حرام کر لیا ہے اور اللہ کی قسم اب میں اس سے تعلق نہیں رکھوں گا اور ان سے نبی ﷺ نے مطالبہ کیا کہ وہ اس راز کو چھپائیں گی۔ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتادی۔ (ایسر التفاسیر: 1650)

(2) ﴿فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ﴾ ''پھر جب اُس نے اس بات کی خبر دے دی'' جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتادی۔

(3) ﴿وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو اُس کی اطلاع دے دی'' اللہ رب العزت نے اس خبر سے نبی ﷺ کو آگاہ کر دیا جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی تھی۔

(4) ﴿عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ﴾ ''تو نبی نے کچھ بات سے آگاہ کیا اور کچھ سے اِعراض کیا'' نبی ﷺ نے اپنے عفو و درگزر اور حلم و کرم کی بنا پر وہ بات جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے افشا کی تھی اس میں سے کچھ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتادی اور کچھ سے اعراض کر لیا۔

(5) ﴿فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا﴾ ''پھر جب نبی نے اُسے یہ بات بتائی تو اُس نے پوچھا: ''آپ کو کس نے یہ خبر دی ہے؟'' جب نبی ﷺ نے وہ خبر جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتادی تھی اس کے بارے میں انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کو اس خبر سے کس نے آگاہ کیا جب کہ وہ ہم سے باہر نہیں نکلی؟

(6) ﴿قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ ''نبی نے کہا: مجھے اس نے خبر دی ہے جو سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اس نے بتایا جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جس کو سب کی خبر ہے اور جو سب رازوں اور چھپی ہوئی چیزوں کا علم رکھنے والا ہے۔

(7) سیدنا ابن زید رحمہ اللہ کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا﴾ کے بارے میں قول ہے: کہ صاحب معاملہ کو اس بارے میں ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اسے اس بارے میں خبر مل گئی ہے (جب آگاہ کیا گیا تو حیرانگی سے سوال کیا کہ کس نے خبر دی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہر چیز کا علم رکھنے والے اور ہر چیز کی خبر رکھنے والے نے بتایا ہے۔'' (جامع البیان: 170/28)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو علیم وخبیر نے خبر دی جبکہ اس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں نہیں، اس سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآنِ مجید کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''علیم وخبیر'' کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے راز کی بات سے اپنے علیم ہونے کا شعور دلایا ہے۔ جو بات کسی دوسرے تک اُس وقت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ وہ اطلاع نہ دے جو جانتا ہو۔

(2) اللہ تعالیٰ نے نفس کی گہرائیوں سے سینے کے راز کو لے کر اُسے فاش کر دیا اور اس طرح یہ شعور دیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی خبر رکھنے والا نہیں ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے یہ احساس دلایا ہے کہ ایسی غلطیاں تبھی ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کے علم اور خبر سے انسان غافل ہو جائے۔

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

''اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو کہ یقیناً تمہارے دل راہِ راست سے ہٹ گئے ہیں اور اگر تم دونوں نبی کے خلاف ایک

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾

دوسرے کی مدد کرو گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مؤمنین اور اس کے بعد تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں'' (4)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو توبہ کا جو حکم دیا، اس کی وضاحت ﴿اِنْ تَتُوْبَآ ... قُلُوْبُكُمَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ ''اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو کہ یقیناً تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل راہِ راست سے ہٹ گئے ہیں'' اگر تم دونوں یعنی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو گی جن سے تمہارے دل منحرف ہوئے یعنی ورع اور نبی ﷺ کا ادب اور احترام اور یہ کہ وہ آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کریں گی۔(2) ان دونوں نے ہی نبی ﷺ کو ابھارا تھا اور آپ ﷺ نے اپنے اوپر اس چیز کو حرام ٹھہرالیا تھا جو آپ ﷺ کو پسند تھی۔(3) ان دونوں کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن پر عتاب فرمایا اور ان دونوں کے سامنے توبہ پیش کی۔

سوال 2: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو جو خوفناک تنبیہ کی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ تَظٰهَرَا ... ظَهِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ﴾ ''اور اگر تم دونوں نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی'' یعنی اگر تم دونوں ایسے کام پر ایک دوسرے سے تعاون کرو گی جو آپ ﷺ پر گراں گزرتا ہے اور یہ رویہ قائم رہا۔

(2) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کا مددگار ہے اور جبرائیل'' نبی ﷺ کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور جبرائیل علیہ السلام کو نبی ﷺ کا مددگار قرار دیا۔

(3) ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور نیک مومنین'' سیدنا قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے: صالح المومنین سے مراد انبیاء کرام ہیں۔(جامع البیان: 173/28)

(4) سیدنا ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: صالح المومنین سے مراد مومنین۔ سے بہترین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (جامع البیان: 173/28)

(5) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صالح المومنین سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔(جامع البیان: 173/28)

(6) ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ ''اور اس کے بعد تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں'' اس فرمان سے مراد فرشتے، جبرائیل اور صالح مومنین نبی کریم ﷺ کے مددگار ہیں۔ اگر کوئی نبی کے بارے میں برا سوچے یا اذیت پہنچانے کی کوشش کرے تو یہ مدد و نصرت کے لیے تیار ہیں۔(جامع البیان: 173/28)

(7) یہ نبی ﷺ کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنی مخلوق میں سے خاص لوگوں کو نبی ﷺ کا مددگار بنا دیا۔ اور جس کے مددگار ایسے لوگ ہوں تو وہ مدد یافتہ ہے۔

(8) ازواج مطہرات کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم جتھے بندی کرو گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس (محمد رسول اللہ ﷺ) کا مولیٰ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جبرائیل اور صالح اہلِ ایمان اور فرشتے سب اُس کے مددگار ہیں۔

﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ

''اگر وہ تمہیں طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اُس کا رب تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا جو اسلام

تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا﴾

والیاں، ایمان والیاں، اطاعت کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ دار، بیوہ اور کنواریاں ہوں'' (5)

سوال: اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر عورتوں انہیں دے دے گا، اس کی وضاحت ﴿عَسٰى... اَبْكَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ ''اگر وہ تمہیں طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اُس کا رب تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا'' یہ امہات المومنین کے لیے شدید تخویف ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر عورتوں سے انہیں بدل دے گا۔

(2) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تین باتوں میں جو میرے منہ سے نکلا میرے رب نے ویسا ہی حکم فرمایا۔ میں نے کہا تھا: کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو'' دوسری آیت پردہ کے بارے میں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! کاش! آپ اپنی عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ بات کرتے ہیں۔ اس پر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کی بیویاں جوش وخروش میں آپ کی خدمت میں اتفاق کر کے کچھ مطالبات لے کر حاضر ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک تمہیں طلاق دلا دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں اپنے رسول ﷺ کو عنایت کریں تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ (صحیح بخاری: 402)

(3) ﴿مُسْلِمٰتٍ﴾ ''جو اسلام والیاں'' یعنی اسلام لانے والی اور ان صفات سے متصف یا اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کرنے والی۔ (الاساس فی التفاسیر: 6001/10)

(4) ﴿مُّؤْمِنٰتٍ﴾ ''ایمان والیاں'' یعنی خالص ایمان لانے والی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿قٰنِتٰتٍ﴾ ''اطاعت کرنے والیاں'' یعنی مطیع اور فرماں بردار۔ (جامع البیان:125/28)

(6) قنوت سے مراد دائمی اطاعت ہے یعنی مستقل مزاجی سے اطاعت کرنے والی۔

(7)﴿تٰٓئِبٰتٍ﴾ ''توبہ کرنے والیاں'' یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرنے والی۔ یعنی توبہ ان کا تخلیقی وصف ہوگا۔ (الاساس فی التفاسیر:6001/10)

(8) یعنی ان امور سے توبہ کرنے والی جن کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ (9)﴿عٰبِدٰتٍ﴾ ''عبادت کرنے والیاں'' یعنی عبادت کی قسموں یعنی نماز اور ذکر کو اللہ تعالیٰ کے لیے انجام دینے والی۔ (الاساس فی التفاسیر:6001/10)

(10)﴿سٰٓئِحٰتٍ﴾ ''روزہ دار'' یعنی روزہ رکھنے والی یا ہجرت کرنے والی۔

(11)﴿ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا﴾ ''بیوہ اور کنواریاں ہوں'' یعنی ان میں سے بعض شادی شدہ ہوں گی اور بعض کنواری۔

(12) یہ بات اتنے سخت انداز میں اس لئے کہی گئی کہ ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن نادم ہوں اور آئندہ کے لئے فرمانبردار بن جائیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جس پر

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾

تندمزاج سخت گیر فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور اُنہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں'' (6)

سوال 1: اللہ رب العزت نے اہل خاندان کو ادب اور دین کی تعلیم دینے کا جو حکم دیا ہے، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا ... وَالْحِجَارَةُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے۔

(2)﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ ''اپنے آپ کو بچاؤ'' یعنی اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے نواہی سے بچاؤ اور ایسے کاموں سے توبہ کریں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جن کی وجہ سے وہ عذاب دیتا ہے اور نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کا عادی بنائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو آگ سے'' اہل و عیال کو بچانا یہ ہے کہ ان کو ادب و علم سکھایا جائے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل پر مجبور کیا جائے۔ پس بندہ صرف اسی وقت محفوظ ہوتا ہے جب وہ اپنے بارے میں اور ان لوگوں کے بارے میں، جو اس کی سرپرستی میں اور اس کے تصرف میں ہوں، اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2801/3)

(4) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ ''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر خوب پابند رہیں، ہم آپ سے کوئی رزق نہیں مانگتے، رزق تو ہم ہی آپ کو دیں گے۔ اور آخری انجام تو تقویٰ (والوں) کے لیے ہے۔'' (طٰہٰ:132)

(5)﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ ''اور آپ اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں۔'' (الشعراء:214)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المومنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ کسی شخص کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پرسش ہوگی۔'' (بخاری:7138، مسلم:4724)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تھو تھو'' تاکہ وہ بچہ اس کھجور کو پھینک دے، پھر فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ صدقے کی چیز نہیں کھاتے؟'' (بخاری:1491)

(8) سیدنا عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھا اور میرا ہاتھ پورے پیالے میں گھومتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ﴿يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ﴾ ''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' چنانچہ اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ ہمیشہ یہی رہا۔ (بخاری:5376)

(9) سیدنا سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب دس سال کا ہو جائے (اور نماز نہ پڑھے) تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارو۔" (ابوداؤد:494)

(10) ﴿وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ "جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں" اللہ تعالیٰ نے آگ کے یہ اوصاف اس لیے بیان کیے ہیں تاکہ بندے اللہ تعالیٰ کے حکم کو حقیر سمجھنے سے ڈریں، چنانچہ فرمایا: ﴿وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ﴾ "بلاشبہ تم اور وہ جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کیا کرتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہیں، تم سب اس میں داخل ہونے والے ہو۔" (الانبیاء:98) (تفسیر سعدی:2801/3)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ایک دھماکے کی آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟" ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ایک پتھر ہے، جو جہنم میں ستر برس پہلے پھینکا گیا تھا۔ وہ جا رہا تھا، اب اس کی تہہ میں پہنچا ہے (معاذ اللہ جہنم اتنی گہری ہے کہ اس کی چوٹی سے تہہ تک ستر برس کی راہ ہے اور وہ بھی اس تیز حرکت سے جیسے پتھر اوپر سے نیچے کو گرتا ہے)۔" (مسلم:7167)

سوال 2: جہنم پر بے رحم فرشتے تعینات ہیں، اس کی وضاحت ﴿عَلَيْهَا ... يُؤْمَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ "جس پر تندمزاج سخت گیر فرشتے مقرر ہیں" جہنم پر سخت، بے رحم اور طاقت ور فرشتے مقرر ہیں۔

(2) ان فرشتوں کے اخلاق بہت درشت اور ان کا انتقام بہت برا ہوگا، جہنمی ان کی آوازیں سن کر گھبرائیں گے اور ان کو دیکھ کر خوف کھائیں گے، یہ فرشتے اپنی طاقت وقوت سے جہنمیوں کو رسوا کریں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احکامات نافذ کریں گے جس نے ان کے بارے میں عذاب کا حتمی فیصلہ کیا ہے اور سخت سزا ان پر واجب کی ہے۔ (تفسیر سعدی:2801/3)

(3) ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ﴾ "جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے" یعنی وہ فرشتے کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

(4) ﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ "اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں" یعنی وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ (5) اس آیت میں فرشتوں کی مدح ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ﴾ ''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ وہ دوزخ کیا ہے؟ نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وہ چھوڑے گی۔ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔ اور نہیں بنائے ہم نے جہنم کے نگران مگر فرشتے اور ہم نے اُن کی تعداد کو ان لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے جنھوں نے کفر کیا، تاکہ وہ یقین کر لیں جن کو کتاب دی گئی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ایمان میں بڑھ جائیں اور ایمان والے اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی شک نہ کریں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کفر کرنے والے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسے ہی گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ انسانیت کے لیے سراسر نصیحت ہے۔'' (المدثر:27-31)

ع 1/7 19

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''اے لوگو جنھوں نے کفر کیا! آج معذرت نہ کرو یقیناً تم اُسی کا بدلہ دیے جاؤ گے جو تم عمل کرتے تھے'' (7)

سوال: روز قیامت کافر کا عذر نہیں قبول ہوگا، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ﴾ ''اے لوگو جنھوں نے کفر کیا! آج معذرت نہ کرو'' اہل دوزخ سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اے کافرو! آج کے دن عذر پیش نہ کرو۔ وہ وقت تم نے کھو دیا اب تو اعمال کی جزا و سزا ہے۔

(2) ﴿اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''یقیناً تم اُسی کا بدلہ دیے جاؤ گے جو تم عمل کرتے تھے'' تم نے جو اعمال کیے اس کی جزا تمہیں دی جائے گی۔ تم نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، تم نے اس کے رسولوں کو جھٹلایا، تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا، تم نے رسولوں کے خلاف اور اہل حق کے خلاف جنگ کی۔ تم نے من چاہی زندگی بسر کی، تم نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھا۔ تم نے دنیا کے لیے کمایا، دنیا کے لیے ہی اڑا دیا۔ تم نے اپنی اولادوں کو دنیا کے لیے تیار کیا۔ مٹی کے بیٹو! سارے اعمال مٹی کے لیے ہی کیے۔ کچھ بھی آگے نہ بھیجا تو آج تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿16﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿17﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ ''جس دن سب لوگ صاف ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے اُن کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔ آج بادشاہت کس کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو اکیلا ہے، بہت دبدبے والا ہے۔ آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا تھا، آج کوئی ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور آپ اُنہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے جو سینے چھپاتے ہیں۔'' (المومن:16-19)

(4) اب عذر ختم ہو گئے صرف اعمال کا بدلہ ملے گا۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ۔ تمہارا رب قریب ہے کہ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ

اور تمہیں داخل کر دے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ

لائے ہیں، رسوا نہ کرے گا، اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہمارا

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

نور مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے، بلاشبہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (8)

سوال 1: توبۃ النصوح کی وضاحت ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... الْاَنْهٰرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔

(2) ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ ''اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ'' توبۃ النصوح سے مراد سچی توبہ جو پر خلوص ہو، یہ توبہ تمام برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔ توبہ کرنے والے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور برائیوں کی عادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھڑا دیتی ہے۔ (مختصر ابن کثیر:2/2093)

(3) خالص توبہ سے مراد وہ توبہ ہے جو ان تمام گناہوں کو شامل ہو جو بندے نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کئے ہیں، اس توبہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے سوا کچھ مقصود نہ ہو، پھر بندہ تمام احوال میں اس توبہ پر قائم رہے۔ (تفسیر سعدی:3/2802)

(4) خالص توبہ سے مراد (i) اپنے گناہ پر دل میں شدید ندامت محسوس کرنا۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرنا۔ (iii) آئندہ کبھی وہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔

(iv) ہمیشہ کے لئے گناہ کو چھوڑ دینا۔ (v) اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے اس کا ازالہ کرنا، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اس سے معافی مانگنا۔

(5) اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو خالص توبہ کے لیے پکارا ہے جو کوئی گناہ باقی نہیں رہنے دیتی۔

(6) قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: کہ یہ سچی اور خالص توبہ ہے۔ (فتح القدیر:5/310)

(7) ابن مردویہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے کہ بندے نے جو گناہ کیا ہے اس پر ندامت ہو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے معذرت پیش کر کے کہے کہ وہ آئندہ کبھی نہیں کرے گا۔ جیسے دودھ تھنوں میں واپس نہیں جاتا۔

(8) ایک دفعہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبے میں فرمایا کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ سچی توبہ یہ ہے کہ انسان توبہ کر کے پھر گناہ نہ کرے بلکہ اس گناہ کا تصور بھی نہ کرے۔ (ابن جریر)

(9) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گناہ سے توبہ یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہ کیا جائے۔ (مسند احمد)

(10) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ندامت (شرمندگی) توبہ ہے۔" (ابن ماجہ:4252)

(11) صحیح حدیث میں ہے اسلام اور توبہ پہلے گناہ مٹا دیتے ہیں۔ کیا توبۃ النصوح کی یہ شرط بھی ہے کہ مرتے دم تک پھر وہ گناہ سرزد نہ ہو یا صرف آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم ہی کافی ہے اور اسی عزم سے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟ ہاں مرتے دم تک گناہ نہ کرنے کی شرط ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے جو اسلام لا کر نیک عمل کرتا رہے گا وہ جاہلیت کے گناہوں پر نہیں پکڑا جائے گا اور جو برائیوں میں مبتلا رہے گا وہ جاہلیت کے گناہوں پر بھی پکڑا جائے گا اور اسلام والے گناہوں پر بھی۔ جب اسلام میں جو گناہ مٹانے میں توبہ سے بڑھ کر ہے، یہ بات ہے تو توبہ میں بدرجہ اولیٰ ہونی چاہیے۔ (السراج المنیر:2/2093)

(12) امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: خالص توبہ میں تین امور جمع ہو جاتے ہیں: (i) معصیت سے نکل آنا۔ (ii) اپنے فعل پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ندامت ہونا (iii) پختہ عزم کہ آئندہ کبھی نہیں کرنا۔ اگر انسان معصیت کے کام کے ساتھ متعلق رہے گا تو وہ اس پر اسی گناہ کو لوٹا دے گی۔

(13) ﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ ''تمہارا رب قریب ہے کہ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے'' حاکم رحمہ اللہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خالص توبہ ہر برائی کا کفارہ ہو جاتی ہے اور وہ قرآن میں ہے پھر انہوں نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ (فتح القدیر: 311/5)

(14) ﴿وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ ''اور تمہیں داخل کر دے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں'' اللہ رب العزت نے خالص توبہ کرنے والوں سے جنتوں میں داخل کرنے اور فوز وفلاح کا وعدہ کیا ہے۔

سوال 2: قیامت کے دن مومنوں کے نور اور اتمام نور کے لیے ان کی دعا کی وضاحت ﴿يَوْمَ ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ ''اس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے ہیں، رُسوا نہ کرے گا'' یعنی جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ ان پر ایمان لائے، انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ہر مومن کو قیامت کے دن نور دیا جائے گا۔ جہاں تک منافق کا تعلق ہے تو اس کا نور بجھ جائے گا۔ (فتح القدیر: 367/5)

(3) ﴿نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ ''ان کا نور اُن کے آگے اور اُن کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہمارا نور مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے'' جب قیامت کے دن اہل ایمان اپنے نور ایمان کے ساتھ اور اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے۔ اس کی خوشبو اور راحت سے متمتع ہو رہے ہوں گے اور اس روشنی کے بجھ جانے پر ڈر یں گے جو منافقین کو دی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ وہ ان کے نور کو پورا کر دے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا، ان کے پاس جو نور اور یقین ہوگا اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں نعمتوں بھری جنتوں اور رب کریم کے جوار میں پہنچا دے گا۔ یہ سب خالص توبہ کے آثار ہیں۔ خالص توبہ سے مراد وہ توبہ ہے جو ان تمام گناہوں کو شامل ہو جو بندے نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کیے ہیں۔ اس توبہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے سوا کچھ مقصود نہ ہو۔ پھر بندہ تمام احوال میں اس توبہ پر قائم رہے۔ (تفسیر سعدی: 2802/3)

(4) ہر ایک کا نور اس کے اعمال کے مطابق ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) اس وقت منافق کہیں گے: ﴿اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ﴾ ”ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔“ (الحدید:13) (6) اس وقت مومن دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے نور کو مکمل فرما دے۔

(7) ﴿وَاغْفِرْ لَنَا﴾ اور ہمیں بخش دے ہمارے گناہ مٹا دے۔

(8) ﴿اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ”بلا شبہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“ یہ توسل ہے تا کہ دعا قبول ہو جائے۔ یہ توسل اللہ تعالیٰ کی صفت قوت اور قدرت سے ہے کہ یقیناً آپ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ ﴿فَاَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ ہمارا نور مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ (ایسر التفاسیر:1652,1651)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: ”مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے۔ پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام اسی طرح رات کو ذرا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔“ (بخاری:6463)

سوال 3: اہلِ ایمان نور اور مغفرت کی دُعا کے لیے کہیں گے کہ یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اس سے اہلِ ایمان کے بارے میں کیا حقیقت واضح ہوتی ہے؟

جواب: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ (i) اللہ تعالیٰ کی قدرت کے گہرے شعور سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی ضرورت کا شدّت سے احساس ہوتا ہے۔ (ii) انسان اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔ (iii) انسان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اُسی کے معاف کرنے سے معافی ملے گی جیسے اُس کے پیدا کرنے سے وجود ملا، زندگی عطا کرنے سے زندگی ملی، رزق عطا کرنے سے رزق ملا، ایسے ہی اُسی کے عطا کرنے سے نور عطا کیا جائے گا اور مغفرت ملے گی۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

”اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾

بُرا ٹھکانہ ہے“ (9)

سوال: کفار اور منافقین سے جہاد کے حکم کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... الْمَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ''اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کو کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

(2) یعنی کافروں کے ساتھ تلوار سے جہاد کریں اور منافقوں کے ساتھ وعید اور زبان سے جہاد کریں۔ (جامع البیان:180/28)

(3) کفار کے ساتھ اسلحہ وقتال کے ذریعے سے اور منافقین کے ساتھ ان پر حدود نافذ کرنے کے ساتھ۔ (المصباح المنیر:265/1)

(4)﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور اُن پر سختی کرو'' یعنی ان کے ساتھ خطاب میں نرمی کا معاملہ نہ کریں۔

(5) رب العزت نے ان کے ساتھ دلیل کے ذریعے جہاد کا حکم دیا ہے۔ ان کے مؤقف کا ابطال کرنا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرے اس کے خلاف جنگ کرنا۔

(6)﴿وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' یعنی دنیا میں تو ان پر سختی کرنی ہے اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور ہر خسارہ اٹھانے والا اسی کی طرف لوٹے گا۔

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا

''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں

تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ

کے نکاح میں تھیں، پھر اُن دونوں نے اُن سے خیانت کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے اور اُن سے کہہ دیا

اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾

گیا: ''داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ'' (10)

سوال1: دنیا کا میل جول قیامت میں کام آنے والا نہیں، اس کی وضاحت ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ ... مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی ہے'' اللہ تعالیٰ نے کافروں کا حال تمثیل کے طور پر سامنے رکھا ہے کہ ان سے ان کے کفر اور مومنوں سے عداوت کا بدلہ لیا جائے گا، انہیں ان کی سزا دی جائے گی اور اس معاملے میں مومنوں کے ساتھ دنیا کا میل جول کام نہیں آئے گا نہ نسب، نہ قربت، نہ زوجیت، نہ محبت کے تعلقات اس سلسلے میں نبوت کے دو گھرانوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثال دی گئی سیدنا نوح علیہ السلام کی بیوی اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کی۔

(2)﴿كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ ''وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر اُن دونوں نے اُن سے خیانت کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویاں ان کے ساتھ رہتی تھیں، کھاتی پیتی تھیں لیکن انہوں نے ان سے ایمان میں خیانت کی، وہ ان پر ایمان نہیں لائیں تو ہر وقت کا میل جول اور معاشرت ان کے کام نہ آئی جب دل ایمان سے خالی ہوں تو میل جول کیسے کام آ سکتا ہے؟ دیکھ لو دو پیغمبروں کی بیویوں کی معاشرت ان کے کام نہیں آئی۔

(3) اس میں ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے کے لیے تنبیہ ہے کہ اگر نافرمانی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا فائدہ نہیں دے گا۔

(4)﴿فَخَانَتٰهُمَا﴾ ''پھر اُن دونوں نے اُن سے خیانت کی'' یعنی دین میں (ان دونوں نے نبیوں کی خیانت کی) دونوں اپنے شوہروں کے دین کے سوا کسی اور دین پر تھیں۔ خیانت سے یہی معنی مراد ہیں اور اس سے نسب اور بستر کی خیانت مراد نہیں، کیونکہ کسی نبی کی بیوی بدکاری کی مرتکب نہیں ہوئی اور نہ اللہ تعالیٰ نے کسی بدکار عورت کو انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کی بیوی ہی بنایا ہے۔ (تفسیر سعدی:2805/3)

(5) سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ اور سیدنا ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: خیانت سے یہاں مراد بدکاری نہیں ہے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں تھی۔ اپنے شوہروں کے بارے میں غلط پروپیگنڈا کرتی تھیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی بیوی ان کے بارے میں کہتی تھی کہ یہ دیوانہ ہے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی اپنے گھر میں آنے والے مہمانوں کے بارے میں قوم کو اطلاع دیتی تھی۔ دونوں عورتوں کی ہمدردیاں کافر قوم کے ساتھ تھیں۔ دونوں نفاق میں مبتلا تھیں۔ اس سے امہات المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی:670/1)

(6)﴿فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ ''تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام دونوں اپنی بیویوں کے کچھ بھی کام نہ آ سکے یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تھوڑا سا بھی نہیں بچا سکے۔

(7)﴿وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ ''اور اُن سے کہہ دیا گیا: '' داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آگ میں داخل ہو جاؤ''یعنی سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویوں سے کہا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس کی آگ میں جلو بھنو اور برباد ہو جاؤ۔(استغفر اللہ)

سوال 2: کافروں کی مثال یہاں لائی گئی، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1) کافروں کی مثال کو لانے کا مقصد ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کو تنبیہ کرنا ہے کہ اگرچہ اُن کا محمد رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے لیکن اگر انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی یا اُن کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

(2) کافروں کی مثال میں ان تمام لوگوں کے لئے عبرت ہے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کے زبانی دعوؤں کو اور محبت کے کھوکھلے اظہار کو کافی سمجھتے ہیں۔ جو لوگ اسلام کے عائد کردہ فرائض کی پابندی نہیں کرتے اور نہ ان کے لئے کوئی اہتمام کرتے ہیں۔ محبت کا وہ اظہار جو آج کل کے دور میں لوگ کرتے ہیں اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ خود نبی ﷺ کے دور میں جہاں آپ ﷺ پر قربان ہونے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت تیار رہتے تھے وہاں رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مطلب فقط آپ ﷺ کی اِتباع تھا آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے احکامات اور فرائض کی پابندی تھا اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو اپنانے کا جذبہ تھا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حبِّ رسول ﷺ کا مطلب شریعت پر عمل ہے۔ خود ساختہ شریعت کے لئے شریعت سے فرار رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں ہے۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ

''اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ جب اُس نے کہا: ''اے میرے رب! میرے

بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے بچا اور ظالم لوگوں سے مجھے نجات دے'' (11)

سوال 1: ضرورت کی وجہ سے کافر سے میل جول نقصان دہ نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے'' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے مثال بیان کی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا۔ (2) یہ مثال فرعون کی بیوی کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان

15

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائیں اور انہیں ایک ماننا اور اس کے رسول سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔

(3) سیدہ آسیہ علیہا السلام اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ایک دشمن کی بیوی تھیں جو کافر تھا۔ انہیں ان کے شوہر کے کفر نے نقصان نہیں دیا کیونکہ وہ ایک اللہ پر ایمان رکھتی تھیں۔ (جامع البیان: 182/28)

(4) اس آیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مومن اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے کافروں سے میل جول رکھتے ہیں تو نقصان دہ نہیں ہے اگر یہ دوستی بچاؤ اور وقتی دفاع کے طور پر ہو۔

(5) ﴿اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ "جب اُس نے کہا: "اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے" اللہ تعالیٰ نے سیدہ آسیہ علیہا السلام کا وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ ایمان رکھتی تھیں۔ اپنے رب کے سامنے گڑگڑاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے مطالب جلیلہ کا سوال کرتی تھیں اور وہ ہے جنت میں دخول اور رب کریم کی مجاورت کا سوال۔ (تفسیر سعدی: 2804/3)

(6) ابو العالیہ فرماتے ہیں: خازن فرعون کی بیوی کے ایمان کی وجہ سے سیدہ آسیہ علیہا السلام ایمان لائیں۔ (مختصر ابن کثیر: 2095/2)

(7) ﴿وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ﴾ "اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے بچا" سیدہ آسیہ علیہا السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھیں کہ فرعون کے فتنے، اس کے برے اعمال اور ظالم کے فتنے سے نجات دے دے۔

(8) سیدہ آسیہ علیہا السلام کی دعا سے پتہ چلتا ہے کہ: (i) انہیں فرعون کے محل سے نہیں رب کی جنت سے دلچسپی تھی۔ اس سے سیدہ آسیہ علیہا السلام کے شعور کی پختگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جب تک دنیا کی حقیقت واضح نہیں ہوتی انسان دنیا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے۔ سیدہ آسیہ علیہا السلام ایمان کی وجہ سے محلات کی عیش و عشرت کی زندگی کو گندگی سمجھتی تھیں اسی لئے اس زندگی سے پناہ مانگتی تھیں۔ (ii) سیدہ آسیہ علیہا السلام کے فرعون کے عمل سے پناہ مانگنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فرعون کی بادشاہت سے مرعوب نہیں تھیں کیونکہ وہ بادشاہِ کائنات کی حقیقت کو پا چکی تھیں اور ان کے نزدیک دنیا کے ساز و سامان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

(9) ﴿وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ "اور ظالم لوگوں سے مجھے نجات دے" یعنی فرعون کی ساری قوم سے نجات دے دے۔

(10) سیدہ آسیہ علیہا السلام ظالم قوم سے نجات مانگتی تھیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنی قوم کے درمیان رہنا ان کے لئے کس قدر مشکل ہو گیا تھا جبکہ مال اور اقتدار انہی کے پاس تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان اور ایمان والوں کے ماحول میں رہنا دنیا کی بہت بڑی دولت ہے کیونکہ اسی ماحول کی وجہ سے انسان اپنے رب سے جڑا رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(11)اللہ تعالیٰ نے سیدہ آسیہ علیہا السلام کی دعا قبول فرمائی: چنانچہ وہ ایمان کامل اور اس پر ثابت قدمی کے ساتھ زندہ رہیں اور تمام فتنوں سے بچی رہیں۔اسی بنا پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے مرتبہ کمال کو پہنچنے والے لوگ تو بہت ہیں مگر عورتوں میں مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم اور خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت مرتبہ کمال کو نہیں پہنچی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔'' (بخاری:3411)(تفسیر سعدی:2804/3)

(12)نسفی رحمہ اللہ نے کہا: اس میں دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور اس سے التجا کرنا اور مصیبتوں سے نجات پانے کے لیے سوال کرنا صالحین کی سیرت میں سے ہے۔(الاساس فی التفاسیر:6009/10)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال دی ہے، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1)اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال اس لئے دی ہے کہ ایمان والوں کو ترغیب ملے کہ مشکل ترین حالات میں کسی ظالم کی قربت میں حالات کی سختیوں کے باوجود دین پر ثابت قدم رہنا چاہیے اور صبر کرنا چاہیے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اُن لوگوں کو بھی ترغیب دلائی ہے جو ہمیشہ آسانیوں کی تلاش میں ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آسانیاں ہو جائیں تو دین کے احکامات پر عمل کریں۔سیدہ آسیہ علیہا السلام کی زندگی سے یہ پتہ چلتا ہے اور اس مثال سے یہی سبق دیا گیا ہے کہ مشکلات میں ہی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہوتا ہے اور تنگیوں میں، مصائب میں صبر کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہوتا ہے۔

(3)اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہ بھی سبق دیا ہے کہ کفر کی شان و شوکت اور کافروں کی دولت ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔جو سچا مومن ہے وہ دولت سے یا کسی کی قوت سے ایمان کو نہیں ہار دیتا۔

(4)اللہ تعالیٰ نے سیدہ آسیہ علیہا السلام کو مثال بنا دیا کہ وقت کے سب سے بڑے ظالم اور کافر کی بیوی تھیں لیکن وہ یعنی فرعون انہیں ایمان سے نہیں روک سکا۔

﴿وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ

''اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال بیان کی، جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی چنانچہ ہم نے اُس میں اپنی رُوح پھونک دی اور اُس

بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ﴾

نے اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی'' (12)

ع 2 5 20

سوال: سیدہ مریم علیہا السلام کی مثال کی وضاحت ﴿وَمَرۡیَمَ ... الۡقٰنِتِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ ''اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال بیان کی، جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی'' ایمان والوں کے لیے دوسری مثال سیدہ مریم علیہا السلام بنت عمران کی ہے جنھوں نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی۔ ہر فحش کام سے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام کی مثال اس لیے بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔ جہان والوں کی عورتوں کے لئے مثال بن گئیں۔ ہر بیٹی کے لئے سیدہ مریم علیہا السلام کی زندگی مثال ہے کہ انسان بگڑے ہوئے ماحول میں، بگڑی ہوئی قوم کے درمیان رہ کر بھی پاک صاف رہ سکتا ہے۔

(3)﴿فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾ ''چنانچہ ہم نے اُس میں اپنی رُوح پھونک دی'' سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اس کے کرتے کے گریبان میں پھونک ماری اور ان کی یہ پھونک سیدہ مریم علیہا السلام تک پہنچی، چنانچہ اس طرح سیدہ مریم علیہا السلام سے رسول کریم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام متولد ہوئے۔ (تفسیر سعدی:2805/3)

(4)﴿وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ﴾ ''اور اُس نے اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی'' یہ سیدہ مریم علیہا السلام کو علم اور معرفت سے موصوف کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلمات کی تصدیق اس کے کلمات دینی اور قدری کی تصدیق کو شامل ہے، اس کی کتابوں کی تصدیق ان امور کا تقاضا کرتی ہے جن کے ذریعے سے تصدیق حاصل ہوتی ہے اور یہ علم و عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر سعدی:2805/3)

(5) اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام کی مثال اس لئے بیان کی ہے کہ انہوں نے رب کے کلمات یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔ جہان بھر کی بچیوں اور عورتوں کے لئے اُن کی زندگی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا، اُس کی کتابوں کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ صرف مردوں کی ذمہ داری ہی نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔

(6)﴿وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ ''اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی'' یعنی وہ اپنی عبادت اور دینی حالت میں خشوع اور خشیت سے اطاعت کرنے والوں میں سے تھیں۔

(7) یعنی وہ خشیت اور خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مداومت کرنے والوں میں سے تھیں، یہ ان کے کمال عمل کا وصف ہے کیونکہ وہ صدیقہ تھیں اور صدیقیت کمال علم و عمل کا نام ہے۔ (تفسیر سعدی:2805/3)

(8) مسند احمد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کی تمام عورتوں میں سب سے افضل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ مریم علیہا السلام اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ علیہا السلام ہیں۔'' (مسند احمد:293/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ALNOOR-PUBLICATIONS

النور

النوٗر پبلیکیشنز